

وَرَسَّلَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

حصّہ سوم

مذکرہ قاریان ہند

تالیف

عماد القراء جناب مرزا بسیم اللہ بیگ صاحب بی۔ اے

مقرئ قرأت عشرہ

الناشر

میر محمد کتبخانہ آرام باغ، کراچی

باب اول

- ۱۲۲۲ (۱) حافظ مقری محی الدین مکی
- ۱۲۲۳ (۲) مولانا قاری حکیم مفتی محمد نصیر الدین نعمانی
- ۱۲۲۴ (۳) شیخ القراء عبد المالك علی گڑھی
- ۱۲۲۵ (۴) شیخ القراء حافظ عبد الرحمن پرتاب گڑھی
- ۱۲۲۶ (۵) حافظ مقری حکیم محمد عبد الرحیم خان امرہوی
- ۱۲۲۷ (۶) قاری حافظ وصی الرحمن اسد نام آبادی
- ۱۲۲۸ (۷) قاری حافظ محمد صالح لکھنوی
- ۱۲۲۹ (۸) مقری حافظ عصام الدین احمد صدیقی الہ آبادی
- ۱۲۳۰ (۹) مقری حافظ مستجاب الدین صدیقی الہ آبادی
- ۱۲۳۱ (۱۰) مقری حافظ محب الدین صدیقی الہ آبادی
- ۱۲۳۲ (۱۱) مولوی قاری حافظ ریاست علی
- ۱۲۳۳ (۱۲) مولوی قاری خلیل احمد لکھنوی جامعہ
- ۱۲۳۴ (۱۳) مقری حافظ انیسر حسن عرف ابرار احمد امرہوی
- ۱۲۳۵ (۱۴) مقری حافظ محمد زکریا خان طبع آبادی
- ۱۲۳۶ (۱۵) شیخ القراء حافظ سلیمان دیوبندی
- ۱۲۳۷ (۱۶) حافظ مقری محمد قاسم لکھنوی
- ۱۲۳۸ (۱۷) قاری حافظ تاج الدین لکھنوی
- ۱۲۳۹ (۱۸) قاری حافظ محمد عمر بہاری
- ۱۲۴۰ (۱۹) مقری حافظ محمد انوار الحق فاروقی لکھنوی
- ۱۲۴۱ (۲۰) مقری حافظ نور الحق فاروقی لکھنوی
- ۱۲۴۲ (۲۱) قاری حافظ محمد حسن صدیقی امرہوی
- ۱۲۴۳ (۲۲) مقری حافظ کریم بخش پیلی بھیتی

۱۲۳۴	مقبری حافظ محمد منظر علی لکھنوی
۱۲۳۵	مقبری حافظ محمد ادریس منظر پوری
۱۲۳۶	قاری مولوی گوہر علی بھاگل پوری
۱۲۳۷	قاری صوفی سلامت اللہ بھاگل پوری
۱۲۳۸	قاری مولوی صوفی عزیز الرحمن
۱۲۳۹	قاری حافظ مولوی محمد عبدالرزاق
۱۲۵۰	مقبری حافظ سید محمد عثمان بنگالی
۱۲۵۱	قاری حافظ عبدالعزیز اکبر آبادی
۱۲۵۲	مقبری حافظ مولا بخش ٹونگی
۱۲۵۳	شیخ القراء حافظ محمد سابق لکھنوی
۱۲۵۴	مقبری حافظ حبیب اللہ ٹونگی
۱۲۵۵	مقبری حافظ صبغت اللہ ٹونگی

حیدرآباد دکن بہار دوم

۱۲۶۲	شیخ القراء پروفیسر مولانا عبدالقدیر صدیقی المتخلص بہ حسرت
۱۲۶۳	شیخ القراء سید کلیم اللہ حسینی پروفیسر جامعہ عثمانیہ
۱۲۶۴ تا ۱۲۶۸	قاری عشرہ میر احمد علی
۱۲۶۹	شیخ القراء ابوالکاسم سید علی الحسینی المعروف بہ روشن علی
۱۲۷۰	شیخ القراء میر روشن علی کے شاگردوں میں جنہوں نے عشرہ قرات کی تکمیل کی (۱) شاہ محمد تاج الدین
۱۲۷۱	(۲) حافظ عبدالرحمن بن محفوظ (۳) مرزا اکبر علی بیگ
	(۴) حافظ عبدالرحیم (۵) حافظ سید حسن شاہ (۶) حکیم ریاض الدین (۷) میر کاظم علی فرزند گلان
	(۸) حافظ حاجی سید ابراہیم قادری (۹) سید اسد علی داماد (۱۰) میر عثمان علی فرزند خورد

(۱۱) سید عطاء حسین (۱۲) حاجی سید محی الدین قادری (۱۳) حاجی کرنل مرزا بسم اللہ بیگ بی کے
 (۱۴) خواجہ محمد احمد ایم اے۔ ایل ایل بی (۱۵) حبیب محمد خان ڈلہ زائی (۱۶) قاریہ سعید جہاں بنت
 حافظ محمد ابراہیم ایڈووکیٹ (۱۷) حافظ محمد سلیمان (۱۸) حافظ محمد احمد (۱۹) حافظ خیر اللہ
 (۲۰) حافظ خواجہ سعید الدین (۲۱) سید عبدالشکور۔

(۴) مقبری شاہ تلج الدین ولادت ۱۳۲۱ھ۔ قاری عشرہ ۱۲۶۹

شاگردان عشرہ قرأت! قاری شیخ سالم عمودی (۲) قاری اشرف علی مرحوم (۳) قاری
 حمید احمد عرف مستدر (۴) محمد لیاقت حسین (۵) ہاشم علی (۶) سید شاہ عبداللہ المحصل القاری

(۵) مقبری حافظ عبدالرحمن بن محفوظ۔ ولادت ۱۳۲۰ھ قاری عشرہ۔ ۱۲۷۰

شاگردان عشرہ قرأت (۱) سید حمید اللہ حسینی (۲) عبدالستار خان (۳) شیخ سلح لحنی
 (۴) ڈاکٹر وحید الزمان (۵) سید انور حسین (۶) حافظ سید محمود (۷) محمد ولی اللہ (۸) حامد علی

(۶) مقبری مولوی حافظ اکبر علی بیگ۔ ۱۲۷۱

(۷) مولوی قاری سید شاہ محی الدین نبیرہ قادری۔ ۱۲۷۲

(۸) مقبری مولوی حافظ عبدالرحیم۔ ۱۲۷۳

(۹) مقبری حافظ مولوی سید حسن شاہ۔ ۱۲۷۴

(۱۰) مقبری مولوی حکیم ریاض الدین احمد۔ ۱۲۷۵

(۱۱) مقبری مولوی میر کاظم علی فرزند میر روشن علی۔ ۱۲۷۶

(۱۲) حافظ مقبری حافظ سید محی الدین الحسینی القادری۔ ۱۲۷۷

(۱۳) حاجی حافظ مقبری سید ابراہیم الحسینی القادری۔ ۱۲۷۸

(۱۴) مقبری مولوی عبدالکریم۔ ۱۲۷۹

(۱۵) مولوی قاری مسیر اسد علی رفائی۔ ۱۲۸۰

(۱۶) مولوی میر عثمان علی حسینی فرزند سوم مسیر روشن علی۔ ۱۲۸۱

(۱۷) مقبری مولوی شیخ سالم عمودی۔ ۱۲۸۲

(۱۸) الحاج کرنل مرزا بسم اللہ بیگ۔ ۱۲۸۳

(۱۹) مولوی خواجہ محمد احمد مولوی فاضل ایم اے ایل ایل بی۔ ۱۲۸۴

(۲۰) الحاج مولوی حبیب محمد خان ڈلہ زائی نقشبندی۔ ۱۲۸۵

۱۲۸۶	(۲۱) قاریہ سعید جہان بیگم ایم اے۔ ایم ایڈ
۱۲۸۷	(۲۲) حافظ قاری محمد سلیمان
۱۲۸۸	(۲۳) حافظ قاری محمد احمد دوم
۱۲۸۹	(۲۴) حافظ قاری خیر اللہ
۱۲۹۰	(۲۵) حافظ قاری خواجہ محمد معین الدین
۱۲۹۱	(۲۶) قاری عبد الشکور بہاری
۱۲۹۲	(۲۷) قاری مولانا فضل اللہ محدث
۱۲۹۳	(۲۸) مولانا مفتی قاری عبد اللطیف
۱۲۹۴	(۲۹) الحاج قاری عبد التار خان
۱۲۹۵	(۳۰) الحاج قاری عبد الباری
۱۲۹۶	شیخ القراء کے دیگر شاگردان
۱۲۹۷	(۳۱) الحاج قاری سید شیخ احمد شطاری المتخلص یہ کاماں
۱۲۹۸	(۳۲) قاری سید نور اللہ قادری
۱۲۹۹	(۳۳) خصوصیات شیخ القراء میر روشن علی

باب سوم

بنگال بہار و مشرقی اتر پردیش

کلکتہ

۱۳۰۳	مسجد کولٹولہ (۱) قاری حافظ عبد المنان تلمیذ عبد المعبود ولادت ۱۳۳۷ھ
۱۳۰۴	(۲) قاری حافظ عبد المجید تلمیذ عبد الحمید ولادت ۱۳۳۵ھ
۱۳۰۵	(۳) قاری خلیل احمد قاری سبغہ ولادت ۱۳۴۲ھ

(۳) قاری حافظ عبد الحمید ولادت ۱۳۲۴ھ

۱۳۰۶ھ

(۵) قاری حافظ حمید اللہ خان امام مسجد بیگ بگان پارک سرکس ولادت ۱۳۲۴ھ

۱۳۰۴ھ

(۶) قاری حافظ عزیز الرحمن امام و متولی مسجد بہمن چودھری ولادت ۱۳۰۴ھ

۱۳۰۸ھ

(۷) قاری حافظ محمد ادریس ابن عباد اللہ منظر پوری ولادت ۱۳۲۴ھ

۱۳۰۹ھ

(۸) قاری حافظ مستجاب الدین قاری سبوعہ ولادت ۱۳۲۳ھ

۱۳۱۰ھ

شاگردان: حافظ قاری مقیم الدین فرزند (۲) قاری حافظ احمد حسین بنارس (۳) قاری حافظ

عبد الرحیم بنارس (۴) قاری حافظ عبداللہ مرحوم بنارس (۵) قاری حافظ شفیق احمد کلکتوی

(۶) قاری حافظ محمد مسلم عظیم آبادی (۷) قاری حافظ محمد حنیف گیادی (۸) قاری حافظ مبین خان

غازی پوری (۹) قاری حافظ محمد عباس درمہنگوی (۱۰) قاری حافظ محمد اسمعیل کلکتوی

(۱۱) قاری حافظ سراج الحق مدنا پوری (بنگال)

(۹) قاری عبدالقوی۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ ایک روایت سے قاری ضیاء الدین سے لکھا۔ سبوعہ کی تکمیل

قاری حفظ الرحمن سے کی۔ ۲۰ سال سے مدرسہ عظیمیہ چلا رہے ہیں۔ ۱۳۶۰ھ میں کپڑے کی دکان کی

۱۳۶۶ھ سے کلینتہ مدرسے کے ہولے ہے۔ ۱۳۱۱ھ

(۱۰) قاری عبدالحی قاری عشرہ اعظمی مبارک پوری۔ مدرسہ حمایت الاسلام کلکتہ۔ ولادت ۱۳۴۴ھ۔ آپ کے

استاد ظہیر الدین تھے جو قاری محب الدین کے شاگرد تھے۔ ۱۳۱۲ھ

(۱۱) قاری محی الدین ابن طہ شاگرد عبدالحق مکی (مدرسہ فخریہ) ولادت ۱۳۱۲ھ۔ امام مسجد صہم تلہ

(مسجد ٹیپو سلطان) ۱۳۱۳ھ

(۱۲) قاری اہل اللہ۔ قاری مدرسہ ندائے اسلام۔ ولادت ۱۳۴۶ھ۔ ۱۳۱۴ھ

(۱۳) قاری حافظ محمود الحسن۔ شیخ التجوید ملک اسلام ولادت ۱۳۵۱ھ تلمیذ قاری حفظ الرحمن ۱۳۱۵ھ

مونگھیر

(۱) قاری حافظ حاجی مولانا سعد اللہ بخاری قاری سبوعہ ولادت ۱۳۲۲ھ تلمیذ عبدالمالک

ناظم مدرسہ تجوید القرآن مونگھیر (ایکے پاس ایک حائل ہے جس پر سبوعہ کا حاشیہ ۱۰۹۴ھ میں

بیرمانہ اور نگ زینب لکھا گیا) ۱۳۱۶ھ

(۲) قاری حافظ ہدی حسن بخاری قاری عشرہ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ تلمیذ عبدالمالک

- شیخ التجويد والمحفظ مدرسہ تجوید القرآن مونگھیر
- (۳) قاری حافظ سلیم الدین مدرس مدرسہ خانقاہ رحمانی مونگھیر۔ ولادت ۱۳۲۸ھ
- (۴) قاری مولانا منت اللہ ابن مولانا محمد علی ولادت ۱۳۲۲ھ
- (۵) قاری حافظ محمد صدیق مونگھیری ولادت ۱۳۲۲ھ۔ قراءت کی سند تجوید القرآن جامع المسیحی مونگھیر سے لی۔ تلمیذ قاری ارادت الحق گپاوی و قاری عبد المالک۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں درس دیتے رہے۔ ۱۳۴۲ھ میں ڈھاکہ چلے گئے۔
- (۶) قاری حافظ مطیع الرحمن مونگھیری ولادت ۱۳۳۴ھ۔ جامع ساجھی جمشید پور ٹاٹاننگر میں خطیب و امام ہیں۔ مدرسہ بھی جاری کیا ہے۔
- (۷) قاری حافظ جلیل اشرف مونگھیری ولادت ۱۳۳۰ھ تلمیذ ارادت الحق و عبد القدوس و اطمین اللہ۔ قراءت سبقت کی تکمیل عبد المالک سے کی۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مدرس رہے تقسیم ہند کے بعد ڈھاکہ چلے گئے۔

در بھنگہ

- (۱) قاری حافظ محمد یسین وطن جلوہ آرا۔ ولادت ۱۳۱۴ھ تلمیذ قاری عبدالمجہود مدرس دھنوار تحصیل آس سول
- (۲) قاری حافظ محمد راؤد وطن جلوہ آرا (در بھنگہ) ولادت ۱۳۳۴ھ شاگرد برادر کلان محمد یسین اہر مصری لہجہ۔ حسینی لہجہ۔ مدنی۔ عراقی۔ حجازی لہجوں وغیرہ
- (۳) قاری حافظ محمد زبیر در بھنگوی۔ ولادت ۱۳۵۲ھ قصبہ سبہرہ ضلع جونپور کے مدرسہ فرقانیہ میں شیخ التجوید ہیں تلمیذ قاری محمد مصطفیٰ (ساکن سٹو)

بھاگل پور

- (۱) مولانا قاری سید احمد ابن مولانا فضل احمد تلمیذ عبد الخالق سہارن پوری۔ ناظم تعلیمات و مدرس درجات عربی و فارسی و قراءت مدرسہ اسلامیہ بھاگلپور ولادت ۱۳۳۴ھ۔

بہار شریف

- (۱) حکیم حافظ قاری تصدق حسین بہاری۔ ولادت ۱۳۱۴ھ

- (۲) حکیم حافظ قاری یوسف حسن خان بہاری ولادت ۱۳۱۲ھ تلمیذ عبد الرحمن مکی الہ آبادی ۱۳۲۸ھ
 (۳) قاری حافظ عبد المحسن ولادت ۱۳۳۹ھ تلمیذ قاری طبع اللہ (جو پٹنہ میں شیخ التجوید ہیں) ۱۳۲۹ھ
 (۴) قاری عطاء اللہ مدرسہ عزیز یہ کے شیخ التجوید تھے۔ قاری سبوح وفات ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۰ھ
 (۵) قاری طبع اللہ تلمیذ عطاء اللہ۔ ۱۳۳۱ھ

گیا

- (۱) قاری محمد حسن قاری سبوح ولادت ۱۲۶۲ھ ابن قاری عبد الرحمن پانی پتی (ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۲۹
 ۱۰۲۲ھ۔ آپ ۱۳۰۰ھ میں گیا آئے یہاں چونتیس سال خدمت کر کے ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔
 شاگردوں میں ممتاز بیہ ہیں (۱) قاری خدا بخش نابینا (۲) قاری حافظ عبد الرحمن بسمل
 (۳) قاری حافظ محمد رشید نابینا (۴) قاری حافظ لطافت کریم نابینا (۵) قاری حافظ ارادت الحق
 (۶) قاری حافظ بشارت الحق (بڑے بھائی) (۷) قاری حافظ عبد القدوس (۸) قاری حافظ
 محمد یوسف (۹) قاری حافظ امیر الدین (۱۰) قاری حافظ حیدر علی مرحوم (داماد) (۱۱) دونوں سے
 قاری عبد القدوس کے شاگرد ہیں۔
 (۲) قاری حافظ محمد فخر الدین قاری عشرہ قرأت۔ ولادت ۱۳۱۷ھ۔ ناظم مدرسہ قاسمیہ گیا۔ ۱۳۳۲ھ
 (۳) قاری حافظ عبد القدوس۔ ولادت ۱۳۱۷ھ۔ شیخ التجوید و حفظ مدرسہ قدوسیہ گیا۔ ۱۳۳۳ھ
 ممتاز شاگرد بیہ ہیں (۱) قاری حافظ عبد الباری (۲) قاری حافظ عبد الحمی مرحوم (۳) قاری حافظ
 محمد عبد اللہ (۴) قاری حافظ محمد شرف (۵) قاری حافظ بشیر الدین (۶) قاری حافظ جلیل شرف
 (۷) قاری حافظ محمد نواب (۸) قاری حافظ محمد اسمعیل (۹) قاری حافظ عبد الکریم (۱۰) قاری حافظ
 عبد السار (۱۱) قاری حافظ محمد اعزاز (۱۲) قاری حافظ محمد اکرام (۱۳) قاری حافظ محمد حنیف
 (۱۴) قاری حافظ نور محمد مرحوم (۱۵) قاری حافظ محمد حفیظ (۱۶) قاری حافظ محمد ابراہیم برادر خورد
 (عرف ابن حسن) (۱۷) قاری حافظ محمد حنیف دوم (۱۸) قاری حافظ محمد فخر الدین قاری عشرہ
 (۱۹) قاری حافظ محمد شرف الدین (۲۰) قاری حافظ غلام نبی (جنھوں نے بعد ازاں لکھنؤ جا کر
 قاری عبد الممالک سے بھی سیکھا) بڑے خوش الحان قاری تھے۔ وفات ۱۳۶۲ھ (۲۱) قاری حافظ
 غلام رسول (۲۲) قاری حافظ عبد الرشید مرحوم۔
 (۲۳) قاری حافظ محمد عبد الرحمن بسمل۔ ولادت ۱۲۹۹ھ۔ تلمیذ قاری محمد حسن۔ ۱۳۳۲ھ

- (۵) قاری حافظ محمود اسمعیل - ولادت - ۱۳۲۹ھ - مدرسہ قاسمیہ سے حفظ و قراءت کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۵ھ
- (۶) قاری حافظ شرف الدین قاری سبوح ولادت ۱۳۲۲ھ تلمیذ عبد المالک (قاری فخر الدین کے چھوٹے بھائی) اب شیرگھانی کی ایک غیر آباد مسجد میں مدرسہ عربیہ محمودیہ جاری کر کے اسپس درس دیتے ہیں۔ ۱۳۳۶ھ
- (۷) مولانا قاری حکیم شیدا - ولادت ۱۲۹۲ھ - شیرگھانی کے مدرسہ میں ہیں۔ ۱۳۳۷ھ

عظیم آباد (پٹنہ)

- (۱) قاری حافظ نسیم الدین ولادت ۱۳۲۷ھ مدرسہ فرقانیہ کھنوسے ۱۳۴۸ھ میں فارغ ہوئے۔
تلمیذ عبد المالک -
- (۲) خدا بخش خان کی لائبریری

۱۳۳۸ھ

۱۳۴۰ھ

مئو بھجن ناتھ

(۱) قاری حافظ ریاست علی قاری سبوح ولادت ۱۳۱۷ھ - تلمیذ محمد صدیق مبین سنگھی - آپ نے ایک رسالہ خلاصتہ التجوید لکھا جو ۱۳۴۵ھ میں مئو سے شائع ہوا ۱۳۴۲ھ

آپ کے شاگرد حسب ذیل ہیں :-

(۱) قاری حافظ محمد مصطفیٰ شیخ التجوید دارالعلوم مئو (۲) قاری حافظ لیاقت حسین شیخ التجوید و امام مسجد رانچی (۳) قاری حافظ ظہیر الدین مدرس احیاء العلوم مبارک پور (۴) قاری مبین الدین جوگور کھپور میں امامت کرتے ہیں (۵) قاری عبد المنان مدرس مفتاح العلوم مئو (۶) قاری حافظ عبد السلام مدرس و خطیب مرغاگرین بمبئی (۷) قاری حافظ ابصار اللہ خطیب مسجد کمانی پورہ بمبئی (۸) قاری حافظ عبد الحمید امام کھوکھا مسجد بمبئی (۹) مولانا شیخ محمد مرحوم ناظم دارالعلوم مئو (۱۳۵۳ھ تا ۱۳۷۲ھ) تلمیذ عبد الرحمن مکی - بعد ازاں قاری ریاست علی سے تکمیل کی۔

(۲) قاری حافظ محمد مصطفیٰ قاری سبوح - پہلے ریاست علی سے ایک روایت سے سیکھا - پھر سبوح کی تکمیل کی ولادت ۱۳۲۷ھ - خوش الحان - ادائی پر قادر -

۱۳۴۳ھ

شاگردان :-

(۱) قاری ولی اللہ (۲) قاری ابصار اللہ نے تکمیل آپ سے کی (۳) قاری حافظ ذکر الرحمن

(۴) قاری حافظ مولوی محفوظ الرحمن (۵) قاری حافظ عین الحق (۶) قاری حافظ خلیل احمد
ناہینا (۷) قاری جمیل احمد (۸) قاری حافظ عبدالمعبود (فرزند) ۱۳۴۴ قاری (۹) قاری
حافظ محمد زبیر ۱۳۴۵ -

مدرسہ فیض عام منو: (۳) قاری خلیل الرحمن ۱۳۴۶ خوش الحان۔ ادائی پرقادر
ولادت ۱۳۱۹ھ - سہارنپور اور کانپور میں تعلیم ہوئی۔ اپنے بھائی قاری عنایت اللہ سے
قرأت سیکھی۔ شاگردان: قاری حافظ عبد السبحان (۲) قاری عبد الجبار (۳) قاری حافظ عبدالستار
مدرسہ محمدیہ منو: قاری حافظ ظہیر الدین اول ۱۳۴۷

مبارک پور

مدرسہ اجیاء العلوم: قاری حافظ ظہیر الدین دوم شیخ التجوید۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ تلمیذ
قاری ریاست علی ۱۳۴۸
دارالعلوم اشرفیہ ۱۳۴۸ (۲) قاری محمد کبھی ۱۳۴۹ (۳) قاری حافظ عصمت اللہ ۱۳۴۹
(۴) قاری حافظ عبد المجید ۱۳۴۹ (۵) قاری محمد شفیع مبارک پوری ۱۳۴۹ -

بنارس

مدرسہ منظر العلوم (۱) قاری حافظ عبد المجید۔ ولادت ۱۳۲۷ھ۔ بیس سال سے یہاں
بروایت حفص درس دیتے ہیں۔ ۱۳۵۰
(۲) قاری حمید الدین سنہلی۔ ولادت ۱۳۰۷ھ قاری عشرہ۔ بنارس میں درس دیتے رہے
اب مراد آباد میں ہیں ۱۳۵۱
(۳) قاری حافظ محمد اسحاق ناہینا۔ ولادت ۱۳۲۷ھ۔ تلمیذ قاری ضیاء الدین ۱۳۵۲
(۴) قاری ضیاء البشیر ۱۳۵۳
(۵) قاری محمد شفیع بنارسی ولادت ۱۲۹۸ھ وفات ۱۳۶۰ھ ۱۳۵۴ آپ کے شاگرد۔
(۱) قاری عبدالرشید (۲) قاری محمد عثمان ۱۳۵۵ -
(۶) قاری عبدالرشید بنارسی۔ ولادت ۱۳۳۵ھ۔ تلمیذ قاری محمد شفیع۔ بروایت حفص ۱۳۵۲ھ
میں ختم کیا۔ بننے کا کام کرتے ہیں ساتھ ہی تجوید کا درس دیتے ہیں بڑے مستعد و جفاکش انسان ہیں ۱۳۵۴

آپ کے شاگردان :-

(۱) قاری ضیاء البشیر ۱۳۵۳ (۲) قاری محمد الیاس مدن پورہ (۳) قاری محمد سعید الرحمن ضلع ندیہ (۴) قاری مولوی رمضان علی ضلع مالہ وغیرہ۔

۱۳۵۵ (۸) قاری محمد ابراہیم کتب فروش خوش الحان۔ ولادت ۱۳۲۵ھ۔ کسی لہجے سیکھے ہیں۔ حسینی۔ بٹری مصری۔ منجھلی مصری۔ حجازی مایا (عموماً قاری محمد یوسف دہلوی کی طرز میں پڑھتے ہیں) ۱۳۵۶ (۹) قاری ضیاء البشیر ولادت ۱۳۵۵ھ۔ قاری عبدالرشید کے شاگرد۔ تاگا بٹنے کا کارخانہ ہے۔ دن بھر یہ مصر و فیت رہتی ہے۔ ۱۳۵۳۔

۱۳۳۲ھ تلمیذ قاری نسیار الدین ۱۳۵۴۔

جونپور

(۱) قاری حافظ محمد محمود ابن قاری حافظ عبدالرب ابن قاری محمد محمود ابن مولانا کرامت علی ولادت ۱۳۳۵ھ و ۱۳۵۹

(۲) قاری عبدالرحیم تلمیذ قاری عبدالقادر جو پوری۔ ولادت ۱۳۸۴ھ۔ پورینہ میں درس دیتے ہیں۔ ۱۳۶۰

(۳) قاری فخر الاسلام ابن عبدالسلام جو پوری۔ ولادت ۱۳۵۰ھ۔ تلمیذ قاری بشیر احمد جو قاری محمد نذر کے شاگرد تھے۔ ۱۳۶۱

الہ آباد ۱۳۶۲

(۱) قاری حافظ محمد رجب علی ابن مولوی عبدالغفور۔ ولادت ۱۳۱۵ھ۔ تلمیذ قاری عبدالرحمن مکی و قاری ضیاء الدین۔ آپ نے قرأت سبعہ بھی پڑھی ہیں۔ مدرسہ مصباح العلوم میں مدرس ہیں۔ حفظ و تجوید سکھلاتے ہیں۔ ۲۵ سال سے یہ کام کرتے ہیں۔ رمضان شریف میں ایک عرصے سے گیارہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ ۱۳۶۳

(۲) قاری شاہ محمد عمر تھانوی ابن احمد اللہ۔ ولادت ۱۳۲۱ھ۔ تلمیذ قاری حمزہ مینی و قاری عبداللہ صاحب و قاری ضیاء الدین صاحب و قاری محب الدین صاحب راندھیر میں ۱۳ سال

شیخ التجوید رہے۔ اب فان جہان پور میں اتالیق ہیں۔ ۱۳۶۴ھ

(۳) شیخ القراء حافظ محب الدین صدیقی ابن شیخ القراء حافظ ضیاء الدین ولادت ۱۳۲۲ھ
(ملاحظہ ہو فقرہ ۱۲۳۱) تعلیم مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں ہوئی۔ قاری عبد الرحمن مکی سے قرأت عشرہ
سیکھیں۔ بروایت حفص ۱۳۴۱ھ میں سندلی۔ ۱۳۴۲ھ میں سبوع کی اور ۱۳۴۵ھ میں عشرہ
قرأت کی سندلی۔ ۱۳۶۵ھ۔

آپ کے شاگرد حسب ذیل ہیں :-

(۱) محمد حسین قاری سبوع۔ شیخ التجوید مالیکاؤن (۲) قاری محمد عثمان امام جامع مسجد گونڈیا
جنکی تصنیف مصباح التجوید ہے (۳) فرزند خود قاری عشرہ احمد ضیاء، جو اب لکھنؤ میں شیخ التجوید
ہیں (۴) قاری ظہیر الدین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور (۵) قاری محمد سعید تھنی
شیخ التجوید مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور (۶) قاری عبد المسجود جبل پوری (۷)
قاری عبد الحائق جبل پوری (۸) قاری محمد شفیق مبارک پوری (۹) قاری عبد الکریم قریشی
امبالوی۔ فاضل امینیہ دہلی ناظم مدرسہ تجوید القرآن گجر نوالہ (۱۰) قاری دل محمد سیالکوٹی
(۱۱) قاری محمد اسلام سیالکوٹی (جو پاکستان چلے گئے) (۱۲) قاری عبد الحفیظ پیلی بھیتی۔
(۱۳) قاری نوشاہ علی پیلی بھیتی (۱۴) قاری علی حسن مدرس انجمن معین الاسلام دارالعلوم
شہر بستی مدھیہ پردیش (۱۵) قاری عبدالحی مدرسہ حمایت الاسلام کلکتہ جو شاگرد ہیں
قاری ظہیر الدین کے۔ (۱۶) قاری حامد فقیہ قاری عشرہ۔

(۴) قاری محبوب علی مستبئی قاری عبد الرحمن مکی۔ تلمیذ قاری عبد المجہود و قاری ضیاء الدین و قاری
محب الدین ولادت ۱۳۲۲ھ پاکستان چلے گئے۔ ۱۳۶۶ھ

(۵) قاری حافظ عبد اللطیف ابن حاجی، خدا بخش۔ ولادت ۱۳۰۶ھ۔ قاری عشرہ قاری عبد الملک
و قاری محمد نذر کے ہم درس ہے۔ جنرل مرچنٹ کی دوکان میونسپل مارکٹ میں ہے۔ ۱۳۶۷ھ۔

(۶) قاری پروفیسر محمد سراج الحق ابن حافظ فضل حق۔ ولادت ۱۳۱۱ھ تلمیذ قاری عبد الرحمن مکی
بروایت حفص ۱۳۴۴ھ میں سیکھا۔ گورنمنٹ کالج الہ آباد میں عربی کے پروفیسر رہے۔ ۱۳۷۲ھ
میں وظیفہ پر علیحدہ ہوئے۔ قاری عبد الرحمن مکی کے صحبت یافتہ ہیں۔ ۱۳۶۸ھ۔

(۷) قاری محمد سلیمان سورتی۔ تلمیذ عبد الرحمن مکی۔ ۱۳۶۹ھ

۱۳۷۰ھ

(۸) حافظ قاری محمد حسین عرف محمد میاں الہ آبادی۔ تلمیذ عبد الرحمن مکی۔

لکھنؤ

مدرسہ فرقانیہ (مدرسہ عین القضاہ) شیخ التجوید حافظ محمد سابق قاری عشرہ۔ ملاحظہ ہو فقرہ ۱۲۵۳۔

ولادت ۱۳۲۵ھ۔ تلمیذ عبد الممالک۔ ۱۳۴۱

حسب ذیل شاگردان ہیں۔

(۱) مولوی قاری محمد مصطفیٰ صاحب الہ آبادی (۲) قاری رکن الدین قاری عشرہ (افریقہ چلے گئے)

(۳) قاری حبیب الرحمن سیناٹری ضلع مظفر پور (۴) قاری حافظ عبد الرحیم گڑگانوی

میواتی قاری سبہ۔ ۱۳۴۲

(۲) قاری حافظ محمد الطاف نابینا لکھنوی ولادت ۱۳۴۲ھ تلمیذ قاری عبد المعبود۔ سبہ کی مشق

کی ہے۔ خوش الحان ہیں۔ موٹی آواز سے عمدہ ادائی کرتے ہیں۔ ۱۳۴۳

آپ کے شاگرد۔

(۱) قاری محمد سلیمان احمد برمی (۲) قاری نور الدین لکھنوی (۳) قاری محمد خالد لکھنوی۔

(۳) قاری حافظ عبد الرحیم اعلیٰ گڑگانوی میواتی۔ ولادت ۱۳۵۲ھ تلمیذ محمد سابق سبہ قاری۔

سلیمان دہلوی کوسنایا۔ ایک سال سے مدرسہ فرقانیہ میں ہیں۔ ۱۳۴۴

(۴) قاری محمد اسلم لکھنوی۔ ولادت ۱۳۳۱ھ۔ تلمیذ قاری محمد نذر و قاری عبد الممالک و قاری عبد الرحمن

مکی۔ مدرسہ فرقانیہ میں ۲۵ سال سے ہیں۔ ۱۳۴۵

(۵) قاری حافظ عبد المعبود ناروی برادر قاری ضیاء الدین۔ تلمیذ قاری عبد الرحمن مکی۔ ولادت

۱۳۰۷ھ مدرسہ فرقانیہ میں چالیس سال کام کیا۔ اب مدرسہ تجوید الفرقان محلہ دریائی ٹولہ

میں شیخ التجوید ہیں۔ ۱۳۴۶۔

مشاگردان: (۱) حافظ قاری احتشام علی (۲) قاری الطہر حسن مروہی (۳) قاری نور الحق

(۴) قاری حبیب الرحمن (۵) قاری محمد الطاف خان نابینا (۶) قاری حافظ عبد المنان

ایک روایت سے ختم کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ سو۔ سبہ و عشرہ کے ختم کرنے والے ستر۔

(۶) قاری ودود الحجی تاجر پارچہ۔ خوش الحان قاری ہیں۔ ولادت ۱۳۳۳ھ۔ ۱۳۴۷

(۷) قاری عبد الحمادی لکھنوی ۱۳۴۸

کاپور ۱۳۴۹

مدرسہ جامع العلوم: شیخ القراء جمیل احمد ۱۳۸۰ ولادت ۱۳۲۰ قاری سبوعہ۔ تلمیذ

قاری عنایت اللہ اعظمی ملاحظہ ہو فقرہ ۱۱۵۲۔ آپ نورالعلوم سے جامع العلوم میں درس تجوید و قرأت دے رہے ہیں۔ شاگردان حسب ذیل ہیں:-

(۱) قاری شفقت علی (۲) قاری عبدالحق (۳) قاری عبدالحی (۴) قاری حافظ محمد احمد

(۵) قاری عبدالقادر سلہٹی (۶) قاری محمد عثمان (۷) قاری حافظ عبدالعزیز

(۸) قاری مولانا ظفر الدین احمد۔ دو قرآن شریف سبوعہ کے حاشیے والے آپ کے پاس ہیں

ایک ۱۳۱۳ھ میں دوسرا ۱۳۳۵ھ میں طبع ہوا تھا۔

(۶) شیخ القراء حافظ عنایت اللہ اعظمی۔ ۱۳۸۱

(۷) قاری مولوی خلیل الرحمن۔ حافظ قاری عنایت اللہ اعظمی کے چچا زاد بھائی

سبوعہ کی تکمیل کی۔ ولادت ۱۳۲۰ھ ۱۳۸۲

(۸) قاری حافظ ضمیمہ الدین۔ ولادت ۱۳۲۴ھ ۱۳۸۳

(۹) حکیم قاری سبوعہ محمود علی کاپوری ولادت ۱۳۳۰ھ ۱۳۸۴

(۱۰) قاری حافظ ضیاء الدین ساکن فتح پوری اعظم گڑھ قاری سبوعہ۔ ولادت ۱۳۲۰ھ ۱۳۸۵

(۱۱) قاری حافظ ظہور احمد کاپوری قاری سبوعہ۔ ولادت ۱۳۲۵ھ ۱۳۸۶۔

(۱۲) قاری محمد عبداللہ کاپوری۔ ولادت ۱۳۲۰ھ ۱۳۸۷

(۱۳) قاری حافظ مظفر الدین شاہ آبادی ضلع ہر دوی قاری سبوعہ ولادت ۱۳۱۴ھ ۱۳۸۸

(۱۴) قاری محمد نصیر بیگ لکھنوی ۱۳۸۹

(۱۵) ڈاکٹر قاری عطاء الرحمن عرف قاری عبدالودود۔ ۱۳۹۰

(۱۶) قاری حافظ سلطان احمد نابینا شیخ التجوید مدرسہ ضیاء العلوم کاپور۔ خوش الحان تحقیق

سے ادائی کرتے ہیں۔ ۱۳۵۲ھ میں جامع العلوم کاپور سے حفظ و تجوید کی سند لی۔

قاری عصام الدین احمد سے بھی سیکھا۔ ولادت ۱۳۲۴ھ ۱۳۹۱۔

(۱۷) قاری حافظ عرفان احمد ابن سلطان احمد۔ ولادت ۱۳۶۱ھ۔ والد سے حفظ و تجوید کی

سند لی۔ ۱۳۹۲۔

(۱۸) قاری حافظ حاجی ولی اللہ ابن حافظ قاری محمد عبداللہ سابق امام جامع مسجد کانپور۔
ولادت ۱۳۰۱ھ۔ حفظ کی تکمیل والد سے کی۔ ۱۳۲۲ھ سے تجویذ کا درس دیتے ہیں
اونکے شاگرد عبدالستار ہیں۔ و ۱۳۹۳

(۱۹) قاری حافظ عبدالستار نابینا۔ ولادت ۱۳۳۵ھ۔ و ۱۳۹۴

(۲۰) قاری حافظ محمد صدیق کانپوری۔ ولادت ۱۲۹۵ھ۔ سب سے کی تکمیل ۱۳۱۳ھ میں کی۔

۳۵ سال تعلیم و تعلم میں صرف کئے۔ چار سال سے علیل ہیں۔ و ۱۳۹۵

(۲۱) قاری حافظ محمد عتیق کانپوری۔ ولادت ۱۳۲۴ھ۔ و ۱۳۹۶

(۲۲) قاری شفقت علی بیچ آبادی۔ ولادت ۱۳۲۱ھ۔ و ۱۳۹۷

(۲۳) قاری حافظ امداد احمد ابن مولانا مشتاق احمد ابن مولانا احمد حسن شراح مثنوی مولانا رام

ولادت ۱۳۲۲ھ۔ درس حج کئے۔ قاری محمد عبداللہ سے مشق کی۔ قاری عبداللطیف

کے شاگرد۔ و ۱۳۹۸

(۲۴) قاری حافظ احتشام علی لکھنوی۔ ولادت ۱۳۳۳ھ۔ شاگرد قاری عبدالمعبود سردار مبین

کی مسجد میں امامت کرتے ہیں۔ و ۱۳۹۹

(۲۵) قاری حافظ عبدالستار کانپوری و ۱۴۰۰

(۲۶) قاری محمد یوسف و ۱۴۰۱

(۲۷) قاری محمد یونس و ۱۴۰۲

مارہرہ و ۱۴۰۳

(۱) قاری حافظ عبدالقاسم سید اسمعیل حسن و ۱۴۰۴

(۲) قاری حافظ فقیر عالم مارہروی و ۱۴۰۵

(۳) قاری حافظ سید شاہ علی حسن لقب شاہ میان و ۱۴۰۶

(۴) قاری حافظ عبدالکریم اترولی و ۱۴۰۷

(۵) قاری حافظ سید مصطفیٰ حیدر حسن ولادت ۱۳۲۵ھ و ۱۴۰۸

(۶) قاریہ امت الحی عائشہ ولادت ۱۳۳۷ھ و ۱۴۰۹

(۷) قاریہ فاطمہ صغیرا طاہرہ ولادت ۱۳۲۱ھ و ۱۴۱۰

رامپور و ۱۴۱۱

- (۱) قاری حافظ حاجی محمد اسماعیل مجددی رامپوری۔ قاری سبوع۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ ۳۵ سال حجاز میں رہ کر آئے۔ ۲۱ سال سے مدرسہ عالیہ رامپور میں شیخ التجوید میں اعظما کبھی ہیں ۱۴۱۲
- (۲) قاری حافظ ابوالقاسم مجددی رامپوری۔ ولادت ۱۳۳۵ھ۔ ۱۴۱۳
- (۳) قاری عبدالحمید مجددی۔ قاری محمد اسماعیل کے بھتیجے۔ ولادت ۱۳۳۱ھ۔ حجازی کونسلٹ بمبئی میں ملازم ہیں ۱۴۱۴۔
- (۴) قاری ضیاء الدین افروز سہارن پوری ولادت ۱۳۳۷ھ تلمیذ عبد الخالق سہارن پوری ۶ سال سے مدرسہ عالیہ رامپور میں پڑھاتے ہیں۔ شاگرد قاری نور الحسن ہیں ۱۴۱۵
- (۵) قاری نور الحسن امام جامع مسجد رامپور ولادت ۱۳۳۲ھ۔ ۱۴۱۶۔
- (۶) قاری عبد الرحمن خان ابن قاری علی حسین قاری سبوع مدرس مدرسہ عالیہ وفات ۱۳۷۱ھ۔ ۱۴۱۴
- (۷) قاری محمد حسین تلمیذ عبد الرحمن پانی پتی۔
- (۸) حکیم قاری علی محمد قاری سبوع سنبھلی پانی پتی۔
- (۹) قاری حافظ عبدالحق ولادت ۱۳۴۱ھ امام جامع مسجد رامپور تلمیذ قاری محمد یوسف جو دہلی ریڈیو پر پڑھتے تھے۔ ۱۴۱۸۔
- (۱۰) قاری حافظ محمد صابرا علی ولادت ۱۳۵۴ھ۔ ۱۴۱۹
- (۱۱) شیخ القراء حافظ واحد بیگ چار اساتذہ سے سیکھا۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ ادائی پر قادر تحقیق اور شغف اچھا ہے۔ ۱۴۲۰ شاگرد حسب ذیل ہیں :-
- (۱) قاری حافظ عالم احمد الزمان ولادت ۱۳۴۴ھ۔ ۱۴۲۱
- (۲) قاری عبد الرحمن ولادت ۱۳۴۵ھ۔ ۱۴۲۲۔
- (۳) قاری حافظ عبدالحی خان ابن رفیع الدین خان ولادت ۱۳۲۴ھ۔ ۱۴۲۳
- (۴) قاری حافظ ریاض الدین ولادت ۱۳۵۷ھ۔ ۱۴۲۴
- (۵) قاری مولوی نظام الدین منی پوری۔ ولادت ۱۳۵۵ھ۔ ۱۴۲۵
- (۶) قاری ضیاء الدین کچھاری (آسام) ولادت ۱۳۵۴ھ۔ ۱۴۲۶۔
- (۷) قاری مولوی نظام الدین دوم کچھاری (آسام) ولادت ۱۳۵۴ھ۔ ۱۴۲۷۔

(۸) قاری عبدالرحمن اُمّی جے پوری ولادت ۱۳۲۲ھ و ۱۴۲۸

(۹) قاری خوشنود حسین۔ ولادت ۱۳۵۸ھ و ۱۴۲۹

امروہ

(۱) قاری حافظ محمد حسن امروہی۔ ولادت ۱۳۱۶ھ و ۱۴۳۰

سنہل

(۱) قاری قطب الدین سنہلی نابینا۔ ولادت ۱۲۹۱ھ و ۱۴۳۱۔

(۲) قاری عبدالستار نابینا سنہلی۔ ولادت ۱۳۰۱ھ و ۱۴۳۲۔

(۳) قاری حافظ احمد حسن سنہلی ولادت ۱۳۲۸ھ (۴) قاری حافظ حبیب احمد سنہلی ولادت ۱۳۵۰ھ

(۵) قاری حمید الدین سنہلی قاری عشرہ ولادت ۱۳۰۴ھ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۸

بنارس میں درس دیا۔ تلمیذ قاری محمد عبداللہ تھانوی وفات ۱۳۴۷ھ۔

کانٹھ ضلع مراد آباد

(۱) مقری حافظ خدا بخش ابن اللہ بخش ولادت ۱۳۱۵ھ تلمیذ قاری محمد صدیق و ۱۴۳۴

شاگردان:

(۱) قاری محمد شریف لاہوری (۲) قاری کریم بخش (۳) قاری محمد امین (۴) قاری فضل کریم۔

مراد آباد و ۱۴۳۵

شاہی مدرسہ مراد آباد :- (۱) شیخ القراء حافظ محمد کمال فضل گڑھی۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ تلمیذ

مقری محمد عبداللہ و تکمیل عشرہ از محمد عبد الرحمن مکی۔ و ۱۴۳۶

شاگردان: (۱) قاری عبدالسلام نجیب آبادی قاری عشرہ (۲) قاری عبدالحق رامپوری

قاری بسو۔ فی الوقت کراچی میں ہیں (۳) قاری حامد حسین قاری بسو تلمیذ مولانا اشرف علی تھانوی

(۴) قاری عاشق علی قاری بسو (۵) قاری ابو بکر مراد آبادی (۶) قاری عشرہ محمد ایوب

ہنزاری باغ والے۔

۱۲۳۴ھ - (۱) شیخ القراء حافظ امیر علی - وطن نگیہ - ولادت ۱۳۳۴ھ - تلمیذ قاری محمد عبداللہ ۱۲۳۴ھ -

۱۲۳۵ھ - (۱) قاری حافظ محمد شفیع قاری سبوعہ - پاکستان چلے گئے (۲) قاری حافظ عبدالاحد - قاری سبوعہ - ڈھاکے میں ہیں (۳) قاری عبدالکریم قاری سبوعہ - مرشد آباد میں ہیں - (۴) قاری حافظ محمد عمر قاری عشرہ - پورنیہ میں ہیں - (۵) قاری شہداء اللہ قاری سبوعہ چاند پور پاکستان میں ہیں - (۶) قاری حمید الدین سبجلی ۱۲۳۸ھ - (۷) قاری حافظ خدا بخش نابینا ۱۲۳۹ھ

سہارن پور ۱۲۴۰ھ

۱۲۴۰ھ - (۱) مولانا حافظ قاری محمد زکریا شیخ الحدیث شاگردی مقبری حسن شاعر مدنی - تحفۃ الاخوان فی بیان تجوید القرآن کا ترجمہ ۱۳۴۵ھ میں کیا ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوا ۱۲۴۱ھ (۲) قاری حافظ محمد سلیمان دیوبندی ۱۲۴۲ھ

(۳) قاری حافظ محمد ابراہیم سہارن پوری - وفات ۱۳۶۵ھ ۱۲۴۳ھ - (۴) قاری حافظ مظفر حسین ابن مفتی قاری سعید احمد (ملاحظہ ہو فقرہ ۱۲۰۴) ولادت ۱۳۴۹ھ ۱۲۴۴ھ مدرسہ تجوید القرآن - شیخ القراء حافظ عبدالخالق علی گڑھی نے یہاں ۵۰ سال درس دیا ہے - وفات ۱۳۷۶ھ ۱۲۴۵ھ

(۲) قاری حافظ محمد اسحاق تلمیذ قاری عبدالخالق ولادت ۱۳۴۹ھ ۱۲۴۶ھ (۳) قاری حافظ عبدالباری ابن قاری عبدالخالق قاری عشرہ - ولادت ۱۳۳۲ھ ۱۲۴۴ھ (۴) قاری حافظ محمد صدیق تلمیذ عبدالخالق ولادت ۱۳۳۲ھ ۱۲۴۸ھ (۵) قاری حافظ اللہ بندہ سہارن پوری تلمیذ عبدالخالق ولادت ۱۳۴۴ھ خوش الحان قاری ہیں ۱۲۴۹ھ (۶) قاری حافظ اللہ دیا - ولادت ۱۳۱۲ھ ۱۲۵۰ھ (۷) اہلیہ قاری حافظ اللہ دیا قاریہ و حافظہ ۱۲۵۱ھ

امرٹسر

(۱) قاری حافظ خدا بخش ۱۲۳۹ھ و ۱۲۵۱ھ

(۲) قاری عشرہ حافظ محمد شریف نابینا و ۱۲۵۲

(۳) قاری عشرہ کریم بخش و ۱۲۵۳

(۴) قاری محمد اسمعیل و ۱۲۵۴

(۵) قاری امیرالدین بجنوری و ۱۲۵۵

(۶) قاری عبد الشکور و ۱۲۵۶

(۷) قاری فضل کریم و ۱۲۵۷

دیوبند و ۱۲۵۸

دارالعلوم دیوبند : شیخ القراء حافظ حفظ الرحمن ملاحظہ ہو فقرہ (۱۲۲۵)

ابن مولانا حکیم عبد الشکور قاری عشرہ ولادت ۱۳۱۷ھ۔

وفات ۱۳۸۸ھ۔ تلمیذ قاری عبد الرحمن مکی۔ و ۱۲۵۹

شاگردان : (۱) قاری عشرہ فتح محمد نابینا (۲) قاری عشرہ عبد الشکور پانی پتی

(۳) قاری عشرہ محمد حسن ملاباری (۴) قاری سبوح محمد میاں (۵) قاری سبوح عبد الجلیل

(۶) قاری عشرہ محمد عبد اللہ دیوبندی (۷) قاری محمد طیب ناظم دارالعلوم

(۸) قاری عشرہ فیض الحسن جمودی (۹) قاری عشرہ گل محمد قندھاری (۱۰) قاری محمد عثمان

سورتی۔ ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۱۲۲۵۔ و فقرہ نمبر ۱۲۵۹۔

(۲) قاری حافظ عتیق احمد دیوبندی۔ قاری سبوح ولادت ۱۳۲۵ھ و ۱۲۶۰

(۳) قاری جلیل الرحمن ولادت ۱۳۲۱ھ و ۱۲۶۱

(۴) قاری محمد نعمان بلیاوی ولادت ۱۳۳۲ھ و ۱۲۶۲

(۵) قاری سبوح عبد الوحید۔ ولادت ۱۳۵۲ھ و ۱۲۶۳

(۶) قاری حافظ محمد یاقین قاری سبوح ولادت ۱۳۱۲ھ و ۱۲۶۴

(۷) قاری احمد میاں ابن اعزاز علی۔ ولادت ۱۳۲۷ھ و ۱۲۶۵

(۸) قاری شبیر احمد دیوبندی تلمیذ متری عبد الوحید و ۱۲۶۶

بلند شہر

قاری حافظ حبیب اللہ نابینا ساکن قصبہ ڈبائی ولادت ۱۳۳۴ھ و ۱۴۶۷

علیگڑہ

(۱) قاری حافظ عصام الدین فرزند اکبر قاری ضیاء الدین ولادت ۱۳۱۲ھ و ۱۴۶۸

قاری سبوعہ - مسلم یونیورسٹی میں درس دیتے ہیں۔

(۲) قاری عبدالباری فرزند قاری عبدالخالق۔

میرٹھ

(۱) قاری حمید اللہ ولادت ۱۳۱۷ھ - تلمیذ قاری عبداللہ صاحب۔

(۲) قاری حافظ محمد امین مدرس مدرسہ اسلامیہ (قصبہ کٹھور) ولادت ۱۳۲۷ھ و ۱۴۶۹

(۳) قاری مولانا خلیق احمد مہتمم مدرسہ اسلامیہ (قصبہ کٹھور) ولادت ۱۳۲۲ھ و ۱۴۷۰

(۴) قاری سعید الہی تلمیذ قاری حافظ ولی محمد - پاکستان چلے گئے۔

(۵) قاری حکیم نسیم الدین۔

(۶) قاری شجاع الدین۔

(۷) قاری نظام الدین برادر خورد - وفات ۱۳۶۵ھ

(۸) قاری حافظ محمد طاہر ولادت ۱۳۱۴ھ وفات ۱۳۶۰ھ - صدر مدرس امداد الاسلام میرٹھ۔

پانی پت

(۱) قاری حافظ محمد عمر قاری سبوعہ شاگرد محی الاسلام پانی پتی ولادت ۱۳۳۲ھ و ۱۴۷۳

(۲) قاری حافظ مشتاق احمد خان قاری سبوعہ تلمیذ عبدالسلام عباسی - و ۱۴۷۲

(۳) قاری عبدالسلام عباسی تلمیذ قاری عبدالرحمن پانی پتی و ۱۴۷۲

مشاگردان: (۱) قاری حفیظ الرحمن (۲) مولوی عبدالمجید (۳) قاری عبدالقیوم ابن

عبدالسلام عباسی (۴) قاری مشیر محمد خان۔

(۴) قاریہ حافظہ جمالہ اندرون احاطہ والدین شاہ یو علی قلندر۔

(۵) حافظ حکیم اشہ مدرس مدرسہ تعلیم القرآن۔ پاکستان چلے گئے۔

(۶) قاری شیخ محمد اسماعیل نے عذار القرآن ۵۶ ۳۵۶ء میں لکھی۔

(۷) قاری عبدالرحیم صدر مدرس مدرسہ عربیہ گنبدان۔ وفات ۱۳۶۵ھ۔

(۸) قاری حفیظ الدین احمد مدرس مدرسہ حفظ القرآن۔ پاکستان چلے گئے۔

دہلی

(۱) قاری زید ابوالحسن ابن ابوالخیر دہلوی۔ ولادت ۱۳۲۴ھ و ۱۴۴۴

(۲) قاری سبوح بلال ابوالنہض ابن قاری ابوالخیر دہلوی ولادت ۱۳۱۸ھ فی الوقت کوسٹہ میں ہیں و ۱۴۴۸

(۳) قاری سالم ابوسعید ابن ابوالخیر دہلوی ولادت ۱۳۲۶ھ فی الوقت کوسٹہ میں ہیں۔ و ۱۴۴۹

(۴) قاری سید محمد سیان بلند شہری تلمیذ قاری حفیظ الرحمن ولادت ۱۳۲۳ھ۔ مسجد فتح پوری میں

شیخ التجوید ہیں۔ و ۱۴۸۰

آپ کے شاگرد محمد رمضان قاری سبوح فی الوقت سورت میں ہیں۔

(۵) قاری حافظ محمد سلیمان ابن ملک محمد ساکن رہتک ولادت ۱۳۳۹ھ (یکم نومبر ۱۹۲۰ء) تلمیذ

محمد عبداللہ مراد آبادی۔ شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ فتح پوری ہیں۔ و ۱۴۸۱

(۶) قاری مفتی حفیظ الدین امام مسجد رنگرینان۔ بارہ ہندو رائے قاری سبوح ولادت ۱۳۱۴ھ و ۱۴۸۲

(۷) قاری عبدالغفور افغانی ولادت ۱۳۳۷ھ۔ دہلی میں مدرس و شیخ التجوید رہے۔ و ۱۴۸۳

(۸) قاری سبوح حافظ محمد سلیمان خان تلمیذ شیر محمد خان و محی الاسلام۔ ولادت ۱۳۳۵ھ تکیہ الیٰ مسجد

میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ و ۱۴۸۴۔

(۹) قاری سبوح حافظ عبداللطیف مجددی پانی پتی تلمیذ محی الاسلام۔ ولادت ۱۳۱۵ھ و ۱۴۸۵

(۱۰) قاری حافظ نعمت اللہ مظفر نگری۔ تلمیذ قاری حفیظ الرحمن۔ ولادت ۱۳۴۰ھ مدرسہ تعلیم القرآن

گلی قاسم خان میں درس دیتے ہیں۔ و ۱۴۸۶

(۱۱) قاری حافظ نجم الدین تلمیذ فتح محمد نابینا ولادت ۱۳۲۷ھ و ۱۴۸۷

(۱۲) قاری حافظ عبدالرزاق بخاری ابن ولانا عبد العزیز۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ و ۱۴۸۸

(۱۳) قاری محمد یوسف ابن قاری محمد اسحق ولادت ۱۳۱۴ھ - پاکستان چلے گئے و ۱۳۸۹

(۱۴) قاری محمد ادریس ابن قاری محمد یوسف ولادت ۱۳۳۴ھ - و ۱۳۹۰

(۱۵) قاری حافظ فیاض احمد و ۱۳۹۱

(۱۶) قاری حافظ نبی احمد و ۱۳۹۲

(۱۷) قاری حافظ حامد حسین خوش الحان قاری ولادت ۱۳۱۲ھ - و ۱۳۹۳

۱۳۹۴ (اکبر آباد) و

(۱) قاری حافظ فیض محمد تلمیذ نسیا الاسلام و فتح محمد ولادت ۱۳۳۵ھ و ۱۳۹۵

(۲) قاری اخلاق حسین کورت پوری ولادت ۱۳۳۳ھ و ۱۳۹۶

(۳) قاری محمد عارف بلند شہری - ولادت ۱۳۲۶ھ و ۱۳۹۷

(۴) قاری محمد حسین نگینوی - ولادت ۱۳۲۲ھ و ۱۳۹۸

(۵) قاری حافظ عبدالعزیز اکبر آبادی ولادت ۱۳۳۰ھ تلمیذ عبدالملک ملاحظہ ہونفقہ و ۱۳۹۹

(۶) قاری سبوح محمد علی میکش - ولادت ۱۳۲۱ھ - تلمیذ عبدالملک و ۱۵۰۰

جے پور

(۱) قاری مولوی حکیم احمد حسن خان ٹونگی و ۱۵۰۱

ٹونک و ۱۵۰۲

مدرسہ فرقانیہ : (۱) قاری مولانا بخش - ولادت ۱۳۰۵ھ و ۱۵۰۳

(۲) شیخ القراء عبدالملک قاری عشرہ ملاحظہ ہونفقہ (۱۲۲۴) و ۱۵۰۴

(۳) مقری حبیب اللہ خان قاری عشرہ ملاحظہ ہونفقہ (۱۲۵۴) و ۱۵۰۵

(۴) مقری صبغۃ اللہ خان قاری سبوح - ملاحظہ ہونفقہ (۱۲۵۵) و ۱۵۰۶

(۵) شیخ القراء محمد سابق لکھنوی - ملاحظہ ہونفقہ (۱۲۵۳) و ۱۵۰۷

(۶) قاری حافظ غلام محمد - و ۱۵۰۸

(۷) قاری حافظ محمد امین - ۱۵۰۹

(۸) قاری کریم حسین ۱۵۱۰

(۹) قاری حسین الدین ۱۵۱۱

(۱۰) قاری اسد حسن خان ۱۵۱۲

(۱۱) قاری ناز خان ۱۵۱۳

(۱۲) قاری حافظ عبدالحق ۱۵۱۴

(۱۳) قاری محمد عبد اللہ نابینا ۱۵۱۵

(۱۴) قاری حافظ ظفر اللہ خان ۱۵۱۶

(۱۵) قاری حافظ سید سعید احمد برکاتی ۱۵۱۷

(۱۶) حافظ قاری سید فرید احمد برکاتی ۱۵۱۸

مدرسہ خلیلیہ سے جو تجوید کی سند لے کر نکلے۔ ۱۵۱۹

بَابُ چہارم

بہویال ۱۵۲۰

(۱) الحاج شیخ القراء حافظ مرزا محمود بیگ سکھی۔ ولادت ۱۳۱۲ھ۔

ملاحظہ ہو فقہ (۳۱۳)۔ ۱۵۲۱

(۲) قاری حافظ بشیر اللہ خان۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ ۱۵۲۲

مشاکدان :-

۱۔ قاری عبد الماجد ابن صدر الدین۔

۲۔ قاری انعام اللہ۔

(۳) قاری حاجی لطیف الرحمن نسلاً عرب ولادت ۱۳۱۴ھ و ۱۵۲۳

(۴) قاری حافظ حاجی محمد عثمان ابن قاری محمد علی خطیب زکریا مسجد کلکتہ۔

وطن فرید پور بنگال ولادت ۱۳۲۰ھ و ۱۲۵۰ و ۱۵۲۴

مشاگہ دان :-

(۱) قاری عبدالمحمان سنگی۔

(۲) قاری عبدالعزیز برہم۔

(۳) قاری حافظ محمد افضل

(۵) قاری حافظ عبدالمجید ابن قاری حافظ عبد الرحیم۔ ولادت ۱۳۰۷ھ و ۱۵۲۵

(۶) قاری حافظ پیر محمد صدیق حسین ولادت ۱۳۲۷ھ۔ و ۱۵۲۶

(۷) قاری حافظ شفیق الحسن ولادت ۱۳۲۲ھ۔ رسالہ مصباح القرآن لکھنؤ ۱۳۶۸ھ

میں طبع کیا۔ خوشنویس بھی ہیں۔ و ۱۵۲۷

(۸) قاری ابراہیم بیگ۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ افریقہ چلے گئے و ۱۵۲۸

(۹) قاری حافظ منشی عبدالرؤف ولادت ۱۳۳۷ھ

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں مدرس ہیں۔ و ۱۵۲۹۔

(۱۰) قاری حافظ مفتی محمد عبد الہادی خان ابن علامہ عبد الاحد ولادت ۱۳۰۲ھ وفات ۱۳۸۸ھ و ۱۵۳۰

(۱۱) قاری سبوح حافظ محمد اسحاق ولادت ۱۳۱۷ھ و ۱۵۲۱

(۱۲) قاری حافظ محمد پونس خان۔ ولادت ۱۳۳۵ھ و ۱۵۳۲

(۱۳) قاری حافظ عبد الشکور ولادت ۱۳۵۹ھ و ۱۵۳۳

(۱۴) قاری حافظ عبد الرشید ولادت ۱۳۲۶ھ و ۱۵۳۲

(۱۵) قاری حافظ عبد العزیز ابن قاری حافظ عبد المجید ولادت ۱۳۵۱ھ۔ و ۱۵۳۵

(۱۶) قاری حافظ فضل الرحمن ولادت ۱۳۲۱ھ و ۱۵۳۶۔

(۱۷) قاری محمد حسن۔ ولادت ۱۳۳۲ھ و ۱۵۳۷

(۱۸) قاری حافظ محمد سلیمان۔ ولادت ۱۳۳۷ھ و ۱۵۳۸

(۱۹) قاری حافظ حاجی بھیا فضل الرحمن فاروقی۔ ولادت ۱۲۹۳ھ و ۱۵۲۹

(۲۰) قاری بنے میان ابن رمضان خان ولادت ۱۳۳۲ھ و ۱۵۴۰

(۲۱) قاریہ طیبہ بی۔ مفسر و محدث۔ مدرسہ حیات العلوم کی نگران و ۱۵۴۱ (الف)
 (۲۲) مدرسہ البنات میں بیگم عمران خان درس دیتی ہیں و ۱۵۴۱ (ب)

ماہ گاون ۱۵۴۲

(۱) شیخ القاء حافظ محمد حسین ابن منشی مدارشد وطن الہ آباد۔ ولادت ۱۳۲۲ قاری ہو و ۱۵۴۲
 شاگردان :-

- (۱) مولوی قاری جمال الدین صدر مدرس اسلامیہ بڑا قبرستان۔
- (۲) مولوی قاری محمد عثمان مدرس مدرسہ ملت
- (۳) قاری حافظ مولوی محمد حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ۔
- (۴) مولوی حافظ قاری محمد ثوبان۔ امام نورانی مسجد۔
- (۵) قاری حافظ عثمان غنی۔ امام مسجد جمہور پٹی۔
- (۶) قاری حافظ محمد صابر۔ امام مسجد قلعہ۔
- (۷) قاری محمد ہارون۔ مدرس مدرسہ بیت العلوم۔
- (۸) قاری حافظ مدار بخش۔ مدرس مدرسہ اظہار العلوم برہان پور۔
- (۹) میاں نجی قاری عبد الباق۔
- (۱۰) قاری حافظ محمد حنیف ابن حافظ عبد المجید۔
- (۱۱) قاری حافظ محمد سعید۔
- (۱۲) قاری حافظ مرتضیٰ حسن۔
- (۱۳) قاری حافظ محمد یوسف۔
- (۱۴) قاری حافظ خادم رسول۔ ساکن بارہ بنکی۔
- (۱۵) قاری حافظ عبد الواحد بن محمد اسحاق۔
- (۱۶) قاری حافظ عبد الاحد۔
- (۱۷) قاری حافظ عبد الشکور۔
- (۱۸) قاری حافظ ولی محمد۔
- (۱۹) قاری حافظ محمد الیاس۔

(۲۰) قاریہ زبیدہ بیگم زوجہ حاجی محمد نسیم -

تصنیف: (۱) سفید الاقوال فی شرح تحفۃ الاطفال -

(۲) سبوح قرأت کی اجرائی کیئے اردو میں ایک مسودہ تیار کیا ہے جو دو ہزار صفحے پر

مشتمل ہوگا جس میں اختلافات بطور اجرائی بتلائے گئے ہیں۔

(۲) قاری محمد قاسم بخاری ۱۵۲۲

(۳) قاری جنید علی اورنگ آبادی ۱۵۲۵

(۴) قاری غلام رسول ۱۵۲۶

(۵) مالے گاؤں کے دیگر قراء - ۱۵۲۷

بمبئی

بمبئی کے قراء - ۱۵۲۸

(۱) قاری حافظ مولوی نور الحق فاروقی ولادت ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۶ء) خوش الحان صاحب تحقیق

عشرہ کے اچھے جاننے والے - ۱۵۲۹

(۲) قاری حافظ حکیم مولوی سید و دود الحی ندوی لکھنوی ولادت ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۳ء) خوش الحان ۱۵۵۰

(۳) قاری حافظ حاجی مولوی محمد ریاست علی لکھنوی - ولادت ۱۳۳۶ھ - ۱۵۵۱

(۴) قاری مولوی عبدالمعید افتخار احمد سنبھلی - ولادت ۱۳۳۵ھ - تصنیف زیر طبع اغاثہ النظمان بہ سبوح

احرف القرآن الملقب بہ ضیاء البدور فی اصول قرأت شفاء الصدور - ۱۵۵۲

(۵) قاری حافظ مولانا مولوی عبد الحمید ٹونکی - ولادت ۱۳۳۰ھ - ۱۵۵۳

(۶) قاری حافظ عبد الغنی بخاری - ولادت ۱۳۳۰ھ - ۱۵۵۴

(۷) قاری مولانا اشرف علی - ولادت ۱۳۲۶ھ - ۱۵۵۵

(۸) قاری مولانا سید جمال الدین مونگھیری - ولادت ۱۳۲۱ھ - ۱۵۵۶

(۹) قاری حافظ حکیم عبدالولی لکھنوی - ولادت ۱۳۲۴ھ - ۱۵۵۷

(۱۰) قاری حافظ حاجی عبدالحی لکھنوی - ولادت ۱۳۲۶ھ - ۱۵۵۸

(۱۱) قاری حافظ محمد ادریس بخاری - ولادت ۱۳۳۱ھ - ۱۵۵۹

(۱۲) قاری حافظ خطیب افتخار احمد اعظم گڑھی - ولادت ۱۳۳۱ھ - ۱۵۶۰

- (۱۳) قاری حافظ احمد حسن ستیا پوری۔ ولادت ۱۳۳۱ھ و ۱۵۶۱ھ
- (۱۴) قاری حسن مکی۔ ولادت ۱۳۳۲ھ و ۱۵۶۲ھ
- (۱۵) قاری حافظ عبد الخالق کھنوی۔ ولادت ۱۳۵۶ھ و ۱۵۶۳ھ
- (۱۶) پیر زادہ سید محمد زین الدین علوی الحسینی قادری احمد آبادی۔ ولادت ۱۳۳۱ھ و ۱۵۶۴ھ
- (۱۷) قاری حافظ محمد عثمان مکی۔ ولادت ۱۳۰۹ھ و ۱۵۶۵ھ
- (۱۸) قاری حافظ سید ابوالحسن الی مصطفیٰ سید میان قادری مارہروی ولادت ۱۳۳۳ھ و ۱۵۶۶ھ
- (۱۹) قاری حافظ مولوی سید مصطفیٰ حیدر حسن یزاد درخورد سید ابوالحسن ولادت ۱۳۲۵ھ و ۱۵۶۷ھ
- (۲۰) قاری زبیر احمد عثمانی سہارن پوری۔ ولادت ۱۳۲۷ھ و ۱۵۶۸ھ
- (۲۱) قاری حافظ مطیع اللہ پشاوری۔ ولادت ۱۳۲۱ھ و ۱۵۶۹ھ
- (۲۲) قاری حافظ عبد السلام اعظم گڑھی۔ ولادت ۱۳۴۰ھ و ۱۵۷۰ھ
- (۲۳) قاری حافظ ابی سار اللہ " " " " ۱۳۴۲ھ و ۱۵۷۱ھ
- (۲۴) قاری ولی اللہ " " " " ۱۳۴۴ھ و ۱۵۷۲ھ
- (۲۵) خطیب قاری غلام محمد کوکنی ایم اے۔ ولادت ۱۳۲۲ھ و ۱۵۷۳ھ
- (۲۶) قاری یار محمد فیض آبادی۔ ولادت ۱۳۲۶ھ و ۱۵۷۴ھ
- (۲۷) قاری عبد الواحد مدرس مدرسہ تجوید القسآن۔ ۱۵۷۵ھ
- (۲۸) قاری محمد شفیع مبارک پوری۔ بھٹوی مسجد کے امام ۱۵۷۶ھ

چونہ

(۱) مولوی قاری حافظ عبد الحق صاحب ٹونکی ۱۵۷۷ھ

سورج

(۱) قاری حافظ مولوی انوار الحق فاروقی ۱۵۷۷ھ

مدھیا پریکیش

مفتی مولانا قاری محمود احمد صاحب۔ مٹواوہ میں ۱۵۸۰ھ مولانا قاری سجاد احمد مٹوانوہ میں ۱۵۸۱ھ

اجین

- ۱۵۸۲ و (۱) مولانا قاری مسعود احمد
 ۱۵۸۳ و (۲) مولانا حاجی مولوی محمد ایوب میان
 ۱۵۸۴ و (۳) حضرت سید بادشاہ صاحب
 ۱۵۸۵ و (۴) مولوی محمد صالح میان
 ۱۵۸۶ و (۵) مولوی شیخ محمد حسین
 ۱۵۸۷ و (۶) حافظ قاری مصطفیٰ علی
 ۱۵۸۸ و (۷) قاری ابوالاحمد
 ۱۵۸۹ و (۸) حافظ قاری عبدالرشید

اندور

- ۱۵۹۰ و (۱) حافظ قاری رضوان الرحمن فاروقی
 ۱۵۹۱ و (۲) قاری حافظ محمد حسن سنہلی
 ۱۵۹۲ و (۳) حافظ قاری حبیب احمد سنہلی
 ۱۵۹۳ و (۴) قاری حافظ زین الدین احمد
 ۱۵۹۴ و (۵) حافظ قاری عبدالمجید خان

اڑیسہ

- ۱۶۰۵ و (۱) اڑیسہ کے قراء
 ۱۶۰۶ و (۲) مدرسہ اسلامیہ عربیہ سنگھڑا
 ۱۶۰۷ و (۳) قاری مولانا محمد اسماعیل
 ۱۶۰۸ و (۴) قاری مولانا محمد اسحاق
 ۱۶۰۹ و (۵) قاری احمد النبی
 ۱۶۱۰ و (۶) قاری عبدالماجد

(۴) قاری حافظ عبدالشکور

۱۶۰۴ و

کٹک ۱۶۰۵ و

۱۶۰۶ و

(۱) قاری محمد عبدالغفار

۱۶۰۷ و

(۲) قاری حافظ عبدالرشید

۱۶۰۸ و

(۳) قاری سید برکت اللہ

۱۶۰۹ و

(۴) قاری حافظ محسن علی

۱۶۱۰ و

(۵) قاری عبدالرب تہ کی قاری بیوہ

۱۶۱۱ و

(۶) قاری سید نعمت اللہ

۱۶۱۲ و

(۷) قاری ابرار الحق

۱۶۱۳ و

(۸) قاری سید معین الدین

۱۶۱۴ و

(۹) قاری محمد معین الدین

۱۶۱۵ و

(۱۰) قاری حافظ ابرار التحسن

۱۶۱۶ و

(۱۱) قاری حافظ سید قمر الدین

۱۶۱۷ و

(۱۲) قاری حبیب اللہ

۱۶۱۸ و

(۱۳) قاری حافظ عبدالسلام

اورنگ آباد

۱۶۲۰ و

(۱) مقری سید کلیم اللہ قادری

۱۶۲۱ و

(۲) مولانا قاری حکیم محمد صابر صاحب

۱۶۲۲ و

(۳) حافظ فیض محمد صاحب کے فرزند

۱۶۲۳ و

(۴) الحاج قاری محمد حسن

۱۶۲۴ و

(۵) قاری حافظ عبدالستار

۱۶۲۵ و

(۶) قاری حافظ فیض محمود

۱۶۲۶ و

(۷) قاری امجد علی خان

۱۶۲۷

۱۶۲۸

۱۶۲۹

۱۶۳۰

۱۶۳۱

۱۶۳۲

(۸) قاری جنید علی

(۹) قاری حافظ فیض احمد

(۱۰) قاری حافظ غلام محمد

(۱۱) قاری حافظ جان محمد

(۱۲) سید نظام الدین اورنگ آبادی

(۱۳) قاری مولانا ریاست علی شاہ جہان آبادی

برودہ

۱۶۳۳

۱۶۳۴

۱۶۳۵

(۱) الحاج مولانا محمد شاہ صاحب

(۲) قاری حافظ محمد صدیق

(۳) قاری مولوی نجم الدین

دہبوی

۱۶۳۶

ایضاً

ایضاً

ایضاً

ایضاً

ایضاً

ایضاً

ایضاً

ایضاً

(۱) قاری مولانا شہاب الدین

(۲) قاری مولانا اچھے میان

(۳) قاری مولوی سید علی المعروف بہ روشن میان

(۴) قاری مولوی سید علی المعروف بہ بڑے میان

(۵) قاری میاں محمد خوں بھائی -

(۶) قاری میاں محمد لعل محمد

(۷) قاری امیر الدین ماسٹر

(۸) قاری حسن بھائی

(۹) قاری پیر بھائی

باب پنجم۔ مدراس

مدراس

- ۱۶۳۰ و (۱) قاری غلام رسول۔ تاجہ پارچہ
- ۱۶۳۱ و (۲) حافظ قاری عبدالقادر
- ۱۶۳۲ و (۳) قاری عبدالخالق
- ۱۶۳۳ و (۴) قاری سید محمد الدین پیران
- ۱۶۳۴ و (۵) قاری عبدالرحمن فرزند قاری عبدالغفور
- ۱۶۳۵ و (۶) قاری جمیل احمد
- ۱۶۳۶ و (۷) قاری قاضی بشیر الدین پیارم پٹی مدرسہ لطیفیہ ویلور
- ۱۶۳۷ و (۸) قاری محمد محمود۔ باقیات الصالحات ویلور
- ۱۶۳۸ و (۹) قاری عبید اللہ امرآباد
- ۱۶۳۹ و (۱۰) قاری عبدالباری

بجوارہ

- ۱۶۴۰ و (۱) قاری جعفر حسین
- ۱۶۴۱ و (۲) قاری شوکت حسین
- ۱۶۴۲ و (۳) قاری محمد عبدالعظیم
- ۱۶۴۳ و (۴) قاری ڈاکٹر عبدالغفور
- ۱۶۴۴ و (۵) قاری حافظ الحاج حبیب الرحمن
- ۱۶۴۵ و (۶) قاری الحاج ملاحسن
- ۱۶۴۶ و (۷) قاری علاء الدین
- ۱۶۴۷ و (۸) قاری محمد ادریس

۱۶۵۰ و

۱۶۵۱ و

۱۶۵۲ و

(۹) قاری حسین خان

(۱۰) قاری عسمر شریف

(۱۱) قاری رحمت اللہ شریف

بیجاپور

۱۶۵۳ و

۱۶۵۴ و

(۱) قاری محمد مصمصام الدین فاروقی

(۲) قاری محمد حبیب الدین فاروقی

ورنگل

۱۶۵۵ و الف

۱۶۵۵ و ب

۱۶۵۶ و الف

۱۶۵۶ و ب

۱۶۵۷ و

۱۶۵۸ و

(۱) قاری عبدالجبار قریشی

(۲) حافظ قاری شمیم احمد

(۳) حافظ قاری احمد حسن

(۴) قاری محمد سہرور سلطان بنی ایل ایل بی

(۵) الحاج قاری کرنل تاج احمد خان

(۶) شیخ القراء حضرت سید نور اللہ قادری کے شاگرد

صفحہ ۱۲۷

صفحہ ۱۲۸

انختام

قطعہ تاریخ

حصہ سوم - قرآنِ حال

باب اول

۱۲۲۱ تیسرے حصے میں ہم نے قرآنِ حال کا ذکر کیا ہے گردور رحمانیہ کے بعض ایسے قراء بھی ہیں جن کا ذکر پہلے نہ آسکا کیونکہ اون کی تاریخ وفات صحت کے ساتھ معلوم نہ ہو سکی۔ یا جن کے متعلق یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں۔ پہلے اون کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔

۱۲۲۲ آپ کے والد بزرگوار کا اصلی وطن بنگال تھا۔ لیکن بچپن ہی سے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ وہیں مستقل اقامت اختیار کی۔ شادی بھی وہیں ہوئی۔ پھر شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے ہمراہ مالٹا بھیجے گئے (ج) محی الدین صاحب مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ معمولتیہ میں حضرت شیخ القراء محمد عبد اللہ صاحب کی زیر نگرانی حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ بعد ازاں کلکتہ آکر تجارت کرنے لگے کسی خاص وجہ کی بنا پر لکھنؤ تشریف لائے تو مقری محمد صدیق صاحب مبین سنگھی سے سبقت قرات کی تکمیل کر کے سند حاصل کی اور مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں مدرس ہو گئے۔

(ج) نہایت خوش الحان۔ ستورہ صفات۔ وسیع النظر۔ حسن صورت و حسن سیرت مکارم اخلاق اور بہت سی خوبیوں کے حامل ہیں۔ قرآن پاک عربی لب و لہجہ سے بے تکلف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔

۱۲۲۳ وطن عظیم گڑھ۔ کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب مولانا قاری حکیم مفتی محمد نصیر الدین نعمانی کانپوری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مولانا منیر الدین احمد صدیقی

سے دور رحمانیہ کے اکثر قراء جن کا ذکر اس حصے میں کیا گیا ہے۔ یا اس سے قبل دوسرے حصے میں آیا ہے ان کے حالات کے متعلق مواد کی فراہمی کے سلسلے میں شیخ القراء مولانا حافظ انور حسن صاحب عرف ابرار احمد مرہی استاد عربک اسلامیہ کالج کرنول کا شکر گزار ہوں جن کے رسالہ رحمانیہ ضیائیہ سے حالات نے کراؤن کی اجازت سے یہاں درج کئے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی۔ مولانا محمود الحسن صاحب سے بھی پڑھا۔ تجوید و قرأت سبعہ شیخ القراء عبد الرحمن سے حاصل کر کے اپنے وطن اعظم گڑھ میں مطب و درس و تدریس میں مشغول رہے۔ تقریباً ۱۳۲۳ھ میں مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کے شعبہ دارالافتاء میں تقرر ہوا۔ دارالافتاء کی مصروفیت کے باوجود فقہ۔ اصول فقہ۔ منطق و فلسفہ و صرف و نحو کے اسباق بھی اپنے ذمہ لے لئے تھے۔ سات آٹھ سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے تب ہجرت کے نوافل ماہ رمضان میں باجماعت ادا کرنے کے متعلق کلکتے سے استفتاء وصول ہوا تھا۔ آپ نے فقہ حنفی کے متبر و متداول کتب فتاویٰ کے مطابق فتویٰ جماعت کے خلاف ارقام فرمایا جس پر سخت و مباحتہ ہوا۔ آپ اپنی خدمت سے مستعفی ہو کر واپس اعظم گڑھ چلے گئے۔

(دب) قیام لکھنؤ کے زمانے میں آپ نے مقدریہ جزیریہ پر حاشیہ مسعی بہ العین الفکریہ فی درس المتقدمہ الجزیریہ اور تحفۃ الاطفال پر بھی ایک حاشیہ ارقام فرمایا ہے۔ یہ دونوں حاشیے نارسہ میں مختصر و مفید اور نہایت محققانہ ہیں۔ حکیم حافظ احمد صاحب مرحوم سابق مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ نے ہر دو حاشیوں کو حاصل کر کے انہیں بجانب مدرسہ طبع کرائے ہیں۔

۱۲۲۲ھ آپ شیخ القراء حافظ عبدالحق علی گڑھی کے چھوٹے

شیخ القراء حافظ عبدالمالک علی گڑھی | بھائی۔ والد کا نام شیخ جیون علی۔ ولادت بہ مقام علی گڑھ ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔ ۱۳۱۳ھ میں والدہ کے ساتھ حج کو گئے۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں ایک عرصہ تک تعلیم پلٹے رہے۔ بروایت سیدنا حفص قرآن شریف ختم کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں بڑے بھائی سے ایک سال قبل واپس ہندستان آگئے۔ ۱۳۲۱ھ میں عبدالحق بھی واپس ہو گئے۔ سہارن پور کے ایک جلسے میں دونوں بھائیوں نے قرأت سنائی۔ تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ میں دونوں بھائی سہارن پور میں مدرسہ تجوید القرآن میں مامور ہو گئے۔ تین سال تعلیم دینے کے بعد ۱۳۲۶ھ میں عبدالمالک ترک ملازمت کر کے تھانہ بھون چلے گئے۔ ۱۳۲۸ھ میں آگرہ آئے۔ قرأت سبعہ کی تکمیل حضرت ضیاء الدین احمد سے کی۔ پھر بریلی۔ ٹونک اور لکھنؤ جا کر مدارس میں طلباء کو فیض پہنچاتے رہے۔ ۱۳۳۴ھ و ۱۳۳۸ھ میں الہ آباد جا کر شیخ القراء عبد الرحمن کی سے عشرہ کی تکمیل کی۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں بہت عرصے تک خدمت انجام دی۔ مولانا حیدر خان صاحب شیخ الحدیث ندوہ آپ کو اپنے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں ٹونک لے گئے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے گئے۔ لاہور میں شیخ التجوید تھے۔ ۱۳۶۴ھ میں بھائی کے انتقال کی خبر سن کر سہارن پور آئے تھے۔ واپسی کے بعد انتقال ہو گیا۔

(دب) شیخ القراء عبدالمالک صاحب نہایت خوش الحان اور بے شمار عربی لہجوں کے ماہر اور جامع تھے

۳
 یعنی لہجہ۔ مصری لہجہ۔ عشاق لہجہ اور خصوصیت سے ایہ لہجہ زیادہ پڑھتے تھے۔ آپ نے فوائد کی پر نہایت عمدہ
 عاشیہ ارقام فرمایا ہے جس کا نام تعلیقات مالکیہ ہے۔ ہندستان اور پاکستان میں آپ کے شاگرد بکثرت ہیں انہیں
 سے ممتاز چند نام جن سے میں نے ملاقات کی ہے یہ ہیں :- (۱) قاری حافظ عبد العزیز اکبر آبادی (۲) قاری حافظ
 حبیب اللہ قاری مشرہ جو اب ٹونک سے پاکستان چلے گئے (۳) قاری صبغتہ اللہ ٹونکی (۴) قاری مولا بخش ٹونکی۔
 (۵) قاری امیر احمد مسونی ٹونکی (۶) قاری محمد سابق قاری مشرہ شیخ التجوید مدرسہ فرقانیہ مکنو۔

۱۲۲۵ء رطن پرتاب گرفتہ۔ والد کا نام مولانا عبدالشکور
 شیخ القراء حافظ حفظ الرحمن پرتاب گڑھی | ولادت ۱۲۱۴ھ میں ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ التجوید
 ہیں۔ ابتداء آگرے میں مقری عبدالملک سے پڑھتے رہے۔ ایک روایت میں خوب نہارت حاصل کرنے کے بعد آپ
 عبدالملک کے ہمراہ الہ آباد گئے اور شیخ القراء عبدالرحمن صاحب مکی سے بیوہ عشرہ کی تکمیل کی۔ تقریباً پچیس سال
 سے دارالعلوم دیوبند میں آپ کا فیض جاری ہے۔

(ب) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ جمال القرآن پر حاشیہ بنام تسبیل بالقرآن بہت سہل
 عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

(ج) آپ کے تلامذہ میں چند نام یہ ہیں :- (۱) قاری نغمہ میان جو دہلی میں فتح پوری مسجد کے مدرسہ عالیہ کے
 شیخ التجوید ہیں (۲) قاری محمد نعمان صاحب مقری دیوبند۔ وغیرہ۔

۱۲۲۶ء آپ نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہ میں
 حافظ عبدالوحید صاحب و شیخ القراء حافظ ضیاء الدین سے
 قرآن پاک حفظ کیا اور تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی اثنا میں سخت بیمار ہو گئے۔ علالت اس قدر
 شدید ہو گئی کہ تندرست ہونے اور تعلیم پانے کی توقع نہ رہی۔ کئی سال تک تعلیمی سلسلہ سدود رہا۔ آپ کے والدین
 نے بڑی توجہ سے علاج کرایا۔ کئی سال میں صحت یاب ہوئے۔ آپ کے والد اور بڑے بھائی ریاست گوالیار کے محکمہ جنگلات
 میں ٹھیکیداری (گتہ داری) اور تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ صحت یابی کے بعد آپ کے والد آپ کو اپنے ساتھ گوالیار لے گئے
 اور کاروبار میں لگا دیا۔ لیکن آپ کے دل میں تحصیل علم کی سچی تڑپ تھی۔ جب بالکل صحت ہو گئی اور توڑے جسمانی
 علمی محنت برداشت کرنے کے قابل ہو گئے تو آپ نے تمام کاروبار بغیر کسی اطیاع کے اپنے بڑے بھائی کے نام
 رجسٹر کرا دیا۔ تمام حسابات کی ایک فہرست تیار کی اور ایک چٹھی لکھ کر اوسکے ساتھ جہاز قوم اپنے بڑے بھائی کے
 پاس رکھ کر بلا اطلاع گوالیار سے مکنو پہنچے جہاں شیخ القراء مدرسہ عالیہ ذقانیہ میں تشریف رکھتے تھے۔
 حضرت کو قرآن شریف کا دور سن کر پھر یاد کرایا۔ تجوید و قرأت سب کی تحصیل کر کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ

جامع مسجد امروہہ میں تجوید و قرأت کے مدرس ہو کر تشریف لائے، جہاں ایک ہی سال قیام کیا۔ کیونکہ کانپور میں مدرسہ قرآۃ القرآن قائم ہوا تو استاد کے ارشاد کے بموجب آپ وہاں مولوی اظہر حسن صاحب امروہی کے ساتھ تشریف لے گئے۔ چنانچہ یہی اظہر حسن مدرسہ کے پہلے طالب علم تھے جو فارغ ہوئے۔ امروہہ اور کانپور میں آپ کا بہت فیض جاری ہوا۔ بہت سے طلباء فیض یاب ہوئے۔ کانپور کے دوسرے عربی مدارس سے بھی بعض مدرسین اور طلباء آکر آپ سے فیض حاصل کرتے رہے۔

(ج) بعد ازاں آپ کانپور سے سیوہارہ ضلع بجنور کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں مدرس ہو کر تشریف لے گئے وہاں بھی آپ کا فیض ایک عرصہ تک جاری رہا۔ پھر مدرسہ جامع العلوم جامع مسجد کانپور میں مدرس ہو کر تشریف لے گئے اور مدت دراز تک وہاں رہے۔ اسی زمانے میں تجارت بھی شروع کر دی۔ کانپور سے کلکتہ اور رنگون تشریف لے گئے۔ ان مقامات پر علمی مصروفیات کے ساتھ تجارتی کاروبار و مطب بھی جاری رہا جس زمانہ میں مدرسہ قرآۃ الفرقان کانپور میں مدرس تھے اسی زمانے میں جامع العلوم واقع جامع مسجد کانپور میں نصاب متداولہ کی تکمیل فرمائی۔ بہت ہی مستعد۔ محنتی۔ جفاکش۔ طلباء کے خیر خواہ۔ عاتقہ المسلمین کے ہمدرد۔ مرد مجاہد ہیں۔ آجکل کراچی میں مقیم ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی تھے۔

۱۲۲۷ وطن اسلام آباد۔ حفظ و قرأت کی تکمیل امروہہ میں شیخ القراء حافظ ضیاء الدین سے کی۔ مختلف مقامات پر درس دیتے رہے۔

۱۲۲۸ وطن لکھنؤ۔ قاری محمد سابق کے بڑے بھائی۔ کتب درسیہ سے حافظ قاری محمد صالح لکھنوی فارغ ہو کر شیخ القراء حافظ ضیاء الدین سے مدرسہ فرقانیہ لکھنوی میں روایت حفص کی تکمیل فرمائی۔ لکھنؤ ہی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔

۱۲۲۹ وطن نارہ۔ ولادت ۱۳۱۲ھ۔ آپ شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد صاحب کے فرزند دوم ہیں آپ نے قرآن پاک حضرت ہی کی نگرانی میں حفظ کیا۔ امروہہ۔ لکھنؤ۔ جرنپور۔ کانپور۔ الہ آباد۔ ان مقامات پر حضرت ہی سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ قرأت سبعہ کی تکمیل الہ آباد میں فرمائی۔ اردو میں تجوید کا ایک سادہ بھی تالیف کیا۔ آجکل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں درس قرأت دیتے ہیں۔

حافظ مقری مستجاب الدین احمد صدیقی الہ آبادی ۱۲۳۰ھ وطن نارہ - ولادت ۱۳۱۸ھ
 صاحبزادے ہیں۔ آپ نے قرآن پاک حضرت والد صاحب سے حفظ کیا۔ بعد ازاں قرأت سبعہ کی تکمیل کی۔ پھر
 متعدد مقامات پر تجوید کے مدرس رہے۔ آجکل کلکتہ میں مدرسہ عظمتیہ میں شیخ التجوید ہیں۔ میں اول سے
 ملا ہوں۔ بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۱۲۹۔

حافظ مقری محب الدین احمد صدیقی الہ آبادی ۱۲۳۱ھ وطن نارہ - ولادت ۲۲ شہبان ۱۳۲۲ھ
 مطابق ۱۹۰۴ء۔ شیخ القراء حافظ ضیاء الدین کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے بھی قرآن پاک والد ہی کی نگرانی میں حفظ کیا۔ سدا اولہ علوم کی تحصیل کیے
 امروہہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر شیخ القراء محمد عبدالرحمن مکی الہ آبادی سے تجوید و قرأت سبعہ بطریق تیسیر
 و شاطبیہ و قرأت عشرہ بطریق درہ و طیبہ کی تکمیل فرمائی۔ مگر حضرت کے ارشاد کی بناء پر اپنے والد بزرگوار
 سے سبعہ و عشرہ کی سند حاصل فرمائی۔ والد کے زمانہ حیات ہی میں مدرسہ سبحانیہ جامع مسجد الہ آباد میں
 حضرت کی جگہ مدرس ہوئے اور اب تک وہیں رونق افروز ہیں۔ جامع کی امامت و خطابت کے فریض
 بھی آپ ہی انجام دیتے ہیں۔ دور دور سے طلباء آکر آپ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ مدرسہ بیت العلوم
 ملے گاؤں۔ ضلع ناسک میں آپ کے تلمیذ خاص مقری دین محمد صاحب اور حافظ مقری محمد حسین صاحب
 کے ذریعہ بہت عرصہ سے فیض جاری ہے۔

(جب) تجوید و قرأت فن رسم الخط اور فن وقف و ابتداء میں بارہ تیسرے کتابوں کے مؤلف ہیں۔ یہہ جملہ
 کتابیں سلیس اور عام فہم اردو میں محققانہ مباحث پر مشتمل اور نہایت مفید و مقبول ہیں۔ اول میں سے بہت سی
 کتابیں داخل نصاب ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے سچے جانشین ہیں۔ بنگال و اتر پردیش میں آپ کی شہرت
 ہے۔ میں آپ سے دو مرتبہ ملا ہوں۔ ایک مرتبہ جب میں الہ آباد گیا تھا۔ دوسری مرتبہ جب آپ بلی تشریف لائے تھے

مولوی حافظ قاری یاست علی صاحب بھری آبادی ۱۲۳۲ھ والد کا نام عبدالرؤف - ولادت
 ۱۳۱۴ھ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ فارسی کے بعد عربی زبان میں درسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ مقری محمد صدیق صاحب مبین سنگھی سے
 بروایت حفص تجوید صاف کر کے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں شیخ القراء حافظ ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں
 حاضر ہو کر قرأت سبعہ کی تکمیل کی۔ بہت ذہین و ذکی ہیں۔ الہ آباد سے فارغ ہو کر اشاعت العلوم بانس بریلی
 میں تجوید و قرأت کے مدرس ہوئے۔ مدرسہ عربیہ ضلع غازی پور میں مدرس رہے۔ آجکل دارالعلوم مہنجر نامہ

(ب) آپ نے ایک رسالہ خلاصت التجوید لکھا جو ۱۳۲۵ھ میں مؤسسے شائع ہوا۔ آپ کے شاگردوں میں قاری حافظ غلام مصطفیٰ شیخ التجوید دارالعلوم مؤسسہ (۲) قاری حافظ میاقت حسین شیخ التجوید و امام مسجد رانچی (۳) قاری حافظ طہیر الدین مدرس اجیاء العلوم مبارک پور (۴) قاری معین الدین جوگور کمپور میں امامت کرتے ہیں (۵) قاری عبدالننان مدرس مفتاح العلوم مؤسسہ (۶) قاری حافظ عبدالسلام مدرس و خطیب مرنگاگرین بمبئی (۷) قاری حافظ ابصارانہ خطیب مسجد کماٹی پورہ بمبئی (۸) قاری حافظ عبدالمعبود کھوکھا مسجد بمبئی (۹) مولانا شیخ محمد مرحوم ناظم دارالعلوم مؤسسہ (جو ۱۳۵۲ھ سے ۱۳۷۲ھ تک ناظم رہے) جو قاری عبدالرحمن مکی کے تلمیذ تھے مگر بعد ازاں تکمیل آپ سے کی تھی۔ میں قاری صاحب سے اور اوند کے اکثر تلامیذ سے سو بھجن ناتھ میں ملاہوں ان سب نے اپنی عنایت سے ایک ایک رکوع بھی سنایا۔

۱۳۳۱۰ مولوی قاری خلیل احمد رضا لکھنوی جامعی | مقری اظہر حسن صاحب کے ہمدرس رہ چکے ہیں۔ شیخ القراء

حافظ ضیاء الدین صاحب کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔ اللہ آباد سے فارغ ہو کر میرٹھ کے کسی مدرسہ عربیہ میں مدرس ہوئے اور وہیں درسیات کی تکمیل فرمائی۔ جامعہ ملیہ دہلی میں بھی رہے ہیں۔ رنگون میں۔ پھر جمالیہ عربک کالج مدراس میں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ میں مدرس رہے۔ اردو میں تجوید کا ایک بہت ہی آسان اور عام فہم رسالہ تالیف فرمایا ہے۔ بہت عرصے سے بمبئی میں مقیم ہیں۔ علمی ادبی اور اصلاحی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ بڑے مستعد اور محنتی ہیں۔ متعدد اخبارات و رسائل کی ادارت کا کام بھی انجام دے چکے ہیں۔

۱۳۳۳ مقری حافظ اظہر حسن عرف برار احمد صدیقی امرہوی | ولادت ۱۳۱۷ھ وطن امرہ

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امرہ میں حافظ عبدالوجید صاحب کی نگرانی میں قرآن پاک کا حفظ کر کے فارسی کے درجے میں شریک ہوئے۔ اسی سال حافظ مقری حکیم عبدالرحیم خان صاحب امرہوی (تلمیذ خاص شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد حسن صدیقی جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۱ میں آچکا ہے) لکھنؤ سے تجوید و قرأت سبعہ کی تکمیل فرما کر تشریف لائے اور امرہ کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد میں مدرس ہوئے جن سے اظہر حسن صاحب نے تجوید سیکھنی شروع کی۔ ان ہی کے ہمراہ قراۃ الفہقان کانپور اور وہاں سے سیوارہ گئے مگر علالت کی وجہ سے واپس امرہ آگئے صحت یابی کے بعد لکھنؤ جا کر شیخ القراء محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ روایت حفص کی

تکمیل کے بعد مدرسہ کی بد نظمیوں کے باعث اس سے قطع تعلق کر کے الہ آباد چلے گئے اور وہاں مدرسہ سبحانیہ میں شیخ القراء حافظ ضیاء الدین کی خدمت میں دو سال رہ کر قرأت سبعہ کی تکمیل کی۔ پھر الہ آباد سے بریلی ڈونگر گڑھ ضلع رٹے پور (سی پی) رنگون۔ کانپور۔ دہلی اور حیدرآباد کے عربی مدارس میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔

(ب) آپ نے قرأت عشرہ کی تکمیل شیخ القراء عبدالمعین صاحب سے جا کر کر لی ہے۔
(ج) شیخ القراء محمد اظہر حسن صدیقی جنوبی ہند کے لئے شمع روشن کا کام کرتے رہے۔ ۱۸ سال آپ کرنول کے عربی کالج میں پڑھاتے رہے۔ گو کالج کے طلباء نے تجوید و قرأت سے دلچسپی کا اظہار نہ کیا مگر آپ اپنا کام کرتے رہے۔ کچھ طالب علموں نے عربی ہی سیکھی۔ کچھ طالب علموں نے اردو کا استفادہ کیا۔ بہر حال بہت سے طلباء کو ایک روایت سے تجوید سکھلایا۔ ۱۹۶۸ء میں آپ دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور چلے گئے وہاں تجوید و قرأت عشرہ کا اچھا ماحول بنا دیا ہے۔ آپ کی دن بھر کی محنت سے چند طلباء تجوید و قرأت عشرہ پڑھنے لگے ہیں انہیں سے مندرجہ ذیل اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں:-

(۱) مولانا حافظ قاری الحاج ابوالسعود احمد بانچھوری باقوی۔ باقیات الصالحات ویلور سے فاضل کی سند لی۔ مولانا حافظ قاری سید محمد مدنی سے باقیات الصالحات میں تجوید کی سند لی۔ اظہر حسن صاحب سے استفادہ کر رہے ہیں۔ آپ دارالعلوم کے بانی و مہتمم ہیں۔ دینی ٹرپ رکھتے ہیں۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے یہ مدرسہ خوب چل رہا ہے۔

(۲) مولوی قاری حافظ امداد اللہ صاحب ابن حافظ ابوالسعود صاحب نے ۱۳۸۸ھ میں ایک روایت کی سند لی۔ اور ۱۳۸۱ھ میں سبعہ کی تکمیل کر لی۔ اب عشرہ قرأت پڑھ رہے ہیں۔
(۳) مولوی اشرف علی صاحب (۴) حافظ صغیر احمد خان (۵) حافظ محمود الحسن نے ایک روایت سے تکمیل کر کے سبعہ شروع کی ہے۔

(نوٹ) قاری حافظ سید محمد مدنی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ باقیات الصالحات میں شیخ القراء سے ہیں آپ نے مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا مقری شیخ عبداللہ صاحب سے حفظ و تجوید و قرأت کی سند لی تھی۔ آپ ایک مدت تک باقیات الصالحات میں کام کرتے رہے اور تجوید و قرأت کا اچھا ماحول بنایا۔

۱۲۳۵ھ الملقب بہ ابوالبیان علیح آبادی۔ وطن مراد آباد
حافظ مقری محمد زکریا خان ملیح آبادی | بچپن میں آپ اپنی بڑی بہن کے ساتھ وضع غلو پور منگانات ملیح آباد میں رہے۔ اس وجہ سے ملیح آبادی مشہور ہوئے۔ آپ نے ابتدائی عمر میں شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد

صدیقی سے مدرسہ عالیہ ذوقانیہ لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر روایت حفص کی تکمیل کی۔ بعد ازاں ضلع سورت میں مدرسہ خطیب ہو کر چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد قرأت سبعہ کی تکمیل کی غرض سے الہ آباد آئے۔ تحفۃ الاطفال۔ مقدمہ جزیریہ۔ خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن بہ روایت حفص کی مکمل کی۔ تیسیر و شاطبیہ میں مفسر انظر حسن امر وہی کے مدرس رہے۔ اجرائی سبعہ پورا نہیں ہوا تھا کہ والد کے انتقال کی خبر سن کر وطن چلے گئے اور واپس نہ آ سکے۔

(ب) وطن جانے کے بعد سیاسی معاملات میں حصہ لینے لگے۔ بہت زلزلے تک خلافت کمیٹی میں کام کرتے رہے۔ خلافت کے جلسوں میں بڑی دھواں دھار تقریریں کرتے تھے۔ سلسلہ تقریر گھنٹوں جاری رہتا تھا۔ تقریریں آمد اور بر جستگی ہوتی تھی اس لئے آپ کو اکابر علماء نے ابوالبیان کا خطاب دیا۔ پھر آپ مکہ معظمہ چلے گئے۔ حرمین شریفین میں پانچ چھ سال تک قیام کر کے قرأت سبعہ و درسیات کی تکمیل کر لی۔ جب ہندستان واپس آئے تو اپنے وطن گنجان آباد میں عربی کا مدرسہ قائم فرمایا وہیں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

۱۲۳۶ و طن دیوبند۔ والد کا نام منشی فضل حق صاحب
شیخ القراء حافظ محمد سلیمان صنادیو بندی
 ولادت ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ الہ آباد جا کر شیخ القراء حافظ

ضیاء الدین صاحب صدیقی سے تجوید و قرأت سبعہ کی تکمیل ۱۳۲۱ھ میں کی۔ مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے شیخ التجوید مقرر ہوئے۔ جہاں ۳۲ سال سے بلا بر کام انجام دے رہے ہیں۔ جید قاری۔ جہیر الصوت۔ لہجہ حجازی ہے۔

(ب) مقدمہ جزیریہ کی مختصر اور شرح لکھی جو شائع ہو گئی ہے۔ شیخ القراء حافظ ضیاء الدین کے رسالہ خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن پر (جو عربی میں ہے) عربی میں حاشیہ تحریر فرمایا۔ یہ حاشیہ ہنوز طبع نہیں ہوا ہے۔ نہایت مفید اور صحیح حاشیہ ہے جس کو شیخ القراء حافظ ضیاء الدین صاحب نے از اول تا آخر لفظ فرما کر اس قدر پسند فرمایا کہ اپنی قلم سے اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لی تھی جو آجکل مقرر انظر حسن صاحب کے پاس ہے۔ ۱۳۵۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

(ج) آپ کے دو تالیف کردہ رسالے رہنمائے تجوید و ضیاء التجوید طبع ہو چکے ہیں۔

۱۲۳۷ و طن لکھنؤ۔ آپ نے مقرر عبد المعبود صاحب، جو
حافظ مقرر محمد قاسم صاحب لکھنوی
 شیخ القراء حافظ ضیاء الدین کے چھوٹے بھائی ہیں تجوید سیکھی

بعد ازاں مقرر عبد الممالک اور مقرر محمد صدیق صاحب مکی مین سنگھی سے فیض حاصل کیا۔ سبعہ کی سند مقرر عبد المعبود صاحب سے لی۔ نہایت خوش الحان اور عربی لب و لہجہ میں بے تکلف نہایت ہی عمدہ

طریقے سے تلاوت کرتے تھے۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں مدرس ہو گئے تھے۔ ۱۳۵۵ھ میں وفات پائی۔

۱۲۳۸ھ وطن لکھنؤ۔ شیخ القراء محمد صدیق صاحب
مکی مبین سنگھی سے قرأت سبوعہ و عشرہ کی تکمیل کر کے
مدرسہ عالیہ فرقانیہ ہی میں درجہ عربی میں مدرس ہو گئے تھے۔ آجکل لکھنؤ میں تجارت کرتے ہیں۔

۱۲۳۹ھ آپ قرأت سبوعہ و عشرہ کی تکمیل محمد صدیق صاحب
سے کر کے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کے درجہ عربی میں مدرس
ہو گئے۔ آپ تجوید کے علاوہ ادب و نحو کا بھی درس دیا کرتے تھے۔

۱۲۴۰ھ وطن لکھنؤ۔ والد کا نام شیخ مشوق علی
ابن شیخ حسین علی (سلسلہ نسب حضرت عمر سے ملتا ہے)
ولادت ۱۳۲۲ھ م ۱۹۰۲ء۔ حفظ حافظ عبد الصمد صاحب سے دس سال کی عمر میں کر لیا۔ حافظ عبد الصمد صاحب
حفظ کرانے کی خاص صلاحیت رکھتے تھے۔ انوار الحق کا حافظہ قوی تھا۔ ذہین و ذکی تھے۔ قرآن خوب یاد کر لیا

۱۳۰۰ھ اونکے حافظے کے متعلق ایک لطیفہ اونکے چھوٹے بھائی قاری نور الحق صاحب نے مجھے سنایا جو دلچسپی سے
غالی نہیں۔ لکھنؤ میں قاری حافظ ابراہیم رشید مکی اپنے خسر کے اصرار پر مکان ہی پر رمضان میں تراویح
میں قرآن شریف سنایا کرتے تھے۔ محلے کے اور چند لوگ جماعت میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ
تراویح ہو رہی تھی کہ انوار الحق اسی کم عمری میں راستے سے گزر رہے تھے۔ کسی مکان سے قرآن شریف کی
آواز آئی تو دروازے میں داخل ہو کر جھانکا تو دیکھا تراویح پڑھی جا رہی ہے۔ خود بھی جا کر شریک ہو گئے
اور جوں ہی حافظ صاحب نے غلطی کی تو فوراً لقمہ دیا۔ اوسکے بعد دوسرا اور تیسرا لقمہ دیا۔ حافظ صاحب
ایک بچے سے لقمے لیتے ہوئے پریشان ہو گئے۔ نماز کے بعد اونکے خسر نے بچے کو سامنے بلایا۔ نام پوچھا
ثاباشی دی اور کہا روز آیا کرو۔ پانچ روپے انعام بھی دیئے۔ انوار الحق خوش ہو کر باہر نکلے تھوڑی دور گئے
تھے کہ پیچھے سے ابراہیم رشید صاحب پہنچ گئے۔ کہا میاں کیوں آتے ہو مت آیا کرو۔ انوار الحق نے کہا واہ صاحبانہ
نے پانچ روپے دیئے ہیں کہا میں دس دیتا ہوں۔ نے مت آیا کرو۔ غرض دس روپے لیکر جانا موقوف کیا۔
قرآن شریف کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ ایک صاحب علم و فضل جس کو اپنی قرأت اور حافظے پر اعتماد
بھی ہو وہ جب غلطی کرتا ہے تو ایک بچے سے لقمہ کھا جاتا ہے اور خفت اٹھاتی پڑتی ہے۔

اوس کے بعد ایک روایت سے تجویز سیکھی۔ بعد ازاں شیخ القراء محمد صدیق صاحب مکی مبین سنگھی سے بعد و عشرہ کی تکمیل کی۔ آپ نہایت خوش الحان اور بے شمار عربی لہجوں کے ماہر ہیں۔ لکھنؤ۔ مراد آباد۔ رنگون۔ جاموہ اسلامیہ ڈابھیل۔ علیگڑھ وغیرہ متعدد مقامات پر قرآن پاک کی خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۸ء میں انتقال ہو گیا۔ (ج) طالب علمی کے زمانے میں آواز اور سانس پر اتنا قابو تھا اور مشق کی نختگی کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی نشست میں پوری حطہ (جو نصف پارہ ہے) ترتیل سے پڑھ کر سادی۔ شروع سے اخیر تک آواز یکساں اور ترتیل بدرجہ تحقیق رہی۔

۱۲۴۱ مولد لکھنؤ۔ والد کا نام شیخ معشوق علی۔ ابن حافظ مقری محمد نور الحق صفا فاروقی لکھنوی

۱۳۲۶ھ م ۱۹۰۶ء۔ حفظ حافظ عبد الصمد صاحب کی نگرانی میں کیا۔ جو حفظ کرانے میں غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے۔ محمد صدیق مبین سنگھی سے تجویز و قراءت سیکھی۔ ایک روایت کی سند ۱۳۳۸ھ میں لی۔ مدرسہ میں چھوٹی سی عمر میں معین المدرس مقرر ہوئے۔ بعد پڑھنے کے دوران میں بڑے بھائی کے اصرار پر رنگون چلے گئے وہاں کئی مقامات پر رہے۔ رنگون۔ مانڈلے۔ نانڈو میں رہنے کے بعد برما کی پہلی شورش میں جو ۱۹۳۰ء میں ہوئی برا چھوڑ دیا۔ ۱۳۴۲ھ میں قاری عبد المعود صاحب سے عشرہ کی تکمیل کر کے سند لی۔ کچھ عرصہ کا ٹھیاواڑ اور دیرا دل میں خطیب رہے۔ پھر نوساری ضلع سورت میں خطیب رہے۔ پھر جنوبی آفریقہ چلے گئے ۵ سال رہ کر واپس آئے۔ کوچین۔ و انباری میں بھی رہے۔ اکثر جگہ بدعات نہ کرنے پر اختلاف کی صورت پیدا ہو کر علیحدگی عمل میں آئی۔ ۱۳۸۰ھ سے منارہ مسجد بمبئی میں خطیب و امام تھے (ج) قاری صاحب خوب رو۔ خوش الحان۔ خوش خلق و عربی لہجوں کے ماہر ہیں۔ آواز پر قدرت محتاج میں تحقیق اور طنطنین سے پاک ادائی فرماتے ہیں۔ سمجھ اچھی پائی ہے۔ بعد و عشرہ کے اختلافات پر کافی عبور ہے۔

(ج) آپ کے ایک شاگرد محمد انوار الحق آپ سے تجویز سیکھنے آتے ہیں۔ یہ عرب مسجد۔ آگری پارہ متصل مدن پورہ میں امامت کرتے ہیں۔

(د) مجھ سے اور قاری صاحب سے دو ملاقاتیں بڑی طویل رہیں۔ بہت دلچسپ معلومات حاصل ہوئیں

۱۲۴۲ وطن امر وہ۔ قرآن پاک امر وہ کے مدرسہ حافظ قاری محمد حسن صفا صدیقی امر وہی

حفاظ میں حفظ کیا۔ حکیم مقری عبد الرحیم خان صاحب امر وہی سے تجویز پڑھتے رہے۔ پھر استاد کے ہمراہ کانپور پہنچے۔ پھر لکھنؤ پہنچے۔ مدرسہ عالیہ فرغانہ

۱۱
 میں حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مکی مہین سنگھی سے تجوید و قراءت کی تکمیل کر کے اسی مدرسہ میں
 مدرس ہو گئے تھے۔ پھر مدرسہ فلاح دارین مراد آباد میں تجوید و قراءت کے مدرس مقرر ہوئے۔ شاہی مسجد
 مراد آباد میں امامت و خطابت کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ مراد آباد سے رنگون اور رنگون
 سے مولین (جو برہا کا ایک شہور تجارتی شہر ہے) گئے۔ وہاں سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور ڈابھیل
 سے قلات روانہ ہو گئے۔ آجکل شاہی مسجد جامع قلات میں خطیب ہیں۔

(حب) بہت ہی خوش الحان اور سچے مشق قاری ہیں۔ ایسی رسلی آواز ہزاروں میں ایک آدھ
 ہی کو عطا ہوتی ہوگی۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق صاحب مکی مہین سنگھی سے جس قدر لہجے سنے اور
 سیکھے۔ اون سب کی ادائیگی پر قدرت رکھتے تھے۔ اپنے استاد کا مکمل نمونہ ہیں۔ لہجہ نقل کرنے میں ایسا
 ملکہ حاصل ہے کہ ایک بار سنکر بالکل اسی طرح دہرا دینا اور ان کے لئے معمولی سی بات ہے۔ خوبی یہ کہ
 تیز نہیں ہو سکتی کہ اصل شخص پڑھ رہا ہے یا اس کی نقل کی جا رہی ہے۔

۱۲۲۳ حافظ مقبری کریم بخش پمیلی بھتی وطن ضلع پمیلی بھتی۔ اپنے وطن میں قرآن پاک حفظ کیا
 پھر لکھنؤ پہنچے۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں فارسی و عربی درسیات کی
 تکمیل کی۔ شیخ القراء محمد صدیق مکی سے تجوید و قراءت سب سے عشرہ حاصل کیں۔ ہندستان کے متعدد عربی
 مدارس میں درس و تدریس کے بعد امرتسر پہنچے۔ وہاں ایک مدرسہ میں بہت زمانے تک قرآن پاک کی خدمت
 انجام دیتے رہے۔ بے شمار محاسن کے جامع منکر المزاج۔ متقی اور صوفی منش ہیں۔ آجکل لاہور میں مقیم ہیں۔

۱۲۲۴ حافظ مقبری محمد مظفر علی لکھنوی وطن لکھنؤ۔ آپ قاری انوار الحق و نور الحق کے ماموں ہیں
 تحصیل علم کے بعد بہار وغیرہ متعدد مقامات پر عربی مدارس میں مدرس
 رہے۔ خوش گلو قاری ہیں۔ آجکل مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں مدرس ہیں۔ شعبہ حفظ آپ کے توفیق ہے
 نہایت خوش اخلاق۔ پابند وضع۔ منکر المزاج بزرگ ہیں۔ اپنے رفقاء درس سے بیحد محبت رکھنے
 والے مخلص ہیں۔

۱۲۲۵ حافظ مقبری محمد ادریس صنما مظفر پوری وطن مظفر پور۔ والد کا نام عباد اللہ۔ ولادت
 ۱۳۲۴ھ۔ شاہ عبد المجید مظفر پوری جو شیخ القراء حافظ
 ضیاء الدین احمد صدیقی کے تلمیذ خاص تھے جو مظفر پور میں درس تجوید و قراءت دیا کرتے تھے۔ محمد ادریس صنما
 نے ان سے استفادہ کیا۔ ۱۲ سال کی عمر میں استاد ہی کے ساتھ لکھنؤ جا کر مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں شعبہ حفاظ
 میں شریک ہوئے۔ تجوید و قراءت شیخ القراء حافظ محمد صدیق مکی سے حاصل کی۔ دستار بندی اسی مدرسے

سے ہوئی۔ پہلے سب سے اور پھر عشرہ کی تکمیل کی۔ پھر مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں مدرس ہو گئے ۱۹ سال مولانا میں التفات کے ساتھ لکھنؤ میں رہے۔ قاری محمد صدیق کے انتقال کے بعد انکی جگہ آپ شیخ التجوید ہوئے۔ مدرسہ کے انحطاط کے زمانے تک قرآن پاک کی خدمت انجام دیتے رہے۔ بہت خوش گلو۔ جہیر الصوت محنتی اور جفاکش ہیں دن بھر طلباء کو مشق کرانے میں گذر جاتا ہے۔ طلباء تھک جاتے ہیں مگر آپ نہیں تھکتے۔ بہت زمانے تک لکھنؤ میں رہے پھر اپنے وطن مظفر پور چلے گئے۔ پھر کلکتہ ۱۹۵۴ء میں آئے۔ تال بگان کی مسجد میں درس تجوید و حفظ پڑے انہماک سے دیتے ہیں۔ بچے بھی آپ سے بہت مانوس ہیں۔ تیس سال سے زیادہ تجوید کی خدمت کرتے ہو گئے ہیں کلکتہ میں تال بگان کی مسجد جا کر آپ سے ملا۔ بہت دلچسپ واقعات سنائے۔

۱۲۲۶۹ وطن بھاگل پور پہلے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق مکی سے بروایت حفص تکمیل کر لی تھی۔ جب چند لڑکے ہڑتال کر کے الہ آباد چلے گئے تو آپ بھی الہ آباد جا کر شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد صدیقی سے تجوید و قراءت کی تکمیل کر کے اپنے وطن چلے گئے جہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ایک عرصہ کام کرنے کے بعد وفات ۱۳۶۵ھ میں ہوئی۔

۱۲۲۷۰ وطن بھاگل پور۔ پہلے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں زیر تعلیم رہے۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق صاحب مکی مہمن سنگھی سے روایت حفص کی تکمیل کی۔ جب چند لڑکے ہڑتال کر کے الہ آباد چلے گئے تو آپ بھی الہ آباد جا کر شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد صدیقی سے تجوید و قراءت سیکھ کر اپنے وطن واپس ہو گئے۔

۱۲۲۸۹ وطن نوکھالی (بنگال) اپنے وطن اور دیگر مقامات پر عربی مدرس میں فارسی درسیات نیز علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل کر کے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ پہنچے۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق مہمن سنگھی سے تجوید و قراءت سب سے تکمیل کی۔ بہت خوش الحان ہونے کے علاوہ خندہ جبین۔ خوش اخلاق اور اہل دل بزرگوں میں سے ہیں لیکن نہایت نازک طبیعت واقع ہوئے ہیں۔ ہڑتال کے موقع پر لکھنؤ سے الہ آباد گئے اور وہاں سے وطن چلے گئے۔

۱۲۲۹۹ وطن نوکھالی (بنگال) جب آپ کے والدین ہجرت کر کے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ پہنچے۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق مہمن سنگھی سے تجوید و قراءت سب سے تکمیل کی۔ بہت خوش الحان ہونے کے علاوہ خندہ جبین۔ خوش اخلاق اور اہل دل بزرگوں میں سے ہیں لیکن نہایت نازک طبیعت واقع ہوئے ہیں۔ ہڑتال کے موقع پر لکھنؤ سے الہ آباد گئے اور وہاں سے وطن چلے گئے۔

۱۲۲۹۹ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ پہنچے۔ شیخ القراء حافظ محمد صدیق مہمن سنگھی سے تجوید و قراءت سب سے تکمیل کی۔ بہت خوش الحان ہونے کے علاوہ خندہ جبین۔ خوش اخلاق اور اہل دل بزرگوں میں سے ہیں لیکن نہایت نازک طبیعت واقع ہوئے ہیں۔ ہڑتال کے موقع پر لکھنؤ سے الہ آباد گئے اور وہاں سے وطن چلے گئے۔

پھر ہندوستان آئے تو مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں شیخ القراء حافظ محمد صدیق میمن سنگھی سے تجوید و قراءت کی تکمیل کر کے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

۱۲۵۰ وطن فریدپور (بنگال) ولادت ۱۳۲۰ھ۔ والد کا نام حافظ مقری سید محمد عثمان بنگالی۔ حافظ مقری سید محمد علی بنگالی جو شیخ القراء محمد عبداللہ صاحب ہاجرہ کی کے شاگرد تھے اور جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۰۴۳ میں ہے۔ محمد عثمان صاحب نے رنگون میں اپنے والد سے قرآن پاک حفظ کیا۔ تجوید و قراءت بھی والد سے سیکھی۔ والد نے بچپن ہی سے عربی زبان سکھائی۔ دن رات عربی میں گفتگو ہوتی۔ لکھنؤ آ کر مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھتے رہتے۔ حضرت میمن سنگھی سے تجوید و سبوع قراءت کی تکمیل کی۔ لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہو کر بھوپال تشریف لے گئے۔ شادی کر کے وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اب بھوپال کی جامع مسجد کے امام ہیں۔ بھوپال میں من ان سے ملاہوں اور دن کی قراءت بھی سنی ہے۔

(ب) بھوپال میں آپ نے شاہی بیگمات و شہزادیوں کو تالیق کی حیثیت سے تعلیم دی ہے شاگردوں میں ممتاز نام یہ ہیں:-(۱) قاری عبدالرحمان سالنگی (۲) قاری عبدالعزیز مرحوم (۳) قاری حافظ محمد فضل۔ (ج) قاری محمد عثمان صاحب علاوہ مفوضہ فرائض کے ایک مدرسہ میں جو بر جیسیہ مسجد سے متصل ہے غلط و تجوید کا درس دیتے ہیں۔ چھ سال سے یہ مدرسہ اور کام جاری ہے۔

۱۲۵۱ وطن آگرہ۔ والد کا نام نور محمد۔ ولادت ۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔ شیخ القراء عبدالملک صاحب جب آگرے میں تھے اوس وقت اون سے روایت حفص تجوید سیکھی ہے۔ عربی درسیات کی تکمیل بھی کی ہے۔ آج کل آگرے میں تجارت کرتے ہیں بہت نیکدل لکھنؤ المزاج۔ خوش اخلاق ہیں۔ میں ان سے ملاہوں اور ان کی قراءت بھی سنی ہے۔ پتہ نہیں چلتا کہ کن کن گوشوں خدا ان کلام اللہ پوشیدہ ہیں۔

۱۲۵۲ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔ شیخ القراء عبدالملک صاحب مقری حافظ مولانا بخش ٹونکی سے تجوید سیکھی۔ مدرسہ فرقانیہ ٹونک کے دیرینہ اساتذہ میں سے ہیں فی الوقت لکھنؤ میں رہتے ہیں۔ بہت ضعیف ہو گئے ہیں مگر تجوید کی تعلیم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ میں ان سے ٹونک میں ملاہوں۔ ان کی قراءت بھی سنی ہے۔

۱۲۵۳ مولد لکھنؤ۔ والد کا نام حافظ محمد صادق ابن حافظ محمد عبداللہ ری حافظ محمد سابق لکھنوی۔ ولادت ۱۳۲۵ھ۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تسلیم پائی۔ ایک روایتی تجوید

۱۴
۱۳۴۳ھ میں سیکھی۔ پھر حفظ کی تکمیل کی۔ بعد ازاں ۱۳۵۲ھ میں قرأت سبوحہ کی تکمیل کی۔ اور قرأت عشرہ کی تکمیل ۱۳۶۲ھ میں کی۔

(ب) ۱۳۴۳ھ میں قاری عبدالملک کے ساتھ ٹونک گئے۔ سات سال تک مدرسہ فرقانیہ ٹونک میں کام کیا اس کے بعد جے پور میں ایک سال تجوید کا درس دیا۔ ہدایت علی صاحب کے ایمار سے ۱۳۶۹ھ میں کھنوا گئے۔ اب تک یہیں کار گزار ہیں۔

(ج) خوش الحان۔ ادائیگی پر قدرت حاصل ہے۔ عربی لحن سے خوب پڑھتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے شاگردوں میں بھی اچھا ذوق پیدا ہو گیا ہے۔ میں آپ سے کھنوں میں ماہوں اور انکی قرأت بھی سنی ہے۔

(د) شاگردوں میں ممتاز یہ ہیں :- (۱) قاری مولوی محمد مصطفیٰ صاحب الہ آبادی (۲) قاری رکن الدین۔ افریقہ کے رہنے والے۔ عشرہ کی تکمیل کرنے کے بعد مصر میں زیر تعلیم ہیں۔ (۳) قاری حبیب الرحمن سیٹاپڑی ضلع مظفر پور میں ہیں (۴) قاری حافظ عبدالرحیم اعلیٰ۔

(۵) قاری صاحب کے کتب خانے میں زبدۃ العرفان قرأت سبوحہ کی کتاب جو حامد ابن الفتح بابوی لکھو کی تصنیف ہے مصر کی مطبوعہ موجود ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں نہیں ملتی۔ ایتلاف و مرشد حاشیے پر ہیں دوسری نایاب کتاب ابو شامہ کی شرح مشاطی بھی آپ کے پاس موجود ہے۔ تیسری کتاب علامہ دانی کی التیسیر کا وہ نسخہ ہے جو مجتہبانی پریس دہلی سے ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوا تھا۔

۱۳۵۴ھ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۱۶ھ۔ آپ شیخ القطار
حافظ مقری حبیب اللہ قاری عشرہ قرأت
سے پڑھنے کے بعد قرأت سبوحہ و عشرہ کی تکمیل ۱۳۴۹ھ میں کی۔ مدرسہ فرقانیہ ٹونک کے شیخ التجوید مقرر ہوئے ایک عرصے تک ٹونک میں خدمت انجام دینے کے بعد اب پاکستان چلے گئے ہیں۔

(ب) ان کے شاگردوں میں قابل ذکر یہ ہیں :- (۱) قاری محمد امین صاحب پیش امام جامع مسجد ٹونک (۲) قاری کریم حسین ساکن بہیر۔ مدرس ہیں (۳) قاری معین الدین جو فی الوقت احمد آباد میں ہیں (۴) قاری صبغتہ اللہ جنھوں نے عشرہ قرأت کی تکمیل کی (۵) حافظ مقری غلام محمد شیخ التجوید خلیلیہ (۶) مولوی حافظ قاری محمد یونس ٹونکی (۷) حافظ قاری زبیر علی ٹونکی (۸) حافظ قاری اصغر علی ٹونکی۔ کھلور ضلع سورت میں شیخ التجوید ہیں (۹) حافظ قاری عبدالشکور ٹونکی جو پاکستان چلے گئے (۱۰) حافظ قاری الہام الدین ٹونکی جو پاکستان چلے گئے (۱۱) قاری الہام الدین روم ابن محی الدین خان ٹونکی (۱۲) حافظ قاری غلام رسول شاد۔ بیکانیر کے ایک مدرسے میں پڑھاتے ہیں (۱۳) حافظ قاری مولوی حکیم نذیر الحق ساکن بونڈی فارغ التحصیل

خلیلیہ - وفات پلگئے ۱۴۱۱) حافظ قاری مولوی عبدالحق پونا میں گنج پیٹ کی مکہ مسجد کے پیش امام ہیں۔
 (۱۵) حافظ قاری عبدالرحیم راجستھان میں صدر مدرس ہیں۔ (۱۶) حافظ قاری محمد عبداللہ نابینا رامپوری کہلاتے
 ہیں قاری سید تھے (۱۷) حافظ قاری ظفر اللہ خان قاری عشرہ ٹونکی پاکستان چلے گئے (۱۸) حاجی حافظ
 قاری منظور شاہ ایک روایت کے قاری۔ پاکستان چلے گئے (۱۹) حافظ قاری اصغر علی ولد برکت علی پاکستان
 میں انتقال ہو گیا (۲۰) مفتی مقرر احمد حسن خان قاری عشرہ۔

حافظ مقرر صبیحہ اللہ خان ٹونکی | ۱۲۵۵ و طن ٹونک - والد کا نام محمد اسد اللہ خان پیدائش
 ۱۳۳۲ھ ہے۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ کی تکمیل کر کے تجوید و
 قرأت شروع کی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ کو مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ سے شیخ القراء عبدالملک سے
 روایت حفص پڑھنے کے بعد شاطبی و مقدمہ الجزری پڑھی۔ آپ کے ساتھ اسد خاں اور نیاز خان کانپوری۔
 فیض محمد خان ان سب نے ایک ساتھ بروایت حفص ختم کیا (اسد خان فرزند ہیں قاری حمید حسن خان
 شیخ الحدیث ندوہ کے)

(ب) قاری صبیحہ اللہ صاحب نے سب سے اجرائی کی تکمیل شیخ القراء عبدالملک سے کی۔ اوس کے
 بعد سے اب تک برابر درس و تدریس میں لگے ہیں۔ پہلے مدرسہ فرقانیہ ٹونک میں شیخ التجوید تھے۔ کچھ روز مدرسہ
 ناصر یہ ٹونک میں رہے۔ اب ایک جدید مدرسہ تجوید الفرقان کے نام سے قائم کیا ہے۔

(ج) قاری صبیحہ اللہ صاحب خوش الحان، خوش رو، وجیبہ آدمی ہیں۔ طلباء کو بڑی محنت سے تیار
 کرتے ہیں۔ حافظہ بہت قوی ہے۔ سمجھدار اور خوش گفتار ہیں۔ نواب سعادت علی خاں کا زمانہ دیکھے ہوئے ہیں
 باسلیقہ ہیں۔ میں اون سے ملا ہوں اور اونکی قرأت بھی سنی ہے۔ ادائی بہت صاف ہے۔ مخالف و صفات
 واضح ہیں۔ تحقیق و تدقیق میں کمال رکھتے ہیں۔

(د) شاگردوں میں ممتاز نام یہ ہیں :- (۱) مقرر حافظ محمد علی خان عرف ننھے میان صدر المدین
 مدرسہ ناصر یہ (۲) حافظ قاری محمد رفیع ٹونکی (۳) حافظ قاری سمیع اللہ ٹونکی (۴) حافظ قاری سلیم اللہ ٹونکی
 (۵) حافظ قاری عباد اللہ ٹونکی (۶) حکیم حافظ قاری بشیر محمود ٹونکی (۷) حافظ قاری احمد الدین خان ٹونکی۔
 (۸) حافظ قاری محمد حفیظ خان ٹونکی (۹) حافظ قاری محمد سمیع خان ٹونکی (۱۰) حافظ قاری محمد عبداللہ (۱۱) حافظ
 قاری عبدالسلام (۱۲) حافظ قاری محمد ایوب (۱۳) حافظ قاری نصیر محمد (۱۴) حافظ قاری سعید احمد خان (۱۵)
 حافظ قاری احمد خان (۱۶) حافظ قاری محمد اسماعیل (۱۷) حافظ قاری محمد شاہ خان (۱۸) حافظ قاری مولوی
 محمد اعظم شاہ مدرس مدرسہ فرقانیہ ٹونک (۱۹) حافظ قاری سمیع اللہ ولد حافظ قاری انعام اللہ (۲۰) حافظ قاری

مجید اللہ خان (۲۱) حافظ قاری حفیظ خان (۲۲) حافظ قاری ظہور الحق خان (۲۳) حافظ قاری صفدر حسین خان (۲۴) حافظ قاری منور حسین (۲۵) حافظ قاری سید شوکت علی (۲۶) حافظ قاری اسحاق خان (۲۷) حافظ قاری محمد عبدالعلیم خان (۲۸) قاری استاد محمد صدیق صائب (۲۹) حافظ قاری رفیع الدین پیش امام مسجد چھاؤنی ٹونک (۳۰) حافظ قاری حکیم عبدالحق ٹونکی وغیرہ۔

۱۲۵۶ آفتاب تجوید و قراءت صدر المجددین شیخ القراء حافظ محمد عبدالرحمن مکی ثم الہ آبادی کی ضیاء باشی نے پورے ہندوستان کو عموماً اور ممالک متحدہ۔ بہار اور بنگال کو خصوصاً اپنے نور سے منور کر دیا ہے۔ جن قراء نے آپ سے استفادہ کیا اون میں سے بہت تھوڑے نام آپ کے سامنے گنوائے گئے۔ حضرت کے ممتاز شاگرد قاری ضیاء الدین احمد۔ محمد صدیق مبین سنگھی۔ عبدالملک ان قراء نے جو قراءت سب سے زیادہ پھیلانے میں سعی کی ہے وہ سید قابل ستائش ہے۔ عبدالرحمن مکی کو کبھی چالیس روپے ماہانہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملی (یہ بات میں نے اون کے اچھے جاننے والے شاگردوں سے سنی ہے) مگر کام وہ کیا ہے جو ہزاروں روپے ماہوار پانے والوں کو کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ دنیا سے کم سے کم نفع اندوز ہونا اور زیادہ سے زیادہ نفع رسائی کرنا جو پیغمبروں کی شان ہوتی ہے وہی اون کے سچے متبعین میں پائی جاتی ہے اور وہی قاری صاحب نے کر دکھایا۔ حضور اکرم کا یہ ارشاد کہ "عبدالرحمن تم ہندوستان ہی میں رہو۔ تم سے بہت کام لینا ہے۔" حرف بہ حرف پورا ہوا۔ اس واقعے سے اوس تعلق خاطر کا اظہار ہوتا ہے جو آقائے نامدار کو قرآن پاک کی ادائیگی اور رہتی دنیا تک اوس کی ترویج و اشاعت سے ہے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ حضور اکرم ایسے امور میں وقتاً فوقتاً اپنے خاص بندوں کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔

(ج) غدر کے بعد سے جس تیزی سے انگریزی اسکولیں کھلی ہیں اون کا رواج اور اون کو فروغ ملا ہے اور اون سے پاس ہونے والوں کی جو قدر افزائی ہوئی ہے اوس کے مد نظر یہ توقع کرنا کہ عربی مدارس بھی اوسی شان سے چلتے رہیں گے کس کو توقع ہو سکتی تھی اور تجوید و قراءت کے پھیلانے والے اس قدر شاندار کارنامے دکھلائیں گے کس کے حاشیے خیال میں آسکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا تو وہی ہوا۔ بقول کسے ع پھونکوں سے یہ چرغ بجھایا نہ جائے گا۔



باب دوم

قرآن دکن

۱۲۶۱ تسل کے ساتھ قرآن دکن کا ذکر حصہ اول و دوم میں کیا جا چکا ہے جس سے واضح ہو گیا ہو گا کہ مرکزی شخصیتوں نے پورے ہندستان میں تجوید و قرأت کی اشاعت کا کام بڑی خوبی سے انجام دیا ہے۔ دور تو نسبیہ اور اون کے قراء کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ لیکن جو قراء حصہ اول و دوم میں مذکور نہیں ہیں اون کا ذکر یہاں کیا جائے گا جن میں سے اکثر دکن میں اس نور کو پھیلانے میں مصروف ہیں (ب) دکن کی ستر میں خصوصاً ریاست حیدرآباد گذشتہ سو سال سے علوم و فنون کا مرکز رہی ہے یہاں کے والیان ریاست کی فیاضی کی بدولت بہت سے ہندستانی عربی مدارس اور بہت سے علماء و فضلاء منصب و سخاوت پاتے رہے۔ علم کی قدر دانی کے پیش نظر ہندستان بھر کے مشہور عالم و فاضل لکھ کر دکن آئے اور ریاست کو علم کا اچھا مرکز بنا دیا۔ اسی طرح قراء بھی ہندستان کے مختلف حصوں سے آتے رہے۔ دوسری خصوصیت دکن کو یہ تھی کہ خاص مکہ معظمہ میں درس دینے والے قراء اور مسجد نبوی میں پڑھانے والے عشرہ کے جید قاری دکن میں آکر رہے اور انہوں نے قرأت سبعہ و عشرہ کی اشاعت کی۔ تیسری خصوصیت دکن کو یہ تھی کہ نہ صرف عربی مدارس میں بلکہ دیگر مکتب و اسکولوں میں بھی تجوید و علوم قرآنی کو خاص اہمیت ملتی رہی جس کی وجہ سے بے شمار قراء پیدا ہوئے۔ چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ عربوں کی ایک پلٹن عرصہ دراز تک نظام کی فوج میں رہی جس میں عربی نژاد اور عربی بولنے والے نئے اور پرانے عرب بھرتی ہوتے رہے۔ ایک بڑا محلہ اسی ماحول اور فضا کا حامل تھا۔ ان بھرتوں کی بناء پر حیدرآباد میں قراء کی تعداد معتد بہ رہی۔

۱۲۶۲ وطن حیدرآباد
 شیخ القراء پروفیسر مولانا عبدالقدیر صدیقی المتخلص بحسرت
 ولادت ۱۲۸۸ھ - مدرسہ نظامیہ کے فارغ التحصیل شاعر بھی ہیں حسرت نخلص فرماتے ہیں شیخ القراء

۱۸
 سید محمد تونسلی سے تجوید سیکھی۔ حیدرآباد سے اونکی واپسی کے بعد مولانا سید عمر صاحب سے تجوید کی سندلی
 قرأت سبوحی سیکھیں۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ کے بزرگ میں۔ حیدرآباد میں آپ کی ہستی معنات سے تھی۔ شاگرد
 و مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ پچاس سال تک برابر تجوید کا درس دیتے رہے۔ اپنے شاگردوں اور مریدین
 کو تجوید ضرور سکھاتے رہے۔ ہر سال ماہ رمضان میں دورہ ہوتا تھا۔ یہ دورہ تادم آخر برابر جاری رہا۔ ۹۲ سال
 کی عمر میں ۱۲ شوال ۱۳۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

(ب) ایک سالہ مفتاح التجوید کے نام سے شائع کیا۔ جس کو طلباء میں تقسیم فرماتے رہتے تھے
 شاگردوں میں مشہور نام یہ ہیں: (۱) حبیب محمد صوبدار و وظیفہ یاب (۲) کرنل حبیب علی (۳) مولوی محمد مظہر
 (۴) مولوی محمد وقار۔

۱۲۶۳ و وطن حیدرآباد۔ دکن
 الحاج رئیس القراء پروفیسر ڈاکٹر سید کلیم اللہ حسینی ایم اے پی ایچ ڈی
 قاری سبوحہ تلمیذ شیخ القراء سید محمد تونسلی۔ المتوفی ۱۳۵۵ھ۔ سید کلیم اللہ حسینی کی ولادت ۱۳۲۲ھ ہے۔ آپ کی
 ابتدائی تعلیم مدرسہ دارالعلوم میں ہوئی۔ بعد ازاں جامعہ عثمانیہ سے ایم اے پاس کیا۔ پھر لندن سے
 پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

(ب) سبوحہ قرأت کی تکمیل شیخ القراء عبدالحق صاحب مکی سے کی ہے۔ ۱۳۲۶ھ میں عثمانیہ یونیورسٹی
 میں فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اوس وقت سے ۱۳۸۴ھ تک برابر یونیورسٹی میں کام کرتے رہے۔ ساتھ
 ہی خدمت قرآن کے جذبہ کے تحت مسجد بازار نور الامراء میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے جس کے اخراجات
 کے خود کفیل ہوئے ہیں۔ روزانہ بالالتزام خود بھی صبح کے وقت درس دیتے ہیں۔ آپ سے فیض یافتہ قراء
 بلکہ حیدرآباد میں مصروف درس و تدریس ہیں۔ بہت سی لڑکیاں بھی سبوحہ قرأت سیکھ چکی ہیں۔

(ج) پروفیسر صاحب کو چونکہ حیدرآباد کے ایک علمی گھرانے سے تعلق تھا اور والد ایک اونچی خدمت پر تھے
 اس لئے آپ کو ایم اے پاس کرنے کے بعد انگلستان جانے کا موقع ملا۔ واپسی کے بعد آپ عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر
 اور صدر شعبہ فارسی رہے۔ چونکہ آپ عبدالحق صاحب مکی کے شاگردوں میں تھے اور عشرہ قرأت سے سند پائی
 تھی۔ آپ نے محرم ۱۳۶۸ھ میں ایک تجوید و حفظ و دینیات کا مدرسہ قائم کیا جو دارالقرات والدینیات الکلیمیہ
 کے نام سے موسوم ہے۔ ابتداء اس میں تین متبرک شاگرد تھے۔ متبرک اس لئے کہا کہ ان تینوں نے اس وقت
 سے دلچسپی لے کر اب تک اوس کو قائم رکھا ہے اور پڑھنے کے بعد پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے ان تینوں شاگردوں
 نے پہلے ایک روایت سے اور پھر سبوحہ قرأت کی تکمیل کی اونکے نام یہ ہیں:۔ قاری میر احمد علی ابن میر قربان علی

اڈیسر میونسپل کارپوریشن (۲) قاری سید محمد اسماعیل ابن سید محمد عمر ۲۲ سال (۳) قاری سید غلام دستگیر
 ابن سید محبوب علی عمر ۳۲ سال۔ رفتہ رفتہ اس مدرسہ نے بڑی شہرت حاصل کر لی۔ پروفیسر صاحب کی
 خوش اسلوبی اور خوش سلیقگی سے طلباء کے رہائش کا انتظام بھی مسجد ہی کے احاطے میں ہو گیا۔ گذشتہ
 بائیس سال میں اس مدرسے سے ساٹھ۔ ستر سب سے زائد طلباء و طالبات نکلے اور سیدنا محض کی
 روایت اور قراءت امام عاصم سے کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کی تعداد دو ہزار تک پہنچتی ہے۔
 (۵۵) اس ادارے میں پہلے ڈاکٹر کلیم اللہ حسینی صاحب تہا درس دیا کرتے تھے مگر بعد ازاں چار مددگار بھی
 ساتھ لے لئے۔ پروفیسر صاحب اس شوق سے پڑھاتے تھے کہ عیدین و تعطیلات میں بھی سبق ناغہ نہ ہوتا تھا۔
 وقت کی قید نہ تھی۔ مسجد۔ مدرسہ۔ مکان میں دن ہو یا رات جس کو جس وقت فرصت ملتی اگر حضرت سے سبق
 لے لیتا۔ اس طرح تجوید و قراءت کا عجیب ماحول بن گیا۔

(۵۶) فارغ التحصیل شاگرد جنہوں نے سب سے زائد سبق کی سند لی اور ان کی تعداد ستر بتلائی جاتی ہے جن میں زیادہ
 مشہور نام یہ ہیں :- قاری ابوالحامد صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب (۲) قاری عبدالستار صاحب (۳)
 قاری محمد ابراہیم صاحب (۴) قاری محمد علی صاحب قاری عشرہ (۵) قاری محمد حامد الدین صاحب قاری عشرہ
 (۶) قاریہ انور جہاں صاحبہ قاریہ عشرہ (۷) قاریہ غوثیہ بیگم صاحبہ قاریہ عشرہ (۸) قاری میر محمد علی صاحب ہاشمی
 (۹) قاری اکرام الدین صاحب (۱۰) قاریہ صالحہ بیگم صاحبہ قاریہ سب سے (جو پاکستان چلی گئیں) (۱۱) قاری
 غلام رسول صاحب مالے گانوی (۱۲) حافظ عبدالرحمن بن محفوظ قاری سب سے (۱۳) قاری سید عبدالکریم حسینی صاحب
 بغدادی قاری سب سے (۱۴) قاری شیخ حسن عمودی قاری سب سے (۱۵) قاری سید محمد اسماعیل قاری سب سے (۱۶) قاری
 احمد علی قاری سب سے (۱۷) قاری سید محمد یوسف قاری سب سے (۱۸) قاری رحیم الدین صاحب قاری سب سے (۱۹) قاریہ
 صابریہ بیگم صاحبہ قاریہ سب سے (۲۰) قاریہ شریا منیر صدیقی صاحبہ قاریہ سب سے (۲۱) قاریہ لطیف النساء صاحبہ قاریہ سب سے
 (۲۲) قاریہ شوکت بیگم صاحبہ قاریہ سب سے (۲۳) قاری عبدالرحیم صاحب قاری سب سے (۲۴) قاری عبد القیوم صاحب قاری سب سے
 (۲۵) قاری عبد الملک قاری سب سے (۲۶) قاریہ حفیظہ سلطانیہ صاحبہ قاریہ سب سے (۲۷) قاریہ کوشر فاطمہ عباسی قاریہ سب سے
 (۲۸) قاریہ کشور فاطمہ عباسی صاحبہ قاریہ سب سے (۲۹) حافظ محمد غوث صاحب طلائی تمنہ یافتہ ملیشیا قاری سب سے (۳۰)
 قاری نور الباقی صاحبہ پنجگیر قاری سب سے (۳۱) قاریہ تنویر سلطانیہ صاحبہ قاریہ سب سے (۳۲) قاریہ رضیہ خاتون صاحبہ
 قاریہ سب سے (۳۳) حافظ سعد اللہ پاشا صاحب قاری سب سے (۳۴) قاریہ ریحانہ بیگم صاحبہ قاریہ سب سے (۳۵) قاری
 محمد شفیع الدین صاحب منصف قاری سب سے (۳۶) قاری عبد المقتدر صاحب قاری سب سے (۳۷) قاری منیر احمد صاحب
 صاحب ایم اے لکچرار قاری عشرہ (۳۸) مولوی حسن محی الدین صاحب صدیقی ایم اے لکچرار عربی قاری عشرہ

(۳۹) قاری قادر حسین خان صاحب انجمنیہ (امریکی) قاری عشرہ (۴۰) ڈاکٹر قمر الدین صاحب (لندن) قاری عشرہ
(۴۱) قاری سید حامد الدین احمد صاحب (امریکی) قاری عشرہ (۴۲) قاریہ امہ سلمہ صالحہ صاحبہ قاریہ عشرہ (۴۳)
قاری عبدالباری صاحب بی ٹیک قاری عشرہ (۴۴) قاری سید محمد ابراہیم صاحب ہلیٹھ انسپکٹر قاری عشرہ (۴۵)
قاری اکرام حسن صاحب مراد آبادی قاری عشرہ (۴۶) قاری جنید علی صاحب معلم مدرسہ جنیدیہ الیگاول قاری عشرہ
(۴۷) جن قاریان کرام نے امام عاصم کی قراءت یا حضرت حفص کی روایت سے تکمیل کی اونکی تعداد دو ہزار
رجسٹر سے بتائی جاتی ہیں اون میں خاص نام یہ ہیں :- (۱) قاری الحاج محمد عبدالحمید خان صاحب سابق وزیر
عدالت و کو توالی (۲) قاری محمد یوسف صاحب سیٹھ (۳) قاری محمد قاسم صاحب تاجر پارچہ (۴) مولانا محمد علی
مرحوم پروفیسر و خطیب جامع مسجد سکندر آباد (۵) عبدالرحیم صاحب مرحوم (۶) حافظ محمد اعظم خطیب جامع مسجد میسور
(۷) حافظ محمد غوث صاحب ندوی (۸) قاری شیخ ابراہیم صاحب (۹) قاری ندیم اللہ حسینی صاحب (۱۰) قاری
رحیم الدین صاحب انجمنیہ (۱۱) حافظ قاری تقی الدین صاحب (۱۲) قاری محمد منظر الدین خان بن مولوی محمد ظہیر الدین
خان صاحب (۱۳) قاری محمد ضمیر الدین خان بن محمد ظہیر الدین خان صاحب (۱۴) قاری عبدالکریم صاحب
(۱۵) قاری عبدالقدیر صاحب ابن محمد جابر صاحب (۱۶) قاری منیر احمد صدیقی صاحب اخبار صحیفہ (۱۷) قاری محمد
اسمعیل صاحب (۱۸) قاری حبیب الدین صاحب برادر معزز الدین صاحب مالک زندہ طلسمات (۱۹) قاری سید علی
صاحب (۲۰) قاری مرزا احمد بیگ صاحب (۲۱) قاری عبدالحمید صاحب قریشی (۲۲) قاری سید ابراہیم صاحب نہری
بی بی سی (۲۳) قاری محمد عبدالستار صاحب (۲۴) قاری میر عثمان علی خان صاحب محمدیہ گودام والے (۲۵) قاری
صدیق علی خان صاحب (۲۶) قاری اکبر علی خان صاحب (۲۷) قاری امجد علی خان صاحب (۲۸) قاری شاہ علی
نوری صاحب (۲۹) قاری شاہ علی نہری صاحب ایڈوکیٹ (۳۰) قاری خواجہ حمید احمد صاحب (۳۱) قاری
قبول پاشاہ قادری صاحب زرین کلاہ (۳۲) قاری محمد عباس صاحب (۳۳) قاری محمد عبدالباری صاحب
(۳۴) قاری محمد الیاس صاحب (۳۵) قاری محمد مصطفیٰ شریف صاحب پیش امام چیونٹی شاہ کی مسجد (۳۶)
قاری ذکی الدین صاحب (۳۷) قاری سعید الدین صاحب (۳۸) قاری پیر پاشاہ صاحب (۳۹) قاری
فخر الدین صاحب (۴۰) قاری عنایت اللہ بیگ صاحب شولینڈ والے (۴۱) قاری رحمت اللہ صاحب مرحوم وغیرہ۔
(جنرل رئیس القراء صاحب نے سب سے تجویذ کے نام سے ایک رسالہ اپنے طالب علموں کی سہولت کے لئے لکھا جو
پہلی بار ۱۳۶۸ھ میں شائع ہوا۔ بار دوم ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ بار سوم ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔ بار چہارم ۱۹۵۹ء
میں شائع ہوا۔ بار پنجم ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ بار ششم ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ اور بار ہفتم ۱۹۶۸ء میں
شائع ہوا۔ اس طباعت سے اس رسالے کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

(ح) رئیس القراء نے اپنی بڑی جائیداد جس کی مالیت ایک لاکھ روپے کی ہے۔ اس مدرسہ کے تعلیمی اخراجات کے لئے وقف کر دی ہے اور خود بلا معاوضہ پڑھاتے ہیں۔ اداے سے متعلق ایک انتظامی کمیٹی بھی قائم کر دی ہے اور اداے میں ایک کتب خانہ بھی قائم کر دیا ہے جس میں قراءت و تجوید سے متعلق تین سو سے زائد کتابیں فراہم کی ہیں۔

قاری عشرہ میر احمد علی صاحب | ۱۲۶۳ء والد کا نام میر قربان علی۔ ولادت ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء دارالشفاء ہائی اسکول سے میٹرک پاس کر کے اڈیٹری کے امتحان

پاس کیا اور میونسپل کارپوریشن میں آڈیٹری کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ آپ رئیس القراء کے قدیم ترین شاگردوں میں ہیں۔ پہلے ایک روایت سے اور پھر سب سے قراءت کی تکمیل کی۔ ۲۲ سال سے آپ کی یہی دھن ہے کہ تجوید کے کام میں لگے رہیں۔ چنانچہ ادارہ قراءت والدینیات میں آپ اول مدرس کی حیثیت سے تجوید کا درس صبح میں دیتے ہیں۔ دن بھر دفتر میں کام کرتے ہیں اور شام کے وقت مغرب و عشاء کے درمیان چینل گوڈ میں مسجد عباد اللہ شاہ میں تجوید و قراءت کا درس دیتے ہیں۔ ایک روایت سے کئی سو قاری آپ سے پڑھ کر فارغ ہو چکے ہیں۔ ایسے مستعد و کارگزار اساتذہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اولاد کے درجات بلند کرے

صدر المجددین ابوالکلام سید علی ایسی المعرب بہ میر روشن علی حسینی | ۱۲۶۴ء وطن حیدرآباد۔ دکن والد کا نام میر دلاور علی صاحب

ولادت بروز دو شنبہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم میں ہوئی۔ حافظ سید یوسف صاحب سے ابتدائی درسی کتابیں و فارسی پڑھی۔ خوشنویسی بھی سیکھی ۱۳۲۲ھ میں مولانا رضا علی شاہ صاحب حشتی سے اولاً سلسلہ چشتیہ میں من بعد ۱۳۳۵ھ میں مولانا سید مخدوم حسینی صاحب قادری سہتی مدرسہ نظامیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے ان ہی سے حدیث و تصوف کی تعلیم پائی بعد ازاں سید اشرف صاحب شمس سے فارسی میں اور شعر گوئی میں تلمذ رہا۔ نخلص سنا فرماتے تھے۔

(ب) ۱۳۲۴ھ میں بہرکنی کا کام شروع کیا۔ گیارہ سال تک شاہی مہر کن کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور کے بعد ۱۳۳۰ھ میں ارباب جامعہ نظامیہ نے شیخ التجوید والقراءت کے عہدہ پر آپ کا انتخاب کیا۔ ۱۳۴۳ھ میں شہزادگان حضور نظام کی تعلیم کے لئے مقرر کیا گیا۔ ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ نظامیہ سے محکمہ تعلیمات سرکار عالی میں آپ کا تبادلہ ہوا۔ شیخ التجوید کی حیثیت سے ناظر القراء کی خدمت پر جملہ مدارس بلدہ کی قرآن مجید۔ فارسی عربی۔ اردو۔ دینیات اور اخلاقیات کی تعلیم کی تیجیح کا کام حضرت موصوف کے سپرد ہوا۔ سولہ سال تک یہ خدمت انجام دینے کے بعد جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ میں بہ سبب تخفیف جائیداد آپ کو وظیفہ پر سبکدوش ہوئے

(ج) آپ نے شیخ القراء محمد ابراہیم صاحب سے ۱۳۲۲ھ میں علم تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی جس کی تکمیل ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔ پہلے بروایت حفص قرآن مجید سنایا۔ بعد ازاں سبوع سے ختم کیا۔ عشرہ قرات میں بھی شیخ القراء سے استفادہ کیا۔ آپ کے استاد محمد ابراہیم نے سبوع قرات کی ایک مکمل جدار (جدول) سات جلدوں میں تیار کی تھی جس کا قلمی مسودہ شیخ صاحب کے صاحبزادے کے پاس محفوظ ہے۔ ۱۳۳۴ھ میں جدار کی طباعت کا کام بھی زیر نگرانی حضرت مقری میر روشن علی صاحب شروع ہوا۔ تقریباً دو پاروں کی جدار چھپ چکی تھی کہ بعض اختلافات کی بنا پر کام روک دیا گیا۔ طبع شدہ نسخے مقری صاحب کے پاس ہی رہ گئے۔

۱۲۶۵ و ۱۳۳۵ھ میں جب شیخ القراء عبدالحق صاحب مکی حیدرآباد تشریف لائے تو میر روشن علی صاحب کو ادن سے قرأت سیکھنے کا شوق ہوا۔ مگر مالی مشکلات اور تنگی روزگار کی وجہ سے چند روز تک حاضر خدمت نہ ہو سکے اوس کے کچھ عرصے کے بعد حاضر ہو کر چھ مہینے کے اندر قرات سبوع اور چار مہینے کی مدت میں قرات عشرہ کی تکمیل کی۔ (ج) شیخ القراء عبدالحق صاحب کے واپس چلے جانے کے بعد ۱۳۳۷ھ میں مفتی محمد محمود صاحب مدرسہ جو شیخ القراء سید محمد تونسلی کے شاگرد تھے حیدرآباد تشریف لائے تو میر روشن علی صاحب ادن کی خدمت میں حاضر ہو کر چند ماہ ادن سے تلمذ رہا۔ اس طرح قاری میر روشن علی صاحب نے شیخ القراء سید محمد تونسلی کے دو بڑے شاگردوں سے یعنی مقری محمد ابراہیم اور مقری محمد محمود صاحب سے قرات عشرہ کی سند لی۔ مجھے قاری میر روشن علی صاحب کی یہ بات جو آپ نے بڑے وثوق سے فرمائی تھی ہمیشہ یاد رہے گی کہ انھیں اپنے استادوں کی ادائیگی و تعلیم میں کوئی فرق یا اختلاف محسوس نہوا۔ محاراج و صفات۔ مدواد عام کے باب میں سب کی رائے مستفق تھی۔ اس سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ علمائے محقق کے مابین کبھی اختلاف رائے نہیں ہوا کرتا۔

(ج) شیخ القراء میر روشن علی صاحب نے جس شوق و محنت سے علم تجوید و قرأت حاصل کیا تھا اول کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ چونکہ ذہانت خداداد تھی۔ سمجھ اچھی پائی تھی۔ حافظہ قوی تھا اس لئے جو کچھ حاصل کیا تھا اپنے شاگردوں کو اوس کی تعلیم دیتے رہے اور ان کے پاس بیٹھ کر ایک اچھا قاری بھی کچھ نہ کچھ لے کر اٹھتا تھا۔ فاش کر دیتی ہے اسرار حیات۔ سود بستان اک نگاہ ہوشمند

(د) آپ کی ہستی نہ صرف حیدرآباد کیلئے بلکہ ہندستان کے لئے مغنمات سے تھی جیسا کہ قاری محی الاسلام صاحب پانی پتی نے بیس سال قبل حیدرآباد میں ادن سے ملاقات کے بعد فرمایا تھا۔ اوسی زمانے میں تعلیم و تدریس کی غرض سے بیرونی مختلف قراء مثلاً قاری مصطفیٰ بن حسن مصری۔ قاری سالم بن محمد مصری عیسیٰ۔ قاری محمد صدیق خراسانی سے علامہ نواب ضیاء یار جنگ مرحوم کی زیر صدارت تجوید و قرأت پر مباحث ہوتے رہے۔ بیرونی قراء نے فن کے ہر مسئلہ پر قاری صاحب کے استدلال کو تسلیم کیا۔ چنانچہ علامہ ضیاء یار جنگ آپ کے تبحر علمی سے متاثر ہو کر فی البدیہہ

ایک قطعہ لکھ کر جلسہ میں پڑھا تھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قدر روشن علی کہ میدانہ نیست واقف ضیاء کس از حالش
قاری این چنین بہ ہند کجاست در عرب کمتر اند امثالش

۱۲۶۶ صدر المجدین قاری میر روشن علی صاحب نے اپنے شیخ حضرت محمد ابراہیم کی اجازت سے فن تجوید کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کی خاطر ۱۳۳۲ھ میں ایک ادارہ "مجلس حمایت القراء" کی بنا ڈالی اور اس فن کی اشاعت میں آپ نے بڑے جوش و انہماک کا مظاہرہ فرمایا۔ بلا امتیاز اوقات صبح و شام اس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ گویا آپ نے اس علم کی ایک سبیل قائم کر دی تھی جس سے ہر تثنہ کام سیراب ہوتا تھا۔ ابتدا میں تو درس و تدریس کا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ حصول علم کے لئے آنے والوں کی ہمت افزائی ہی نہیں بلکہ انہیں یہ بات بھی گوارا نہ تھی کہ کوئی طالب علم تعلیم مکمل کرنے سے قبل ادارہ چھوڑ دے۔ چنانچہ آپ کے اکثر شاگردوں کا بیان ہے کہ اگر وہ حاضری سے قاصر رہتے تو استاد محترم خود کئی بار ان کے مکان پر تشریف لے جاتے اور طرح طرح سے ترغیب دیکر اونکو تکمیل قراءت پر مجبور کر دیتے۔

(ب) ادارہ کے معینہ اوقات کے علاوہ جہاں کہیں آپ کچھ دیر کیلئے تشریف فرما ہوتے وہاں تجوید و قراءت کی ایک درس گاہ بن جاتی۔ ہر وقت شائقین و طلباء آپ کے اطراف جمع رہتے اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے فن کے نکات و مسائل گھنٹوں سنتے رہتے۔ پیشہ کی مصروفیات سے فارغ ہونے کے بعد جتنا وقت بھی بچ جاتا وہ تجوید کی ترویج کے لئے وقف ہو جاتا۔

(ج) اپنے فن میں تبحر کا یہ عالم تھا کہ تجوید و قراءت کی تدریس کے وقت کوئی کتاب نہ کھلتی۔ پورا انصاب نوک زبان پر تھا۔ اگر کوئی طالب علم اپنی کوئی مشکل پیش کرتا یا کسی پیچیدہ مسئلہ کا حل پیش نظر ہوتا تو اس عام فہم اور سہل انداز میں اس گھسی کو سلھائے کہ ایک عامی پر بھی اس مسئلہ کے ماہ و ماعلیہ بخوبی واضح ہو جائے۔ روایت کا سلسلہ بیان کرتے تو ادا کو حضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے اور تشریح کی خاطر بیچ بیچ میں فن کے متعلق ایسے دلچسپ لطائف بیان فرماتے کہ سامع ہمہ تن گوش ہو جاتا۔ آپ کا بیان صرف تجوید ہی تک محدود نہ ہوتا بلکہ اس میں تفسیر، حدیث اور فقہ کے بھی پہلو آ جاتے۔ جن پر حضرت سیر حاصل بحث فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فیض یافتہ آج اپنے وقت کے استاد شمار کئے جاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ کے خوشہ چین بھی آج بڑے بڑے خرمن کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔

(د) آخر عمر تک اگرچہ بصارت کمزور اور عام صحت بڑی حد تک متاثر ہو چکی تھی لیکن علم و فن کی خدمت میں ہر فرقہ نہ آیا بلکہ عمر کے ساتھ یہ نشہ بھی بڑھتا گیا۔ صبح و شام گھر کی متصل مسجد میں بیٹھ جاتے اور مبتدیوں سے

لے کر مہیوں تک ہر درجہ کے طالب علم کو اپنے فیض سے سیراب کرتے۔ اگر آپ کو کسی اور جگہ مدعو کیا جاتا تو صحت کی کمزوری راستے میں حائل نہ ہوتی۔ اور وہاں جا کر بھی آپ حلقہ درس قائم فرمادیتے۔ کبھی کسی غیر متعلق یا نامعقول استفسار پر چین بہ چین نہ ہوتے بلکہ بڑی فنکارانہ ہمارت اور خوش اخلاقی کے ساتھ مستفسر کی تفہیم و تشفی فرمادیتے کہ وہ آپ کے علمی تبحر کا قائل ہو جاتا۔

(۵) قاری صاحب کی یہی وہ صفات عالیہ تھیں جس کی وجہ سے حیدرآباد میں تجوید کی ایسی ترویج و اشاعت ہوئی کہ یہ شہر قراء باکمال کا مرکز بن گیا۔ ہر محلہ میں قراءت کی درس گاہ قائم ہوئی اور ہر گھر میں ایک آدھ قاری ضرور پیدا ہوتا رہا۔ ایک ایسے زمانے میں جبکہ دینی علوم کی طرف سے عام بے رخی پائی جاتی ہو یہ حضرت میر روشن علی صاحب ہی کی جانکاہ محنت اور اخلاص کا نتیجہ تھا کہ فن قراءت حیدرآباد میں عام ہو گیا۔ دنیا میں بہت کم ایسے خوش نصیب ہوں گے جن کو قرآن پاک کی ایک طویل عرصے تک اتنی کامیاب خدمت گزاری کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔

(۶) مبتدیوں کی مدد کیلئے آپ نے دو تجوید کی کتابیں حرز الصبیان و جواہر الصبیان ۱۳۳۶ھ میں طبع کرائیں جن کو لازمی طور سے سبقاً سبقاً طالب علموں کو پڑھا دیا کرتے تھے۔ حمایت القراءت کے ابتدائی دور میں قاری صاحب کی یہ کتابیں نہ صرف مفید ثابت ہوئیں بلکہ مدرسہ نظامیہ کے امتحان قراءت کے نصاب میں شامل ہوئیں۔

۱۲۶۷ء حمایت القراءت کی درس گاہ سے جو طلباء فارغ ہو کر نکلے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے ان سب کے نام گنوانے مشکل ہیں ان میں سے ممتاز فارغین کی تعداد بھی چار سو کے لگ بھگ ہے۔ قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

(ب) حضرت کے دو صاحبزادے میر کاظم علی حسینی اور میر عثمان علی حسینی اور ایک داماد میر اسد علی حسینی نے عشرہ کی اور تیسرے صاحبزادے میر ہاشم علی حسینی نے بروایت امام عاصم قراءت کی تکمیل کی۔ آخر الذکر نے عشرہ کی تعلیم بھی آغاز کر دی تھی مگر حضرت کی شدید علالت کے باعث پورا قرآن شریف عشرہ سے نہ سنا سکے۔

(ج) ۱۳۴۲ھ میں مجلس حمایت القراءت کی چہل سالہ جوہلی منائی گئی۔ جس کی روئیداد علامہ شائع ہو چکی ہے۔ جوہلی کے سلسلے میں دو عام اجلاس ہوئے جس کو اکابر علماء نے مخاطب کیا۔ اور حضرت قاری صاحب کی شہناہ خدمات کا خراج تحسین ادا کیا جس کے وہ ہر طرح مستحق تھے۔

(د) چند سال قبل جب حضرت کی صحت زیادہ خراب ہوئی تو ایک جلد عام میں ممتاز تلامذہ کو مدعو کر کے آپ نے خطابات سرفراز فرمائے ان میں سے بعض کو خلافت و نیابت کا منصب سپرد فرما کر ہمیشہ فن تجوید میں مصروف رہنے کی تاکید فرمائی۔ اسکے بعد بھی چند ماہ تک آپ کا فیض صحبت جاری رہا۔ لیکن ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ

سے صحت نے بالکل جواب دیدیا۔ ذیابیطیس کے مرض میں تو آپ عرصے سے مبتلا تھے لیکن رفتہ رفتہ معہہ بھی خراب ہو گیا۔ دواخانہ عثمانیہ میں شریک کرائے گئے۔ لیکن وہاں تشفی بخش علاج نہ ہو سکا۔ گھر ہی پر آپ حاذق اطباء کے زیر علاج رہے۔ لیکن معہہ کی حالت ابتر ہوتی گئی۔ بالآخر اس مرض نے کہا جاتا ہے کہ سرطان کی صورت اختیار کر لی۔ تین ماہ تک صاحب فرارش رہ کر بروز دو شنبہ ۲۰ محرم ۱۳۷۹ھ کو دن کے چار بجے علم و عمل کے اس پیکر نے تقریباً (۸۰) سال کی عمر میں اپنی جان جہان آفرین کے سپرد کر دی۔ امانتہ و امانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ بوقت ظہر چوک کی مسجد میں کثیر جماعت کے ساتھ ادا کی گئی اور شہر کے مشہور و معروف قبرستان خطہ صالحین میں تدفین عمل میں آئی۔ جو زبان تقریباً نصف صدی سے کتاب اللہ کی خدمت پیہم میں کھلتی رہی وہ بالآخر خاموش ہو گئی آپ کی وفات کی صورت میں دراصل حیدرآباد کے مسلمان فن تجوید و قرأت کے ایک جلیل القدر امام سے محروم ہو گئے۔ خداون کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔

۱۲۶۸ قاری صاحب کے فیض یافتہ قراء عشرہ کا جو اشاعت فن تجوید میں اس وقت مصروف ہیں مختصر سا تذکرہ آئندہ صفحات میں کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین اذن سے اور ان کے کام سے متعارف ہو جائیں۔

۱۲۶۹ وطن حیدرآباد۔ دکن۔ والد کا نام شاہ محمد سعید الدین مولوی شاہ محمد تاج الدین ولادت ۱۳۲۱ھ۔ دادھیال سے حضرت شاہ محمد رفیع الدین کے پڑپوتے اور ننھیال سے حافظ میر شجاع الدین کے پڑنواسے ہیں۔ عموم متداولہ۔ صرف و نحو۔ تفسیر و حدیث و فقہ کی تعلیم کے بعد قرأت امام عاصم سے ۱۳۴۲ھ میں استاد محترم کو قرآن پاک سنایا۔ سبوع قرأت کی تکمیل ۱۳۴۱ھ میں اور عشرہ کی تکمیل ۱۳۴۲ھ میں کی۔ اوس وقت سے اب تک برابر تجوید کا درس دے رہے ہیں۔ آپ کو استاد محترم نے سبوع القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت دی ہے۔ اسی نام سے آپ نے قرأت کا مدرسہ بھی قائم کیا جس سے گذشتہ تیس سال کے عرصے میں بہت سے طلباء فارغ ہو کر نکلے ہیں۔

(ب) شیخ القراء کے شاگردوں میں سب سے زیادہ قابل قدر ہستی آپ ہی کی ہے۔ منکر المزاج محنتی۔ جفاکش ہونے کے علاوہ تجوید سکھانے کی ایک دھن ہے۔ گذشتہ کئی سال کے عرصے میں بہت سے طلباء فارغ ہو کر نکلے ہیں اون سب میں ممتاز ہستی شیخ سالم صاحب عمودی کی ہے جو عشرہ کے قاری ہیں جن سے اکثر افراد نے استفادہ کیا ہے۔ عشرہ کے دوسرے فارغ التحصیل قاری اشرف علی صاحب بانی مدرسہ اشرف المدارس تھے۔ تیسرے مولوی حمید احمد مندر ہیں۔ سبوع کے فارغین میں (۱) محمد لیاقت حسین (۲) ہاشم علی (۳) سید شاہ عبداللہ المحض القادری وغیرہ۔

ایک روایت سے سیکھنے والے شاگردوں کی تعداد دو سو سے کم نہ ہوگی۔

۱۲۴۰ء وطن حیدرآباد۔ دکن۔ والد کا نام محفوظ بن عبداللہ
مقبری مولوی حافظ عبدالرحمن جموی

جد حسن جموی بمبئی۔ ولادت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۱ء حفظہ کی
سند ۱۳۴۲ھ میں حاصل کی۔ ۱۳۴۱ھ میں قرأت سبعہ سے قرآن مجید استاد محترم کو سنایا۔ ۱۳۴۲ھ میں عشرہ
کی تکمیل کی۔ ۱۳۴۳ھ میں باغ عامہ کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ ۱۳۵۱ھ میں مولوی کامل کی سند
جامعہ نظامیہ سے حاصل کی۔ ۱۳۵۲ھ میں جامعہ نظامیہ میں شیخ التجوید مقرر ہوئے۔ ۲۲ سال خدمت انجام دیکر
۱۳۴۳ھ میں تخفیف جائیداد کی وجہ وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ گذشتہ تیس سال سے برابر تجوید کی تعلیم
دے رہے ہیں۔

(ب) شیخ القراء کے شاگردوں میں آپ نے تجوید کی بہت خدمت کی ہے۔ خوش اخلاق۔ مستعد۔ جفاکش
واقع ہوئے ہیں۔ عربی لہجہ میں پڑھتے ہیں۔ مخارج و صفات پر بہت حاوی ہیں۔ تحقیق بہت عمدہ ہے۔ تراویح
میں حذر سے سناتے ہیں۔ دور دور سے لوگ آپ سے قرآن پاک سننے آتے ہیں۔

(ج) قرأت عشرہ سے جو سات فارغ ہو کر نکلے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) سید حمید اللہ حسینی (۲) عبدالسارخان
(۳) شیخ صالح یافعی مولوی فاضل (۴) ڈاکٹر وحید الزمان (۵) سید انور حسین (۶) حافظ سید محمود (۷) مولوی
کامل محمد ولی اللہ (۸) حامد علی نے آپ سے سبعہ کی تکمیل کی۔ امام عاصم کی قرأت سے تکمیل کرنے والوں
کی تعداد پچاس سے کم نہیں۔ استاد محترم نے آپ کو نصیر القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے

۱۲۴۱ء وطن حیدرآباد۔ دکن۔ ولادت ۱۳۱۶ھ مدرسہ نظامیہ
مقبری مولوی حافظ اکبر علی بیگ

سے تحصیل علوم کے بعد حفظ کی سند ۱۳۳۳ھ میں حاصل کی۔ ۱۳۴۱ھ
میں سبعہ قرأت کی تکمیل استاد محترم سے کی۔ ۱۳۴۲ھ میں عشرہ کی سند حاصل کی۔ اوس وقت سے برابر درس
و تدریس میں مشغول ہیں۔ نظام آباد کی جامع مسجد میں ایک عرصے سے امام و خطیب ہیں۔ وہیں تجوید و قرأت
کا درس دیتے ہیں۔ استاد محترم نے آپ کو ضیاء القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔

۱۲۴۲ء آپ حضرت عبدالقادر گیلانیؒ کی اولاد سے
مولوی سید شاہ محی الدین بنیرہ قاری

ہیں۔ استاد محترم سے سبعہ قرأت کی تکمیل ۱۳۴۳ھ میں کی
جامعہ نظامیہ سے مولوی کامل کی سند حاصل کی ہے۔ استاد محترم نے آپ کو فصیح القراء کا خطاب نیز خلافت
و نیابت عطا فرمائی۔ ۲۹ رجب ۱۳۴۶ھ کو انتقال ہو گیا۔

۱۲۴۳ء وطن حیدرآباد۔ پیدائش ۱۳۱۴ھ کی ہے حفظہ کی
مقبری حافظ مولوی عبدالرحیم

تکمیل ۱۳۲۹ھ میں کی۔ سبعہ کی سند ۱۳۴۲ھ میں حاصل کی

۲۷
قرات عشرہ کی تکمیل ۱۳۶۲ھ میں کی۔ مکہ مسجد کے امام ہیں۔ تجوید و حفظ میں آپ کا فیض جاری ہے استاد محترم نے آپ کو فضل القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔

۱۲۴۴۹ و طن حیدرآباد۔ والد کا نام سید امیر شاہ۔ ولادت
مقرب مولوی سید حسن شاہ ۱۳۲۲ھ کی ہے۔ ابتدائی تعلیم و حفظ کا آغاز مدرسہ محبوبیہ
میں ہوا۔ پھر مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوئے۔ حفظ کی سند ۱۳۳۲ھ میں لی۔ ایک روایت سے قرآن شریف
۱۳۴۱ھ میں سنایا۔ ۱۳۴۵ھ میں سبوعہ قرات کی اور ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ نظامیہ سے مولوی کا مل
کی سند حاصل کی۔ ۱۳۶۲ھ میں عشرہ کی تکمیل کی۔ چوک کی مسجد کے امام ہیں۔ وہیں تجوید کا درس جاری رکھا
ہے۔ استاد محترم نے آپ کو ممتاز القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے ۱۳۸۳ھ میں انتقال ہو گیا

۱۲۴۵۹ و طن حیدرآباد۔ دکن۔ والد کا نام حکیم شاہ محمد صدیقی پیدائش
مولوی حکیم ریاض الدین احمد ۱۳۱۷ھ کی ہے۔ مدرسہ نظامیہ سے مولوی عالم کی سند ۱۳۳۰ھ میں لی۔

پھر میٹرک کی تعلیم پائی۔ ۱۳۳۹ھ میں مدرسہ نظامیہ میں ریاضی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۵ھ میں قرات
سبوعہ کی اور ۱۳۶۲ھ میں قرات عشرہ کی تکمیل کی۔ سولہ سال تک مدرسہ نظامیہ میں امتحانات تجوید و قرات
کے نگران رہے۔ بہت سے اشخاص آپ سے فیض یاب ہوئے۔ استاد محترم نے آپ کو افتخار القراء کا خطاب نیز
خلافت و نیابت عطا فرمائی۔ آپ کا انتقال ہو گیا۔

(ب) آپ کے شاگردوں میں محمد رحیم الدین نے امام عاصم کی قرات کی تکمیل کر کے پاکستان میں سلسلہ
تعلیم جاری رکھا ہے۔ (۲) سید خواجہ نے امام عاصم کی قرات سے تکمیل کر کے مدرسہ دینیات پٹنہ برج حیدرآباد
میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔

۱۲۴۶۹ و طن حیدرآباد۔ دکن۔ شیخ القراء کے بڑے فرزند۔ ولادت
مقرب مولوی میر کاظم علی حسینی ۱۳۲۲ھ ابتدائی تعلیم و تجوید والد ہی سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ نظامیہ

میں تحصیل علم کیا۔ ۱۳۴۸ھ میں بہ قرات امام عاصم والد کو قرآن مجید سنایا۔ ۱۳۵۲ھ میں قرات سبوعہ کی
۱۳۶۲ھ میں قرات عشرہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۶ھ میں اعلیٰ حضرت کے نمبرہ زادگان کے استاد مقرر ہوئے۔
استاد و والد محترم نے آپ کو انیس القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔ عطا خطابات کے
جلسے میں حضرت نے آپ کی رسم دستار بندی کی اور جانشینی کا اعلان فرمایا۔

۱۲۴۷۹ و طن حیدرآباد۔ دکن۔ سید یحییٰ باشا صاحب
حافظ مقرب سید محی الدین الحسینی القادری الحسینی القادری کے فرزند اکبر و خلیفہ ہیں۔

ولادت ۱۳۲۶ء۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ہی سے حاصل کی۔ مدرسہ حفاظ سے ۱۳۴۲ء میں حفظ کی تکمیل کی مدرسہ نظامیہ میں مولوی عالم کی تعلیم پائی۔ مولوی کا امتحان سررشتہ تعلیمات سرکار عالی سے پاس کیا۔ مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی۔ مولانا قطب الدین صاحب محمودی سے تفسیر و حدیث کی تکمیل کی۔ سر فخاص میں معتمدی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۳۵۳ء میں قرأت سبعہ کی سند لی۔ ۱۳۶۲ء میں قرأت عشرہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۷۲ء میں سجادہ نشین ہوئے۔ استاد محترم نے آپ کو معین القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔

(ب) آپ کے دو صاحبزادے سید محمد صدیقی و سید ابو عبد اللہ الحسین ہیں۔ دونوں نے ایک روایت سے قرآن سنایا ہے۔

۱۲۷۸ء وطن حیدرآباد۔ دکن۔ حضرت سید الحاج حافظ مرقی سید ابراہیم الخسینی قادری | یحییٰ باشا الحسینی قادری کے دوسرے صاحبزادے

ولادت ۱۳۲۶ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ حفظ کی سند ۱۳۴۱ء میں اور ۱۳۵۰ء میں مدرسہ نظامیہ سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ تجوید کی ابتدائی تعلیم قاری عبد العزیز صدیقی سے پائی۔ ۱۳۵۲ء میں شیخ القراء میر روشن علی صاحب سے سبعہ کی سند لی اور عشرہ کی تکمیل ۱۳۶۲ء میں کی۔ ۱۳۷۳ء میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ استاد محترم نے آپ کو امین القراء کا خطاب اور خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔

۱۲۷۹ء وطن حیدرآباد۔ ولادت ۱۳۲۶ء مدرسہ نظامیہ سے مولوی مرقی عبد الکریم | مولوی کی سند لی۔ مولوی عالم تک تعلیم پائی۔ ۱۳۵۸ء میں امام عاصم کی قرأت سے قرآن پاک سنایا۔ ۱۳۶۰ء میں قرأت سبعہ کی سند لی۔ ایک عرصہ تک مدرسہ دینیات واقع جڑچلہ کے معتمد رہے۔ درمیان میں چند روز کے لئے محبوب نگر چلے گئے تھے۔ مدراس۔ و انباری بھی رہ کر آئے ہیں استاد محترم نے آپ کو بدر القراء کا خطاب و نیز خلافت و نیابت عطا کی ہے۔

۱۲۸۰ء وطن حیدرآباد۔ حضرت شیخ القراء کے چھوٹے داماد۔ اور حضرت سید احمد کبیر رفاعی کی اولاد سے ہیں۔ ولادت ۱۳۲۸ء۔ عثمانیہ یونیورسٹی سے

ایم ایس سی کی ڈگری لینے کے بعد انگلستان سے پی ایچ ڈی کیا۔ امریکہ سے صنعتی ڈگری حاصل کی اس وقت پاکستان میں ناظم ترقیات کے عہدہ پر فائز ہیں۔ ۱۳۶۰ء میں امام عاصم کی قرأت سے قرآن پاک سنایا۔ ۱۳۶۱ء میں قرأت کی سند لی۔ ۱۳۶۲ء میں عشرہ کی تکمیل کی۔ استاد محترم نے آپ کو یمن القراء کا خطاب

نیز خلافت و نیابت عطا کی ہے۔

۱۲۸۱ وطن حیدرآباد شیخ القراء کے چھوٹے صاحبزادے۔ ولادت ۱۳۳۵ھ۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی ۱۳۵۴ھ میں دارالعلوم سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۳۵۸ھ میں مدرس ہوئے۔ آپ نے قرآن شریف امام عاصم کی روایت سے ۱۳۶۰ھ میں سنایا۔ قرأت سبعہ کی سند ۱۳۶۱ھ میں لی۔ قرأت عشرہ کی تکمیل ۱۳۶۲ھ میں کی آپ طبعاً ذہین ہیں۔ قرآن شریف بڑی تحقیق و خوبی سے پڑھتے ہیں۔ والد محترم کے اکثر شاگردوں کو سبعہ و عشرہ قرأت کی تکمیل میں مدد فرماتے ہیں۔ استاد و والد محترم نے آپ کو عمدۃ القراء کا خطاب نیز خلافت و نیابت عطا فرمائی ہے۔

۱۲۸۲ وطن حیدرآباد۔ دکن ولادت ۱۳۳۲ھ۔ آپ نے قاری مقبری شیخ سالم عمودی صاحب الدین صاحب کو ایک روایت سے قرآن مجید سنایا۔ اوسکے بعد سبعہ و عشرہ کی تکمیل کی۔ آپ نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تجوید کے سکھلانے میں صرف کیا۔ صد ہا طالب علموں کو ایک روایت سے ختم کرایا۔ بہت مستعدی سے دن بھر اسی فن کی اشاعت میں لگے رہتے ہیں۔ خوش الحان قاری ہیں۔ بہت خاموشی سے اپنا کام کرتے ہیں۔

۱۲۸۳ وطن حیدرآباد دکن۔ والد کا نام مرزا محمد علی بیگ ولادت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۱ء۔ ۱۳۲۶ھ میں گرانجویٹ ہوئے۔ فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔ ترقی کرتے ہوئے کرنل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۳۶۸ھ میں اسی عہدے سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ فارسی۔ عربی شاعری میں مولانا سید اشرف شمس و جلال الدین توفیق سے تلمذ رہا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی و پروفیسر سید نبی صاحب سے عربی ادب میں مولانا عبدالرحیم صاحب مغسر سے تفسیر میں استفادہ کیا۔ دو مرتبہ حج و زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پہلی دفعہ ۱۳۵۶ھ میں اور دوسری دفعہ ۱۳۷۱ھ میں۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت سید شاہ ضیاء الدین حسن صاحب بھوپالی سے ۱۳۲۴ھ میں بیعت و ۱۳۵۵ھ میں خلافت حاصل کی۔

(ج) تجوید و قرأت میں ابتداءً مقبری شیخ سالم صاحب سے ۱۳۵۴ھ میں استفادہ کیا۔ ایک روایت سے ختم کرنے کے بعد ۱۳۵۸ھ میں سبعہ قرأت کی تکمیل کی۔ بعد ازاں مقبری حافظ فضل علی صاحب سے و مقبری حافظ عبدالرحمن بن محفوظ صاحب و مقبری سید احمد میننی سے استفادہ کیا۔ قاری محمد اسحق داماد شیخ القراء عبدالحق مکی کو بھی قرآن پاک سنایا۔

۳۱
جمیل خان صاحب د مؤلف کتاب ہذا سے بھی استفادہ کیا۔ قاری شیخ سالم صاحب عمودی کو امام عاصم کی قراءت سے قرآن شریف سنایا۔ بعد ازاں شیخ القراء میر لکشن علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ۱۳۴۲ھ میں امام عاصم کی قراءت سے سنایا۔ ۱۳۴۳ھ میں عشرہ کی تکمیل کی۔

(ب) آپ کو فن تجوید سے بڑی دلچسپی ہے۔ تحقیق و تجسس کا میلان بہت ہے۔ اکثر مدارس و اداروں میں تجوید کی اہمیت پر تقاریر فرماتے ہیں۔ آپ کے پاس تجوید و قراءت سے متعلقہ کتب کا عمدہ ذخیرہ ہے۔ حضرت استاد محترم نے آپ کو نادر القراء کا خطاب دیتے ہوئے خلافت و نیابت عطا فرمایا ہے۔
(ج) آپ کی مساعی جمیدہ سے سعید جہاں بیگم صاحبہ دختر حافظ محمد ابراہیم نے قراءت عشرہ کی تکمیل کی۔ نیز آپ کی تین لڑکیوں نے اور اہلیہ محترمہ نے بقراءت عاصم قرآن پاک سنایا ہے۔

الحاج مولوی حبیب محمد خان ڈلہ زائی نقشبندی ۱۲۸۵ھ و طن حیدرآباد۔ دکن۔ والد کا نام محمد نصیب خان۔ ولادت ۳ رجب ۱۳۱۶ھ

مطابق ۷ نومبر ۱۸۹۷ء۔ ابتدائی تعلیم قاری فضل علی صاحب کے پاس ہوئی۔ مدرسہ دارالعلوم میں بھی تعلیم پائی ہے۔ اب تک تین حج کئے ہیں۔ پہلا ۱۳۲۶ھ میں۔ دوسرا ۱۳۲۹ھ میں، تیسرا ۱۳۵۲ھ میں۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب سے ۱۳۲۴ھ میں بیعت ہوئے۔ ۱۳۴۳ھ میں آپ کو خلافت عطا ہوئی۔

(ب) ابتداء سے آپ کو تجوید و قراءت کا شوق رہا ہے۔ خوش الحان واقع ہوئے ہیں۔ پہلے قاری فضل علی سے پڑھا۔ پھر ۱۳۴۲ھ میں استاد محترم قاری روشن علی صاحب کو امام عاصم کی قراءت سے سنایا۔ ۱۳۴۳ھ میں عشرہ قراءت کی تکمیل کی۔ آپ دو تین مسجدوں میں تجوید کا درس دیتے ہیں استاد محترم نے آپ کو حبیب القراء کا خطاب و خلافت و نیابت سے سرفراز فرمایا ہے۔

(ج) جن قراء نے سیدنا عاصم کی قراءت سے تکمیل کی ہے ان کے نام یہ ہیں: (۱) ڈاکٹر میجر عبدالغفار مہکری (۲) جمیل احمد شاہ عرف فقیر شاہ (۳) تمیز الدین خان براری (۴) خواجہ حبیب الدین اجمیری۔

قاریہ سعید جہان بیگم ایم اے ایم ایڈ ۱۲۸۶ھ و طن حیدرآباد۔ دکن والد کا نام حافظ محمد ابراہیم تاریخ ولادت ۵ اگست ۱۹۱۹ء (مطابق ۱۳۳۸ھ) ۱۹۴۶ء

میں بنی اے ۱۹۴۹ء میں ایم اے اور ۱۹۵۰ء میں ایم ایڈ۔ تجوید و قراءت بقراءت امام عاصم ۱۹۵۲ء و قراءت عشرہ کی تکمیل ۱۹۵۴ء اس کے علاوہ کامل التفسیر کا امتحان ۱۹۵۸ء میں کامیاب کیا۔ پھر اسی سال عربی ادب میں ایم اے کیا اور درجہ اول میں کامیاب ہونے والے امیدواروں میں اول رہیں۔ سائنس کا ڈپلوما ۱۹۳۷ء میں حاصل کیا تھا۔

(ج) مدرسہ خیابان کی بانی اور اوس کی صدر ہیں۔ گرل گائڈ کی اسٹنٹ کمشنر اور کئی مدارس نسوان کے مجالس انتظامی کی رکن ہیں جن میں سے بعض یہہ ہیں (۱) نہج الشریعہ (۲) معظم جاہی ہائی اسکول (۳) سن رائزر اسکول مرادنگر۔ ہوم نرسنگ کی تنظیم کر رہی ہیں ۱۷ سال مختلف سرکاری مدارس میں بحیثیت ناظر مدارس و مہتمم مدارس کام انجام دیا ہے۔ ہندی پرچار سہا میں بھی کام کیا ہے۔ تجوید و قرأت کا درس روزانہ مکان پر دیا کرتی ہیں۔ لڑکیوں اور طبقہ انات میں تجوید و قرأت کا اچھا ماحول پیدا کیا اور کر رہی ہیں۔

(ج) آپ نے تجوید و قرأت عشرہ خواجہ محمد احمد صاحب سے سیکھیں۔ نیز قاری روشن علی صاحب سے استفادہ کیا اور انکو بھی قرآن شریف سنایا۔ ختم قرآن قاری روشن علی صاحب کے مواجہ میں ہوا۔ شیخ القراء نے آپ کو سعید القراء کا خطاب اور خلافت و نیابت سے سرفراز فرمایا۔ عشرہ قرأت کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل طالبات قابل ذکر ہیں :- آمنہ بیگم بنت یعقوب علی (۲) عزیزہ سلطانہ بنت محمد عمر (۳) امۃ النور بنت خواجہ حسن (۴) شجاعت بیگم بنت شمس الدین (۵) صفیرہ رخسانہ بنت خواجہ حسن (۶) محمودہ بیگم بنت محمد عمر (۷) امۃ الکریم زوجہ خواجہ حمید احمد (۸) سلیم النساء صدیقی۔ ایک روایت سے تقریباً ایک سو طالبات نے ختم کیا۔

۱۲۸۷ء وطن۔ اورنگ آباد۔ والد کا نام فیض محمد۔ ولادت ۱۳۲۵ھ حفظ کی

حافظ قاری محمد سلیمان تکمیل ۱۳۳۶ھ میں کی۔ ایک روایت سے قرآن مجید قاری احمد اورنگ آبادی کو سنایا جو شیخ القراء عبدالولی کے شاگرد تھے۔ پختہ ۱۳۵۷ھ میں ہوا۔ دارالعلوم سے مولوی کا امتحان پاس کیا پھر مولوی عالم کی تعلیم حاصل کی۔ قرأت عشرہ کی تکمیل شیخ القراء میر روشن علی صاحب کے پاس ۱۳۷۷ھ میں کی۔ حضرت نے آپ کو اکمل القراء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

(ج) آپ خوش الحان قاری ہیں۔ تحقیق سے بہت صاف پڑھتے ہیں۔ تراویح میں حیدرآباد سے باہر جا کر بھی قرآن پاک سناتے ہیں۔

۱۲۸۸ء وطن۔ حیدرآباد۔ والد کا نام حافظ محمد محبوب ولادت ۱۳۲۸ھ

حافظ قاری محمد احمد میں ہوئی۔ حفظ کی تکمیل ۱۳۴۳ھ میں کی۔ ایک روایت سے تجوید سیکھنے کے بعد بقراءت امام عاصم ۱۳۴۵ھ میں سنایا۔ عشرہ قرأت کی تکمیل شیخ القراء میر روشن علی صاحب سے ۱۳۷۷ھ میں کی۔ مسجد خدیجہ بیگم سلطان شاہی کے امام ہیں۔ استاد محترم نے آپ کو اعظم القراء کا خطاب دیا ہے۔

۱۲۸۹ء وطن۔ حیدرآباد۔ والد کا نام حافظ محمد محبوب۔ آپ حافظ قاری

حافظ قاری خیر اللہ محمد احمد کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ولادت ۱۳۳۳ھ۔ حفظ کی تکمیل ۱۳۳۸ھ میں کی۔ اوسی کے ساتھ قرأت امام عاصم کی تکمیل کی۔ مسجد کوکاٹھی کے امام ہیں۔ قرأت عشرہ کی تکمیل شیخ القراء

۳۳
میر روشن علی صاحب سے ۱۳۷۷ھ میں کی۔ استاد محترم نے آپ کو اشرف القراء کا خطاب دیا ہے۔
قاری حافظ خواجہ محمد معین الدین | ۱۲۹۰ء مولد قصبہ گلگندل ضلع کریم نگر علاقہ حیدرآباد
والد کا نام خواجہ محمد ابراہیم۔ ولادت ۱۳۲۸ھ میں ہوئی۔ حفظ
دایک روایت سے تجوید کی تکمیل ۱۳۷۱ھ میں ہوئی۔ قرات عشرہ کی تکمیل شیخ القراء میر روشن علی صاحب
سے ۱۳۷۷ھ میں کی۔ استاد محترم نے آپ کو اجمل القراء کا خطاب دیا ہے۔ آپ محلہ ایرانی گلی کی مسجد
کے امام ہیں۔

۱۲۹۱ء مولد قصبہ جے پور صوبہ بہار۔ والد کا نام سید محمد علی
قاری سید عبدالشکور بہاری | ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ فارسی و عربی پڑھ کر ایک قرات امام
ماہم سے قرآن شریف حضرت شیخ القراء میر روشن علی کو ۱۳۶۳ھ میں سنایا۔ عشرہ کی تکمیل حضرت ہی سے
۱۳۷۷ھ میں کی۔ حضرت نے آپ کو اکرم القراء کا خطاب دیا ہے۔ آپ قدیم جامع مسجد چارمینار کے امام ہیں
۱۲۹۲ء ولادت ۲۷ رمضان ۱۳۲۰ھ وطن مونگھیر۔ خانقاہ
قاری مولانا فضل اللہ صاحب محدث | رحمانیہ مونگھیر میں تعلیم ہوئی۔ تجوید قاری ظہور الدین صاحب قاری

ضیاء الدین صاحب اور قاری روشن علی صاحب سے سیکھی۔ مفتی عبداللطیف صاحب سے حدیث سیکھی
عثمانیہ یونیورسٹی میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ بہت بامروت صاحب خلاق و انکار ہیں۔ بزرگوں
کے واقعات بہت موثر پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ اب بھی مابدشاپ کی مسجد میں درس حدیث و قرآن
دیا کرتے ہیں۔ وظیفہ کے بعد جنرل مرچنٹ کی دوکان عابد روڈ پر ہے۔

۱۲۹۳ء والد کا نام حکیم محمد اسحاق۔ ولادت ۱۲۸۲ھ
مولانا مفتی قاری عبداللطیف صاحب | وفات شعبان ۱۳۷۹ھ۔ وطن فضل گڑھ ضلع بجنور۔ تعلیم
سنجھل ضلع مرادآباد میں۔ حکیم محمد اسحاق صاحب سے حاصل کی۔ پھر لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے رجوع ہوئے
پھر مولانا محمد علی کانپوری ثم مونگھیری سے حاصل کی۔ محدث تھے۔ تین سال مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں
فقہ و حدیث کا درس دیتے رہے۔ قاری احمد کے استاد تھے۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں صدر شعبہ دینیات
۱۷ سال تک رہے۔ ۱۳۵۶ھ میں چلے گئے۔ پھر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے چیرمین دینیات مقرر ہوئے
۱۳۲۳ھ میں حج کے لئے مولانا محمد علی صاحب مونگھیری کے ساتھ گئے۔ ۱۳۲۸ھ میں واپس ہوئے۔
شام۔ دمشق۔ قسطنطنیہ۔ مصر۔ بیت المقدس کا سفر کیا۔ ۱۳۱۱ھ میں ندوے کے پہلے مفتی ہوئے۔
الحاج قاری عبدالستار خان | ۱۲۹۴ء محمد عبدالستار خان ابن محمد اسمعیل خان۔ وطن حیدرآباد

ولادت ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء - عثمانیہ یونیورسٹی سے ۱۹۴۷ء میں ایم اے پاس کیا۔ دائرۃ المعارف میں منتظم ہیں۔ شیخ القراء عبدالرحمن بن محفوظ سے قرأت عشرہ کی تکمیل کی ۱۳۷۷ھ میں حج سے فارغ ہوئے۔ خوش الحان قاری ہیں۔ ادانی پڑا چھا عبور ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت عبداللہ شاہ مرحوم کے مرید ہیں۔ خدمت قوم کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں۔ خوش اخلاق واقع ہوئے ہیں۔

۱۲۹۵۹ وطن حیدرآباد۔ جاموہ نظامیہ کے فارغ التحصیل۔ ولادت ۱۳۲۰ھ
الحاج قاری عبدالباری ۱۳۴۳ھ میں حج کئے۔ تجوید قاری روشن علی صاحب سے سیکھی۔ حج کے بعد قرائے حجاز سے بھی استفادہ کیا۔ مختلف لہجوں سے واقف ہیں۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں حیدرآباد ریڈیو سے ایک عرصے تک قرآن شریف سناتے رہے۔ خوش الحان ہونے کی وجہ سے عوام میں بہت مقبول ہیں آپ ایک عرصے تک مابدر روڈ کی مسجد میں بھی تجوید کا درس دیتے رہے۔ سکندرآباد کی جامع مسجد کے امام ہیں

۱۲۹۶۹ شیخ القراء میر روشن علی صاحب سے بن اصحاب نے ایک روایت سے ختم کیا اونکی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے اون میں سے جن قرائے نے کام کیا ہے اونکے نام درج ذیل ہیں :-
 (۱) قاری حضرت شیخ احمد صاحب شطاری قاری عشرہ قرأت (۲) قاری عبدالخالق خان صاحب بی اے محمد تنظیمات دیہی جنھوں نے درنگل و حیدرآباد میں کئی اصحاب کو ایک روایت سے ختم کرایا (۳) قاری امین الدین صاحب وکیل مرحوم (۴) قاری ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب رشید پی۔ ایچ۔ ڈی (۵) قاری خواجہ حمید احمد صاحب بی اے ڈپٹی سکرٹری و ظیفہ یاب (۶) قاری سید کلیم اللہ قادری صاحب جنھوں نے اورنگ آباد میں قراءت کا اچھا ماحول بنا دیا۔ (۷) بیگم سید کلیم اللہ قادری صاحبہ (۸) قاری غوث داد خان صاحب انجنیر۔ خوش گلو اور صاحب تحقیق ہیں۔ (۹) پروفیسر احمد حسین خان صاحب جو حیدر حسن خان صاحب ٹونگی کے بھتیجے ہیں (۱۰) قاری عبدالرحمن سعید صاحب ادیب و اہل قلم (۱۱) قاری عبدالعلیم قاری عشرہ قرأت جنھوں نے مرادنگر میں ایک سو سے زیادہ طلباء کو ایک روایت سے اور چند کو عشرہ قرأت سے ختم کرایا (۱۲) قاری احمد علی مرزا صاحب حکیم۔ قاری عشرہ قرأت (۱۳) بیگم احمد علی مرزا صاحب قاریہ عشرہ (۱۴) قاریہ وحیدہ بیگم قاریہ عشرہ قرأت دختر احمد علی مرزا صاحب (۱۵) قاریہ شکیلہ بیگم قاریہ عشرہ قرأت بیگم امجد حسین صاحب خطیب (۱۶) بیگم خواجہ حمید احمد صاحب قاریہ عشرہ (۱۷) قاریہ امۃ الغفور صادقہ بیگم قاریہ عشرہ قرأت (۱۸) امۃ اللطیفہ دختر خواجہ محمد احمد صاحب قاریہ عشرہ (۱۹) امۃ الحمید لیلیہ دختر خواجہ محمد احمد صاحب قاریہ عشرہ قرأت (۲۰) ڈاکٹر عظیم النساء بیگم منظور حسین

(۲۱) غلام رسول صاحب مرحوم۔ مددگار ناظم جنگلات (۲۲) قاری قطب الدین صاحب تعلقہ دار و طیفہ یاب (۲۳) قاری حفیظ احمد صاحب شش حج و طیفہ یاب (۲۴) قاری سید محمود حسن قاری عشرہ قرأت (۲۵) قاریہ شادہ بیگم دختر ڈاکٹر غلام دستگیر رشید (۲۶) بیگم شیخ لعل ٹیل اورنگ آبادی (۲۷) دختر شیخ لعل ٹیل اورنگ آبادی (۲۸) ڈاکٹر ابوطالب مرحوم پرنسپل اورنگ آباد کالج (۲۹) قاری بشیر احمد (۳۰) ابوطالب دوم (۳۱) محمد صلاح بن شمشیر نواز جنگ۔

حضرت سیدین احمد رضا شطاری المتخلص بہ کامل | ۱۲۹۷۹ والد کا نام سید غلام غوث شطاری
 مرحوم جن کا ذکر فقہ نمبر ۳۲۷ و ۱۰۳۵ میں آچکا ہے
 دکن حیدرآباد دکن۔ ولادت ۲۳ صفر ۱۳۲۳ھ۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نظامیہ میں حاصل کی۔ پھر مولانا عبدالواسع
 پروفیسر و شیخ الحدیث دارالعلوم سے تلمذ رہا۔ بعد ازاں مولانا عبدالقدیر حسرت و عبدالباقی صاحب سے سیکھ کر
 مولوی فاضل کا کورس ختم کیا۔ تجویذ ابتداء مدرسہ نظامیہ میں سیکھی۔ پہلے ایک روایت سے اور بعد ازاں
 عشرہ قرأت سے شیخ القراء میر روشن علی صاحب مرحوم کو سنایا۔ مشائخین میں اونچا درجہ رکھتے ہیں مدین
 کی تعداد بہ کثرت ہے۔ آپ بہت اچھے شاعر بھی ہیں۔ کامل تخلص کرتے ہیں۔ حضور اکرم سے والہانہ
 محبت ہے۔ نعتیہ کلام پر تاثیر ہوتا ہے۔ حیدرآباد کے باہر بھی آپ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ نعتیہ کلام
 کا پہلا مجموعہ واردات کامل کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی رباعیات کہی ہیں ۱۷

۱۷ تبرکاً حضرت کا کلام پیش کیا جاتا ہے۔ رباعی

(۱) بگذشت تمام عمر در خدمت دوست ❖ ناز کامل بلام بر نسبت دوست
 خواہم کہ ہمیشہ ہر چہ یا ہم از دوست ❖ بے منت خلق یا ہم از منت دوست

(۲) فکر دنیا عبث۔ فکر عقبی عبث۔ ہم سے بڑھ کر ہماری انھیں فکر ہے۔
 وقت کیسا ہی کامل کٹھن کیوں نہ ہو۔ اوسکی چشم عنایت سے ٹل جائے گا
 نا سمجھ خود تری عقل کا پھیر ہے۔ کام لینا نہ آنے سے اندھیر ہے
 اون کو آواز دینے کی بس دیر ہے۔ خود بخود سارا نقشہ بدل جائے گا

(۳) ایک مرتبہ ایک فلمی گانا سنا۔ اپنے رنگ میں برجستہ اشعار کہے جو سننے کے قابل ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۶ پر

(ب) آپ اچھے مقرر بھی ہیں اور اچھے ناصح بھی۔ آپ کا ایک شعر ہے ۵
 دور ہو جائے اگر حفظ مراتب کا خیال :- ہے وہ تو این مساوات۔ مساوات نہیں

۱۲۹۸۹ | وطن حیدرآباد۔ ولادت ۱۳۲۰ھ۔ شیخ القراء
 سید نور اللہ صاحب قادری | میر روشن علی کے قدیم شاگردوں میں ہیں۔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے
 فاضل۔ پہلے ایک روایت سے ختم کر کے بیسویں عشرہ قرات کی تکمیل کچھ حیدرآباد میں اور کچھ کرنول میں کی ہے
 حافظ قاری انظر حسن صاحب سے سند حاصل کی۔ آپ ۱۸ یا ۲۰ سال سے عربی کالج کرنول میں پروفیسر ہیں
 تجوید سکھانے کا والہانہ شغف ہے۔ تبلیغی میں تجوید کے قواعد لکھنے کے لئے پہلے تبلیغی سیکھی۔ اوسکے بعد دینی
 تعلیم پر اٹھارہ رسائل طبع کئے۔ تبلیغی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ تعطیلات میں دیہاتوں کا
 دورہ کر کے مسلمانوں کو اچھا مسلمان بنانے اور مسجد سے لگاؤ پیدا کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں دیہاتوں
 میں دینی مدارس بھی کھولے ہیں۔ جہاں تجوید سکھانے کا خاص اہتمام ہے۔ آپ کی ہستی علاقہ کرنول
 و جنوبی ہند کے لئے ایک شمع ہدایت ہے۔ کرنول کے علاوہ سندھیاں۔ ویل گور میں بھی تجوید و دینی مدرسے
 چلا رہے ہیں۔

خصوصیات شیخ القراء میر روشن علی صاحب | ۱۲۹۹۹ | قاری صاحب نہایت فہیم۔ سمجھدار۔ دوراندیش
 دور رس۔ تبحر علمی کے حامل اور ذوق سلیم رکھتے تھے حافظہ
 قوی ہونے کی وجہ سے قرات کی متعلقہ کتابوں میں جو پڑھتے تھے خوب یاد رہتا تھا۔ بر محل حوالے دیدیا کرتے تھے
 اس عمق کا صاحب نظر میری نظر سے نہیں گذرا۔

(۲) حضرت مخارج و صفات کے اچھے ماہر اور جید الادا تھے مگر کسی خاص لحن کے مالک نہ تھے۔ صرف
 جاننے والا ہی حضرت کی ادائیگی سے لطف اندوز ہو سکتا تھا۔ ایک عامی قاری عبدالرحمن پانی پتی کی طرح
 (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۳۵)

میرے بنے کی بات نہ پوچھو مرا بتا ہریالا ہے۔
 خسرو خوبان سرور عالم تاج شفاعت والا ہے
 پھیلا ہوا ہے دامن رحمت خوش قسمت ہے کتنی اہمیت
 سارے گنہ گاروں پر اوس نے کھلی کا پردہ ڈالا ہے۔
 دیکھو اوسی کے نور سے دو جگ جگمگ جگمگ کرتے ہیں
 اوس کے روشن رخ ہی سے تو سارا یہہ اجیالا ہے

(۳) حضرت کا قاعدہ تھا کہ بتدی کی استعداد کو پیش نظر رکھ کر اوس کو بتلاتے تھے تاکہ بتدی پریشان نہ ہو۔ رفتہ رفتہ فن کی نزاکتوں اور لطافتوں کو سمجھتا جائے اس کے متعلق صرف وہی شاگرد جو ایک غرصے تک آپ کی صحبت سے مستفید ہوتے ہیں وہی صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم نے بار بار دیکھا ہے کہ بتدی بھونڈی بھونڈی غلطیاں کر رہا ہے اور حضرت خاموش بیٹھے سن رہے ہیں۔ بعض نوآموز شاگرد جو حضرت کی اس عادت سے نا آشنا تھے وہ بیچ میں لوگ دیتے تھے مگر حضرت کا خاموش رہنا اس مصلحت سے ہوتا تھا کہ یہ بات آگے چل کر سمجھانے کی ہے ابھی نہیں۔ یہ فراست سب کو نصیب نہیں ہوتی۔ یہ بات حضرت کی صحبت میں زیادہ بیٹھنے والے ہی سمجھ سکتے تھے۔

دے گرد حضور جلوہ جانا نہ بنشینی چو اماستانہ بر خیزی چو ما دیوانہ بنشینی

(۴) حضرت کا طریقہ کلیہ تھا کہ ایک روایت سے ہو یا ایک قرات سے۔ سب قرات ہوں یا عشرہ۔ جب تک پورا قرآن شریف سن نہ لیتے سند نہ دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ شہوڑا بہت سنکر بند دیدینا یہ موجودہ عجلت پسند مکاتب کا طریقہ ہے۔ کم از کم قرآن شریف کی حد تک سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنا ہی برکت کا حامل ہے۔ مجھ سے قاری نور الحق صاحب قاری عشرہ نے بھی یہی شکایت کی تھی کہ اکثر مدارس میں سبب و عشرہ کا دور پورے قرآن مجید کا نہیں سنا جاتا بلکہ دو چار رکوع پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۵) تلاوت کے ادب ملحوظ رکھنے کی خاص تاکید فرماتے۔ آداب میں یہ بھی داخل سمجھتے کہ کان پر ہاتھ دھر کر نہ پڑھا جائے یہ قوالوں سے مشابہت ہے۔ نیز چہرہ بگاڑنا۔ منہ بھاڑنا۔ جیسڑوں کو حرکت دینا یہ سب مکروہ بتلاتے تھے۔

(۶) حضرت کی طبیعت میں بے انتہا استقلال تھا جس کی وجہ سے حضرت نے حیدرآباد دکن میں تجوید و قرات سبب و عشرہ کا ماحول اپنی ذاتی سائی سے بنا دیا اور جو نفاقدری اور لاعلمی اس فن کے ساتھ بھی اوس کو دور کر دیا۔ مدرسہ نظامیہ میں شیخ التجوید کی جائیداد منظور کرائی اور پیکر پیکر لوگوں کو یہ فن سکھایا اگر کوئی شاگرد آتے آتے غائب ہو جاتا اور حضرت کو اوس کی صلاحیت غیر معمولی دکھلائی دیتی تو اوس کے گھر جا کر سمجھاتے اور دوبارہ کام کرنے کی طرف مجبور کرتے۔

(۷) حضرت کی تعلیم کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ صحت میں اور علالت میں۔ مدرسہ میں یا خارج الاوقات صبح ہو یا شام ہر وقت پڑھانے مستعد رہتے۔

۳۸
(۸) آخری عمر میں بھی حافظہ برابر کام دیتا تھا۔ بڑھاپے میں جو بھول اور نسیان کا مرض لاحق ہو جاتا ہے اس سے آپ بری رہے۔

(۹) حضرت نے اپنے شاگردوں سے کبھی معاوضہ طلب نہیں کیا۔ اگر کوئی صاحب ثروت ختم کے وقت کچھ نمدانہ پیش کرتا تو اس کو اچھا بھی نہیں سمجھتے تھے۔

(۱۰) اس استغنا کے باوجود آپ کی معاشی حالت ہمیشہ اچھی رہی۔ چھ سات سو روپیے ماہوار مل جاتے تھے جس کو ضرورت مند عیال پر خرچ فرادیتے۔ اپنا خرچ بہت کم تھا۔ اپنے سب لڑکوں کو ملازم کرا دیا تھا اور اس کے باوجود انکی مدد فرماتے رہتے۔

(۱۱) اعلیٰ حضرت فرمانروائے دکن میر عثمان علی خان کے لڑکوں کے اتالیق مقرر ہوئے مگر اپنا وقار ہر جگہ قائم رکھا۔ کبھی کسی کو خوش کرنے والی بات یا بلکے تمسخر سے سنانے والی بات نہیں کہی۔ اگر مجلس میں کوئی ایسی بات ہو بھی جاتی تو آپ انجان رہتے جیسے سنا ہی نہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت آپ کی عزت فرماتے تھے اور خطہ صالحین میں دفن کی اجازت دی۔

(۱۲) آپ کی تقریریں زیادہ تر تجوید و قرأت کی اہمیت کو واضح کرنے والی ہوتی تھیں اور پر از معلوآت میں (۱۳) ذوق شاعری بہت صاف و ستھرا تھا۔ خود بھی شعر کہتے اور اچھے اشعار بہ کثرت یاد تھے۔ خصوصاً فارسی اور اردو کے اچھے اشعار بر محل سنا تے تھے۔ تصوف کے اشعار سے لیکر ظرافت آمیز اساتذہ کا کلام بہت یاد تھا۔ قافی نے قاری کی ہجو میں جو نظم کہی ہے وہ بھی سنا تے تھے۔

سلسلہ قافی منفرد تھا ایک قاری کی ہجو لکھنے میں۔ اوسکے پہلے اور اوسکے بعد کسی نے یہ جرات نہیں کی قافی شیعہ مذہب رکھتا تھا جو روزہ رکھ کر مغرب کی نماز پہلے پڑھتے، میں اور روزہ بعد میں افطار کرتے، میں قافی صائم بھی روزہ رکھ کر ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو گئے مگر اوس قاری نے سورہ فاتحہ کے ختم کرنے میں اتنا وقت لگایا کہ قافی بے تاب ہو گیا رکعت توڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور یہ ہجو لکھی۔

دوش کہ سلطان چرخ گشت بہ مغرب میکن
چہ جانب مسجد شدم از پئے تکمیل دین
خواستم اول نماز آن گہ افطار زانک
چہ سنت احمد چستان مذہب جعفر چین
دیدہ ام در پیش صف پاک گہ سزا ہے
چہ چون قرش تافتے نور ہدیٰ از جبین
رشتہ تحت الحنک از بر عمامہ اش
چہ حلقہ زنان چون افق از بر چرخ برین
سبوح صدانہ اش منطقہ آسمان
چہ خرقدہ صد پارہ اش مقنعہ بود حور عین

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳۹ پر ملاحظہ ہو)

ایک مرتبہ قانی کا ایک اور قطعہ بھی سنا دیا تھا لہ
(۱۴) فرمایا کرتے تھے کہ علم کی عجیب حالت ہے کہ کم علم اپنے سے اونچے عالم کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔
اونچے علم والا اپنے سے کم کو بہت جلد بھانپ لیتا ہے۔ اس کی دلیل میں یہ شعر پیش کرتے سے

وہ بھی عالم ہو جو لیوے امتحان :۔ ورنہ جاہل پر ہو کب عالم عیان

(۱۵) حضرت اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ قرأت کے جلسے ہوتے رہنا چاہیے اور اس سے ذوق قرآنی
تازہ ہوتا ہے۔ نوآموز طلباء میں ذوق بڑھتا ہے۔ اچھے پڑھنے والے کی قدر ہوتی ہے۔ خصوصاً جب ختم قرآن ہوتا
خواہ حضرت سے ختم کرنے والوں کا یا حضرت کے شاگردوں سے ختم کرنے والوں کا۔ دونوں صورتوں میں تاکید فرماتے
کہ ختم شاندار ہو تاکہ ختم کرنے والے پر بھی اوس کی اہمیت واضح ہو اور دوسروں کو بھی سنت طریقہ معلوم ہو
الطیفہ : مجھے خوب یاد ہے کہ جب خواجہ محمد احمد صاحب ایم اے، ایل، ایل، بی عالم و فاضل مدرسہ
نظامیہ نے شیخ القراء کے محضرہ میں عشرہ قرأت سے ختم کیا تو ختم سے پہلے ختم کی اطلاع باقاعدہ شادی
کے رقعوں پر طبع کر کے تقسیم کی۔ اونکے ایک عزیز جاگیر دار جو برابر میں رہتے تھے اونکو بھی یہہ رقعہ پہنچا
بہت حیرت سے دیکھا۔ تعجب کرتے ہوئے کہا "بھئی بچوں کو تو قرآن ختم کرتے سنا تھا مگر بڑھوں کو اس دھوم

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۳۸)

راستی اندر وبع بود اویس قرن :۔ بلکہ اویس قرن نیز بجوش قرین
اوشده تکبیر گو از پے عقد نماز :۔ من شدہ تقلید جو از بر صدق یقین
از پے تکبیر فرض بسملہ را داد عرض :۔ مرغ صفت زد صفیر از پے اشباع سین
بر سمت قاریان پنج محل وقف کرد :۔ از زبر بسملہ تا بسر نستعین
نیز ازان جاگذشت تا بہ علیہم رسید :۔ یکدوسہ ساعت کشید مدہ ولا الضالین
مدہ عارض دراز چون غسل اہل آرز :۔ مخرج ضاد غلیظ چون دل ارباب کین
گفتم از شب دو پاس صرف یک الحمد شد :۔ پاس دگر ماندہ است۔ پاس نگہدارین
معد تریاک شد۔ جیب سکون چاک شد :۔ نفس بہ یک سونہاد حرمت دین مبین
لہ وہ قطعہ یہہ تھا۔

شاہ پر سید از حکیم ارجمند :۔ در جہان آواز ما ہستند چند
گفت شاہا در جہاں آواز ہاست :۔ لیک مارا این چہ ساز آمد پسند
قلقل مل۔ چرخ پر سخ کباب :۔ چچ مح لب۔ صرصر شلوار بند

۴۰
 سے ختم کرتے ہوئے پہلی بار سنا ہے۔ حیرت ہے کہ ایک عالم و فاضل نظامیہ کا سند یافتہ۔ کالج کا ایم اے مل یلہلی
 ناظم آثار قدیمہ یہ لکھتا ہے کہ میں قرآن ختم کر رہا ہوں۔ آپ شرکت فرمائیں۔ ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ وہ عزیز
 طے مسافت کر کے حیدرآباد پہنچ گئے۔ جلسے میں شرکت کی۔ ختم کرتے سنا۔ اور کہا کہ بڑھوں کو ختم
 قرآن کرتے ہوئے آج ہی دیکھا ہے۔ لطف یہ ہے کہ ایک ہی نہیں کئی بڑھے اوس میں شریک تھے۔
 غرض اس قسم کی چوبیس گونیاں عوام سے گذر کر خواص کی لاعلمی کا اظہار کرتی ہیں۔

(۱۶) حیدرآباد دکن کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ باہر کے علماء و قاریان کرام یہاں آکر بڑی بڑی
 خدمات پر فائز رہے۔ مگر حیدرآباد کے صاحب فن کو باہر جانے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ یہیں اوس کے
 قدر دان بہت ہوتے اس لئے حیدرآباد سے باہر اس کا علم نہوسکا کہ قراءت کا ماحول یہاں کیا ہے۔ چنانچہ قاری
 محمد یوسف صاحب جو ڈی ریڈیو پریسی سال تک قراءت سناتے رہے حیدرآباد یہ سمجھ کر تشریف لائے
 کہ یہاں تجوید سے کوئی واقف نہوگا۔ میں ایک تجوید کا مدرسہ قائم کر کے خدمت کر سکوں گا۔ قاری صاحب کو
 نواب بہادر یار جنگ نے یہاں رکھا۔ اونکی تجویز سنی اور سمجھ گئے کہ قاری صاحب اپنی لاعلمی کی بنا پر یہ بات
 پیش کر رہے ہیں۔ نواب صاحب نے اپنے مکان پر ایک قراءت کا جلسہ رکھا۔ جس میں ممتاز قاریوں نے قراءت
 سنائی۔ اوس جلسے میں قاری صاحب کو یہ معلوم ہوا کہ حیدرآباد میں ایک ہی روایت کے نہیں سب سے عشرہ
 قراءت کے جاننے والے بھی موجود ہیں۔ چنانچہ وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ مجھ سے قاری نور الحق صاحب
 لکھنوی نے بھی بیسی میں ہی کہا تھا کہ ہم کو اس کا بالکل علم نہیں کہ حیدرآباد میں کوئی ایسا شیخ التجوید بھی ہے
 نیز شیخ القراء محمد اسمعیل نقشبندی رامپوری نے جو رامپور کے مدرسہ عالیہ کے شیخ التجوید ہیں اور جو مدرس
 اکثر جاتے رہتے ہیں وہ بھی مجھ سے تعجب سے پوچھتے تھے کہ کیا حیدرآباد میں بھی تجوید کا چرچا ہے چنانچہ بعد ازاں
 مدرسہ جاتے ہوئے حیدرآباد میں قیام کیا اور حضرت شیخ القراء سے مل کر خوش ہوئے۔

(۱۷) حضرت قراءت کا کام کرنے والوں کی بڑی ہمت افزائی فرماتے۔ چنانچہ جب شیخ القراء ڈاکٹر
 کلیم اللہ حیلینی نے دارالقراءت کی بنا ڈالی تو حضرت آپ کے ہر جلسے میں شرکت فرماتے اور خانگی میں بھی کہتے کہ
 میرے بعد ڈاکٹر صاحب سے توقع ہے کہ وہ تجوید کے ماحول کو بڑھانے میں سرگرم حصہ لیں گے۔ چنانچہ حضرت کا
 یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔

(۱۸) حضرت کی بڑی تمنا تھی کہ مشائخین حیدرآباد کا طبقہ اس فن کے حصول کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ
 ہر لطائف الجیل کو شش فرماتے رہتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مشائخین نے سب سے عشرہ قراءت کی سند آپ سے
 حضرت اون کا بڑا احترام کرتے تھے اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دیتے جہاں کے خلاف ہو۔

(۱۹) حضرت نے اپنی زندگی میں ایک بڑا جملہ کر کے اپنے ممتاز شاگردوں کو خطابات عطا کئے تھے یہ محض تشویق کی خاطر سے تھا۔ گو بعض اصحاب کو اس سے ناگواری بھی ہوئی۔ مگر بعد میں یہ بات چل پڑی۔ اور بہت سے خطابات دوسرے ادارہ جات نے بھی دیئے۔

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار :۔ خبر کرو مرے حرمین کے خوشہ چینوں کو
(۲۰) حضرت کے ادائے کی ۲۵ سالہ خدمات کے اعتراف میں ادارہ حمایت القراء نے جشن سیمین منائی اور حیدرآباد کے عوام و خواص نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ قراءت و مضامین سنئے۔ وہ بھی عجیب یادگار جملہ تھا۔ باوجود ایک وسیع عمارت میں ہونے کے جگہ کی قلت کا شاک رہا۔

(۲۱) حضرت کی بعض خصوصیات اس لئے گنوا دی گئیں تاکہ اہل علم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ جو کام قاری عبدالرحمن پانی پتی نے پنجاب و نواح دہلی میں۔ قاری کرامت علی جوہر پوری نے بنگال و بہار میں قاری عبدالرحمن مکی نے اودھ و بہار میں انجام دیا اور تجوید کا عجیب و غریب ماحول بنایا۔ وہی کام دکن میں شیخ القراء میر روشن علی صاحب نے انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور انکے شاگردوں سے پورے ہندستان کو فیض یاب ہونے کا موقعہ دے۔ ان سب کی خوبیاں میں کیا بیان کر سکتا کچھ کچھ باتیں ہر ایک کے متعلق عرض کر دی ہیں۔

۵ دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار :۔ گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارو



باب سوم

بنگال۔ بہار و مشرقی اتر پردیش

۱۳۰۱۔ دکن کے قراء کا ذکر کرنے کے بعد ہم ہندستان کے مشرقی حصے سے قراء کا ذکر کرنا شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ مغرب کی جانب بڑھتے جائیں گے۔ پہلے بنگال سے شروع کریں گے پھر بہار۔ پھر اتر پردیش۔ پھر دہلی و نواح دہلی اور اسکے بعد مدھیہ پردیش۔ خاندیش۔ بہار اشتر و گجرات۔ پھر اڑیسہ۔ بعد ازاں مدراس ارکاٹ وغیرہ (ج) ان علاقوں میں بعض علاقے اپنے سابقہ قراء کی جدوجہد کی وجہ سے بہت ہی شاداب ملیں گے اور بعض عدم توجہی کی وجہ سے قراء سے بالکل خالی ملیں گے۔ چنانچہ علاقہ کاتھیاوار۔ گجرات۔ مدھیہ پردیش (پہاڑی علاقے بھوپال)۔ برار۔ اڑیسہ۔ میسور۔ یہ علاقے قراء سے بالکل خالی ہیں۔ نام کو بھی ایک قاری نہیں ملتا۔ برخلاف اس کے اتر پردیش قراء سے بالکل بھرپور ہے۔ جو اصحاب ترویج تجوید میں سرگرم حصہ لینا چاہتے ہیں اور انکو چاہیے کہ بنجر علاقے جن کی نشاندہی کی گئی ہے ادنیٰ اپنی جدوجہد کا مرکز بنا کر ایک ایک شہر کا انتخاب کر کے وہاں جا کر چند ماہ یا چند سال بیٹھ جائیں انشاء اللہ بہت جلد زرخیزی نظر آئے گی۔ ایک زمانہ تھا کہ پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا تھا مگر اب ضرورت ہے کہ کنواں پیاسے کے پاس جائے۔ میرا تجربہ ہے کہ جس علاقے میں کبھی جا کر کوشش کی جائیگی وہاں اچھے مسلمان بہت شوق سے بیک کہیں گے اور بہت جلد سازگار فضاء بن جائیگی۔ ذرا نام ہو تو یہ ہوشی بہت زرخیز ہے ساقی۔

(ج) ان سب علاقوں میں بمبئی کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ یہاں کے تجار نے مساجد کے لئے بڑے بڑے وقف چھوڑے ہیں جس کی وجہ سے بمبئی میں عام طور سے دو سو سے لیکر تین سو روپیے ماہوار تک اچھے حافظ و قاری کو ماہوار مل جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ لکھنؤ کے مدرسہ عالیہ فرقانیہ۔ الہ آباد کے مدرسہ سبحانیہ اور کانپور کے جامع العلوم وغیرہ کے چوٹی کے تقریباً پچاس یا اس سے زیادہ قراء آپ کو بمبئی میں ملیں گے۔ ان میں سب سے بڑے کے جاننے والے بلی ہیں مگر بمبئی کا ماحول اشاعت تجوید کے لئے سازگار نہیں ہے۔ اسی لئے یہاں اچھے قراء شاگرد بنانے میں ناکام رہے۔

۱۳۰۲۹ کلکتے کے اکثر مساجد میں اچھے قاری و حافظ متعین ہیں جو امامت و خطابت کے علاوہ درس و تدریس کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔ یہ طریقہ گذشتہ سو سال سے بزا براج ہے۔ چنانچہ کلکتے کی زکریا مسجد میں اچھے قراء و حفاظ کا طویل سلسلہ ملتا ہے۔ جن میں سے اکثر کا ذکر ان اوراق میں آچکا ہے۔ کو لو ٹولہ کی مسجد میں بھی ہمیشہ اچھے قراء و حفاظ متعین رہے ہیں۔

۱۳۰۳۹ والد کا نام حافظ محمد نعمان۔ ولادت ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ دیوبند قاری حافظ عبد المنان کے فارغ التحصیل۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ جا کر قاری عبد المجہود سے بروایت حفص قرآن شریف ختم کیا۔ آجکل کو لو ٹولہ کی مسجد واقع کلکتے کے امام ہیں۔ خوش الحان ہیں۔ حفظ اچھا ہے۔ رمضان شریف میں تراویح میں قرآن شریف سنتے ہیں۔ خوش اخلاق و خوش رو ہیں۔ میں آپ سے ملا ہوں۔ قراءت بھی سنی ہے۔

۱۳۰۴۹ وطن کلکتہ۔ والد کا نام قاری عبد العظیم۔ سنہ ولادت ۱۳۳۵ھ ہے قاری حافظ عبد المجید آپ کو حفظ و قراءت میں اپنے بڑے بھائی سے تلمذ رہا ہے۔ بروایت حفص سنایا دس سال سے کو لو ٹولہ کی مسجد میں موذنی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ نیز مسجد سے ملحقہ مدرسہ میں بچوں کو تجوید و قرآن کا درس دیتے ہیں۔ نیک کردار و عابد ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں اور انکی قراءت بھی سنی ہے۔

۱۳۰۵۹ وطن کلکتہ۔ والد کا نام عبد الرقیق۔ ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بھی اچھے قاری تھے۔ اپنے والد ہی سے ایک روایت سے قراءت سیکھی اور کے بعد مولانا قاری سعید خان اور پھر حسن بن صباح مدنی المعروف بہ شاعر مدنی سے قراءت سیکھی۔ قراءت سبوح کی تکمیل کی۔ تبلیغی جماعتوں میں بڑی مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ کو لو ٹولہ کی مسجد ہی میں قیام ہے۔ میں ان سے ملا ہوں اور ان کی قراءت بھی سنی ہے۔

۱۳۰۶۹ وطن کلکتہ۔ والد کا نام قاری عبد العظیم۔ ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی قاری حافظ عبد الحمید قاری حافظ عبد الحمید کے بڑے بھائی ہیں۔ قاری محمد سبکی مدنی سے جو زکریا مسجد (ناخدا مسجد) کے امام تھے اور جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۰۶۲ میں آچکا ہے۔ تجوید کی تکمیل کی۔ پارک سروس میں سہ ماہی روڈ کی بڑی مسجد میں بارہ سال سے امامت کرتے ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں دوسروں کے علاوہ چھوٹے بھائی عبد الحمید بھی ہیں۔

۱۳۰۷۹ وطن کلکتہ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ الہ آباد میں قاری قاری حافظ ضیاء الدین احمد صاحب سے تجوید سیکھی ۱۵ سال سے پارک سروس کی مسجد بیگ بگان میں امامت کرتے ہیں اور بچوں کو تجوید و ناظرہ پڑھاتے ہیں۔

۱۳۰۸ وطن کلکتہ۔ ولادت ۱۳۰۷ھ کی ہے۔ ایک روایت کے قاری حافظ عزیز الرحمن جاننے والے قاری ہیں۔ محلہ بہن چودھری کی مسجد کے متولی و امام ہیں تجوید کا درس بھی دیتے ہیں۔

۱۳۰۹ کلکتہ کے لئے ایہ تازہ قاری ہیں۔ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر (۱۲۴۵) میں آچکا ہے۔ تال بگاں کی مسجد میں درس تجوید دیتے ہیں۔

۱۳۱۰ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر (۱۲۳۰) میں آچکا ہے۔ کشتی اور جو نپور کے مدارس میں تجوید کا کام کیا۔ بنارس میں مدین پورہ اور جامع اسلامیہ میں سترہ سال تک تجوید کا کام انجام دیا۔ ۱۳۷۲ھ میں کلکتہ آئے۔ یہاں مدرسہ عظیمیہ میں شیخ التجوید ہیں۔ بڑی محنت سے طلباء کو تیار کرتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہ کثرت ہے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں :- (۱) حافظ قاری مقیم الدین فرزند۔ عمر (۲۳) سال۔ ولادت ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ والد سے تجوید سیکھنے کے بعد انوار العلوم گیا، میں تجوید کا درس دیتے ہیں (۲) مولوی حافظ قاری حسین احمد بنارسی ابن فیض القدر۔ ولادت ۱۳۵۷ھ میں ہوئی۔ دیوبند میں تدریس میں (۳) قاری حافظ عبدالرحیم ابن حافظ عبدالرؤف بنارسی ولادت ۱۳۵۳ھ (۴) حافظ قاری محمد عبداللہ مرحوم ابن قاری عبدالشکور بنارسی (۵) حافظ قاری شفیق احمد کلکتوی (۶) حافظ قاری محمد مسلم عظیم آبادی (۷) حافظ قاری محمد حنیف گیاوی (۸) حافظ قاری محمد مبین خان غازی پوری (۹) حافظ قاری محمد عباس درہنگوی (۱۰) حافظ قاری محمد اسماعیل کلکتوی (۱۱) حافظ قاری سراج الحق مدنا پوری (بنگال)

۱۳۱۱ وطن اعظم گڑھ۔ والد کا نام حاجی حافظ محمد عظمت اللہ۔ ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ تلمیذ شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد۔ تجوید بروایت حفص ۱۳۶۶ھ میں ختم کی۔ پھر قاری حفظ الرحمن صاحب سے سب سے بڑے لیکر سند حاصل کی۔ تکمیل کے بعد آگے آکر مدرسہ عظیمیہ کی بنیاد رکھی۔ ۲۰ سال سے مدرسہ چلا رہے ہیں۔ ۱۳۶۰ھ میں کپڑے کی دوکان اعظم گڑھ میں کھولی تھی ۱۳۶۶ھ میں مدرسہ کی جانب کھینٹ متوجہ ہو گئے۔ ہر سال اس مدرسہ سے کثیر تعداد حافظ و قاری نکلتے ہیں تقسیم اسناد و دستار بندی کا جلسہ بڑی دھوم سے منایا جاتا ہے۔ ۱۳۷۷ھ کے دستار بندی کے موقع پر شیخ القراء حافظ حفظ الرحمن صاحب شیخ التجوید دیوبند کے ہاتھ دستار بندی ہوئی۔ بچوں کو خود تیار کرتے ہیں۔ ۱۳۷۷ھ کے جلسہ میں بھی شریک ہو سکا۔ قاری حفظ الرحمن صاحب قاری عبدالقوی صاحب سے قرأت بھی سنی۔

۱۳۱۲ وطن مبارک پور عظیم گڑھ۔ والد کا نام حاجی رحمت اللہ
قاری عبدالحی العظمیٰ مبارک پوری ولادت ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ قاری ظہیر الدین صاحب سے تجوید سیکھی
 جو قاری محب الدین کے شاگرد تھے۔ قاری عبدالحی نے دیرہ سال تک مدرسہ عظمتیہ میں تجوید کا درس دیا۔ گذشتہ
 پانچ سال سے مدرسہ حمایت الاسلام میں تجوید کا درس دے رہے ہیں۔ حمایت الوقف کے نام سے ایک
 رسالہ تالیف کیا جو طبع ہو چکا ہے۔ تجوید کا ایک اور رسالہ زیر طبع ہے۔ خوش الحان اور قرأت عشرہ کے قاری
 ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں اور انکی قرأت بھی سنی ہے۔

۱۳۱۳ والد کا نام طلحہ۔ ولادت ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔ مدرسہ
قاری حافظ محی الدین ابن طلحہ فخریہ کرمظہ میں شیخ القراء عبدالحق صاحب مکی سے تجوید سیکھی۔ وہیں
 حفظ کیا۔ حجازی سخن میں خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ محلہ دھرم تلہ۔ کلکتہ میں ٹیپو سلطان کی مسجد میں امام ہیں
 ایک مدرسہ محلہ بیگ بگان میں چلاتے ہیں۔ محلہ میں بڑے بااثر ہیں اور جرات سے کام کرتے ہیں۔ اسلام کا درد
 دل میں رکھتے ہیں۔ خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

۱۳۱۴ والد کا نام الحاج مفتی ظہور احمد۔ ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فرقانیہ
قاری اہل اللہ لکھنؤ سے بروایت حفص تجوید کی تکمیل کی۔ مدرسہ ندائے اسلام کلکتہ میں تین سال سے
 کام کرتے ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ قرأت بھی سنی ہے۔

۱۳۱۵ ولادت ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔ ندائے اسلام کلکتہ میں شیخ التجوید
قاری حافظ محمود الحسن ہیں۔ شیخ القراء حفظ الرحمن صاحب پر تائب گڑھی کے شاگرد ہیں۔
 شہر کلکتہ کے قراء کا ذکر ختم ہوا۔ ذیل میں مونا گھیسر کے قراء کا ذکر درج کیا جاتا ہے۔

۱۳۱۶ وطن بخارا۔ والد کا نام مولانا محمد سعید
قاری حافظ حاجی مولانا سعد اللہ بخاری قاری سبوعہ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ مدرسہ فتح پوری دہلی سے
 عربی درسیات کی تکمیل ۱۳۶۱ھ میں کی۔ ایک سال تک وہیں مدرس کی خدمت انجام دیتے ہوئے حفظ کی تکمیل
 کی۔ پھر تجوید و قرأت سیکھنے کی غرض سے مدرسہ فرقانیہ میں داخل ہوئے۔ ساڑھے پانچ سال تک وہاں رہ کر
 شیخ القراء عبدالملک صاحب سے پہلے بروایت حفص تجوید سیکھی اور پھر سبوعہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۸ھ میں
 مونا گھیسر کی جامع مسجد میں امام ہو کر گئے۔ جہاں آپ نے مدرسہ تجوید القرآن قائم کیا۔ ساتھ ہی حفظ بھی
 کراتے رہے۔ اب تک آپ کے مدرسے سے ۲۵ حفاظ اور ۳۰ قاری بروایت حفص فارغ ہو چکے ہیں۔
 (حب) تجوید کی اشاعت میں دل و جان سے کوشاں ہیں۔ ابتدا میں لوگوں نے مخالفت کی۔

مگر رفتہ رفتہ فضاء سازگار ہو گئی۔ مدرسہ تجوید القرآن میں ۸۰ اور ۹۰ کے درمیان طالب علم ہیں۔ اون میں سے ۳۵ سے ۴۰ کے درمیان میں لڑکوں کو کھانا دیا جاتا ہے ۲۵ لڑکے حافظ ہو رہے ہیں۔ میں آپ سے ملا ہوں اور اونکی قراءت بھی سنی ہے۔

(ج) آپ کے پاس ایک خوش خط حامل ہے جس کے حاشیے پر سبوعہ کے اختلافات درج ہیں۔ یہ حامل اورنگ زیب کے عہد میں ۱۰۹۴ھ میں لکھی گئی۔

۱۳۱۷ھ مولد بخارا۔ والد کا نام ایشان داماد سید مدین۔ ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ مدرسہ

دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۶۲ھ میں عالم کی سند حاصل کی۔ پھر مدرسہ تجوید القرآن میں ایک سال رہ کر حفظ کی تکمیل کی۔ پھر مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں قاری عبد المالک سے اولاً ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ پھر تین سال میں سبوعہ و عشرہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۶ھ میں سند لے گئے۔ وہاں سے مونگھیر اور پھر کلکتہ گئے جہاں تین چار سال تک قیام کیا۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ سے پھر مونگھیر آ کر مدرسہ تجوید القرآن میں شیخ التجوید مقرر ہوئے۔ تجوید و حفظ کا کام آپ کے سپرد ہے۔ اسی میں سرگرم رہتے ہیں۔ بڑے خلوص و محبت سے پڑھاتے ہیں۔

(ج) قاری صاحب میں للہیت بہت ہے۔ زہد و تقویٰ کے حامل ہیں۔ رمضان شریف میں تراویح و تہجد میں قرآن شریف سنا تے ہیں۔ پڑھتے وقت تجوید و ترتیل کا پورا لحاظ رکھتے ہیں۔ بڑے دیندار ہیں۔ آپ کو دیکھ کر نیرنگان سلف کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

(ج) میں ان سے ملا ہوں اور اون کی قراءت بھی سنی ہے۔ بہت صاف دلی سے کہہ دیا کہ اٹھارہ سال پہلے قرأت عشرہ پڑھی تھیں۔ مگر مزاولت نہونے سے اب تو ہم راویوں کے نام تک بھول گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر عشرہ قرأت میں مزاولت نہ ہو تو پھر ذہن سے نکل جانا تعجب کی بات نہیں۔

۱۳۱۸ھ مولد موضع کٹھری۔ حال مقیم خانقاہ رحمانی مونگھیر۔ والد کا نام حافظ قاری سلیم الدین۔ شیخ ناتھو علی۔ ولادت ۱۳۲۸ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں حفظ و

تجوید بروایت حفص حاصل کیا۔ قاری عبد المعبود و قاری محمد سابق صاحب کو سنا کر ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں سند حاصل کی۔ آج کل مدرسہ خانقاہ رحمانی میں تجوید کی تعلیم دیتے ہیں اور حفظ بھی کراتے ہیں۔

۱۳۱۹ھ وطن مونگھیر۔ والد کا نام قاری قاری مولانا منت اللہ سجادہ نشین خانقاہ مونگھیر۔ مولانا محمد علی خلیفہ حضرت فضل الرحمن

گنج مراد آبادی۔ تاریخ ولادت ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ ہے۔ علوم کی تکمیل دارالعلوم دیوبند سے کی
تجوید و قرأت (۱) قاری عبدالعزیز ساکن جل کوڑہ جو قاری عشرہ اور قاری عبدالرحمن مکی کے شاگرد تھے
(۲) قاری محمد منیر لکھنوی جو قاری عبدالمالک کے شاگرد ہیں (۳) قاری عبدالخالق سہارن پوری (۴) قاری
عبدالوحید دیوبندی جیسے اساتذہ سے حاصل کی۔ اسلام کا درد رکھتے ہیں خدمت قوم میں ہمہ تن مصروف ہیں
(حب) بہت خوش اخلاق خوش رو فہیم و ذکی ہیں۔ جب میں ملا تو دیر تک باتیں کیں اور بہت
سے دلچسپ قصے سناے۔

۱۳۲۰ء والد کا نام شیخ شاہد علی۔ وطن کٹھری ضلع مونگھیر
قاری حافظ محمد صدیق مونگھیری
سنہ ولادت ۱۳۳۲ھ ہے۔ حفظ و قرأت کی تکمیل مدرسہ
تجوید القرآن جامع مسجد مونگھیر سے کر کے ۱۳۴۵ھ میں سند حاصل کی۔ اسی مدرسے میں ۱۳۴۲ھ سے بچوں
کو حفظ کراتے ہیں۔

۱۳۲۱ء وطن جل کوڑا ضلع مونگھیر۔ سنہ ولادت ۱۳۳۷ھ ہے۔ ایک
قاری حافظ مطیع الرحمن
روایت کے جاننے والے ہیں۔ جامع مسجد ساکھی جمشید پور ٹاٹانگر میں امام و خطیب
ہیں۔ بچوں کو تجوید کا درس بھی دیتے ہیں۔ مدرسہ بھی قائم کیا ہے۔

۱۳۲۲ء وطن مینڈا ضلع مونگھیر۔ ولادت ۱۳۳۰ھ میں ہوئی
قاری حافظ جلیل شرف مونگھیری
پہلے حافظ و قاری ارادت الحق صاحب سے تجوید سیکھی۔ پھر حفظ کی
تکمیل کی۔ حافظ قاری عبدالقدوس سے سلسلہ درس جاری رہا۔ پھر قاری طیب اللہ صاحب سے اس کی تکمیل کی
بعد ازاں مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ جا کر قاری عبدالمالک سے ابتداء بروایت حفص اور پھر سبعہ کی تکمیل کی۔ علوم
دینیہ کی تکمیل ندوۃ العلماء لکھنؤ سے کی۔ جب قاری عبدالمالک صاحب ٹونک گئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ چلے گئے
بعد ازاں کلکتہ آکر ایک عرصہ تک مدرسہ عالیہ میں مدرس لیسے۔ تقسیم کے بعد جب مدرسہ کلکتہ سے ڈھاکہ منتقل ہوا تو
آپ بھی اسٹاف کے ساتھ منتقل ہوئے۔ اب ڈھاکہ میں تجوید و قرأت کا درس دیتے ہیں۔

۱۳۲۳ء وطن جلوآرا۔ ضلع دربھنگہ۔ والد کا نام محمد رفیع الدین سنہ ولادت
قاری حافظ محمد حسین دربھنگوی
۱۳۱۷ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم دربھنگہ میں ہوئی۔ حفظ و قرأت کی تکمیل
قاری عبدالمجود سے کی۔ اوسکے بعد برابر درس و تدریس میں لگے رہے۔ تین سال سے مدرسہ دھنواد متصل اسسٹنل
میں تجوید و حفظ کا درس دے رہے ہیں۔ اس سے پہلے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھات میں بیہ کام انجام دیتے تھے
پچاس سے زیادہ حافظ و قاری بنائے۔ ان کے چھوٹے بھائی نے بھی ان سے سند لی۔ مختلف بچوں کے

قاری حافظ محمد داؤد در بھنگوی ۱۳۲۲ء وطن جلوآرا۔ ضلع در بھنگہ۔ والد کا نام رفیع الدین سنہ ولادت ۱۳۳۷ء ہے۔ ابتدائی علوم و حفظ و تجوید اپنے بڑے بھائی قاری حافظ

محمد بنین سے حاصل کئے۔ بروایت حفص پڑھتے ہیں۔ ۲۲ سال سے درس و تدریس میں لگے ہوئے ہیں۔ بڑا مصری لہجہ۔ حسینی لہجہ۔ مدنی۔ عراقی۔ حجازی لہجوں کے ماہر ہیں۔ مدرسہ ضیاء الاسلام جلوآرا میں نو سال سے تجوید و حفظ سکھاتے ہیں۔ اب تک پچاس لڑکوں کا حفظ پورا کرایا ہے۔ بڑے مستعد و باخدا استاد ہیں۔ تراویح میں قرآن شریف حد سے سناتے ہیں۔ مجھ سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے انکی قرات بھی سنی ہے۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

قاری حافظ محمد زبیر در بھنگوی ۱۳۲۵ء وطن رتن پورہ۔ ضلع در بھنگہ۔ والد کا نام مولانا محمد ذاکر سنہ ولادت ۱۳۵۲ء ہے۔ دارالعلوم منوں میں علوم کی تکمیل کی ۱۳۷۳ء

میں قاری محمد مصطفیٰ سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ قصہ سبب حد ضلع جوینور میں مدرسہ فاروقیہ میں شیخ التجوید ہیں مجھ سے منوں ملاقات ہوئی۔ ادن سے قرات بھی سنی۔ خوش آواز قاری ہیں۔ ادائیگی ہے۔

قاری مولانا حاجی سید احمد بھاگل پوری ۱۳۲۶ء مولد بہاریہ ضلع مونگھیر۔ والد کا نام مولانا فضل احمد جو بڑے باخدا بزرگ تھے۔ حضرت اشرف علی صاحب تھانوی

سے بیعت تھی۔ اتباع سنت کا بڑا اہتمام کرتے تھے اور انکے صاحب زادے سید احمد کی پیدائش ۱۳۳۷ء کی ہے۔ مظاہر العلوم سہارن پور سے درس نظامیہ کی تکمیل کی۔ شیخ القراء عبدالحق خان سے تجوید سیکھی مولانا سحول صاحب سے تصوف میں استفادہ کیا۔ اب مدرسہ کٹھانی کر۔ ضلع بھاگل پور میں ناظم تعلیمات ہیں۔ عربی۔ فارسی و تجوید کا درس بھی دیتے ہیں۔ افتاء و وعظ میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ صاحب وجاہت ہیں۔ حج کا فریضہ بھی ادا کیا ہے۔ والد کی طرح اچھے عالم اور متبع سنت ہیں۔

حکیم قاری حافظ تصدق حسین بہاری ۱۳۲۷ء مولد کرینیا ضلع پٹنہ۔ والد کا نام تفضل حسین سنہ ولادت ۱۳۱۷ء ہے۔ بہار شریف میں مطب کرتے ہیں۔ مدرسہ فرقانیہ

لکھنؤ سے تجوید و علوم کی تکمیل کی۔ قاری محمد ادریس صاحب و قاری محمد صدیق ان دونوں سے تجوید و قرات میں استفادہ کیا۔ ۱۳۴۳ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ میں آپ سے ملا ہوں اور قرات بھی سنی ہے۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ خوش خلاق و معاملہ فہم واقع ہوئے ہیں۔

حکیم حافظ قاری یوسف حسن خان بہاری ۱۳۲۸ء مولد بڑا کر۔ ضلع بہار شریف۔ والد کا نام الہی بخش خان۔ سنہ ولادت ۱۳۱۲ء ہے شیخ القراء

۴۹
 عبدالرحمن مکی سے الہ آباد میں تجوید سیکھی۔ پھر مولوی عطاء اللہ سندھی اور ان کے شاگرد اطمین اللہ سے بروایت
 حفص تجوید سیکھی۔ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۸ء سے بہار شریف میں تلمذ کرتے ہیں مولانا محمد حسین
 الہ آبادی سے طبع سیکھی۔ حفظ و قرات کی تعلیم دینے کا شوق ہے۔ بہت سے حافظ و قاری پیدا کئے۔

۱۳۲۹ھ مولد بہار شریف۔ والد کا نام رمضان علی۔ محلہ کلان میں
 سکونت ہے۔ سنہ ولادت ۱۳۳۹ھ ہے۔ مدرسہ عزیز یہ میں قاری
 اطمین اللہ سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ ۱۳۵۴ھ میں فارغ ہوئے۔ ۱۳۶۶ھ سے پٹنہ میں شیخ التجوید ہیں
 ۱۳۳۰ھ وطن بہار شریف۔ فن تجوید پہلے قاری عطاء اللہ سے حاصل
 قاری اطمین اللہ بہاری کیا۔ اسکے بعد عشرہ قرات کی تکمیل کی۔ کچھ عرصہ مدرسہ عزیز یہ بہار میں
 شیخ التجوید تھے۔ اب ضلع چیمپارن میں مدرسہ سمہ میں شیخ التجوید ہیں۔

۱۳۳۱ھ بہار شریف میں ہومن برادری کے پانچ ہزار اشخاص رہتے ہیں۔ یہہ جولہ ہے میں گریٹ
 نمازی اور پریزنگار۔ اس چھوٹی سی آبادی میں پانچ سو حافظ اور بہت سے قراء ہیں۔ تین سو مسجدیں ہیں اور سب
 آباد۔ اکثر لوگ بننے کے کام میں مشغول رہتے ہوئے قرآن شریف پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں۔ یہہ ماحول
 کسی درجہ نہیں پایا جاتا۔

۱۳۳۲ھ وطن گیا۔ والد کا نام مولانا
 قاری حافظ فخر الدین قاری عشرہ ناظم مدرسہ قاسمیہ گیا
 خیر الدین۔ ضلع انگ کے رہنے والے۔
 نانیال گیلانی۔ ولادت ۱۳۱۷ھ۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ ۲۵ء و ۲۶ء دو سال لکھنؤ میں رہے
 قاری عبدالملک سے پہلے ایک روایت سے اور پھر سب قرات سیکھیں۔ ۲۷ء-۲۸ء میں ٹونگ گئے۔ ۲۹ء میں
 مظاہر العلوم مہارن پور میں رہے۔ ۳۲ء میں دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ درس نظامی کے ساتھ بروایت حفص
 تجوید سیکھی تھی۔ بعد ازاں حفظ و قرات کی تکمیل مولانا ارادت الحق۔ حافظ و قاری عبدالقدوس و حافظ
 فرید الدین سے کی۔ پھر ۳۵ء میں دیوبند جا کر اسکی تکمیل کی۔ اسی سال رنگون گئے۔ حاجی داؤد یا تیمم حرم
 کے مدرسہ تاموے۔ لیمبل روڈ میں ایک سال تک تجوید کی تعلیم دی۔ وہاں سے واپس ہو کر رنگون میں

الگ مدرسہ قائم کر کے دو سال تک رنگون میں رہے۔ پھر حسب ایما مولانا اعجاز علی صاحب شیخ الادب دارالعلوم
 دیوبند رنگون میں جامعہ قاسمیہ کی بناء ڈالی۔ یہہ مدرسہ مغل اسٹریٹ میں تھا۔ گذشتہ جنگ میں جاپانیوں کی زیادتیوں
 کی افواہیں سن کر ہندوستان واپس آ گئے۔

(ب) گیا میں ایک مدرسہ قاسمیہ ۱۲۹۵ء سے قائم تھا اور حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر مکی کے ایک

خلیفہ حضرت مولانا عبد الغفار نے مدرسہ اسلامیہ کے نام سے قائم کیا تھا اور زندگی بھر اس کی خدمت کی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا خیر الدین نے اس مدرسہ کو سنبھالا اور عمر بھر اس کی خدمت کی۔ اس کے بعد اب یہ تیسرا دور ہے کہ اس کا احیاء مدرسہ قاسمیہ اسلامیہ کے نام سے کر کے دارالعلوم دیوبند سے اس کا الحاق کیا گیا ہے جس کی سرپرستی مولانا حسین احمد صاحب مدنی فرماتے رہے۔ ابتدائی زمانے میں مطبخ نہ تھا بلکہ شہر کے لوگ طلباء کی خوراک کا انتظام کرتے تھے۔ اب اس تیسرے دور میں باقاعدہ مطبخ قائم کر دیا گیا ہے۔ کثیر تعداد طلباء علم سے فیض یاب درپوش پاتے ہیں اس مدرسے نے کئی حافظ و قاری پیدا کئے اور مزید پیدا کر رہے ہیں۔

(ج) قاری حافظ فخر الدین صاحب جید حافظ اور تریٹل سے پڑھنے والے قاری ہیں۔ رمضان شریف میں دو پائے تراویح میں اور دو پائے ہجرت میں سناتے ہیں۔ تین روز میں نے بھی حضرت کی اقتداء میں تراویح و تہجد پڑھی ہے والہانہ انداز میں استغراقی کیفیت میں سناتے ہیں جو دعائیں اور بشارتیں آتی ہیں اونکو تین بار دہرا کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ سامعین بھی اسی استغراق سے سنتے ہیں۔ مستعد اور باہمت ناظم ہیں۔ انتظامی سلیقہ خدا داد ہے خوش اسلوبی سے انتظام فرماتے ہیں۔ منکر المزاج باحوصلہ۔ صدق و خلوص کے پیکر ہیں۔ سلف صالحین کا نمونہ دیکھنا ہے تو لوگ آپ کی صحبت سے مستفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانے میں بھی ایسے بزرگ ہتیاں موجود ہیں جنہوں نے حبیبہ شد دینی تعلیم کی ترویج میں اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔

قاری حافظ عبدالقدوس گیاوی ۱۳۳۳ھ مولد آنا امچھر شریف۔ والد کا نام سید نادر بخش۔ ولادت ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔ شیخ القراء محمد حسن گیاوی سے تجوید و حفظ

کی تکمیل کی۔ بعد ازاں سب سے قرات بھی سیکھ لیں۔ حفظ کی تکمیل ۱۳۲۴ھ میں کر کے مدرسہ فیض رحمانیہ میں مدرس ہو گئے۔ حفظ و تجوید کا درس دینے لگے۔ قرآن شریف سے بڑا شغف ہے۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ کتنا ہی کوئی شخص قرآن شریف بھول گیا ہو اگر آپ کو ایک ختم سناے تو اس کا قرآن محفوظ ہو جاتا ہے۔ چار پانچ سو حافظ اور تقریباً ایک ہزار قاریوں کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے اور ان میں ممتاز نام یہ ہیں (۱) حافظ قاری عبدالباری (۲) قاری حافظ عبدالحی مرحوم (۳) قاری حافظ محمد عبداللہ (۴) قاری حافظ محمد اشرف (۵) قاری حافظ بشیر الدین (۶) قاری حافظ جنیل اشرف (۷) قاری حافظ محمد تواب (۸) قاری حافظ محمد اسمعیل (۹) قاری حافظ عبدالکریم (۱۰) قاری حافظ عبدالستار (۱۱) قاری حافظ محمد اعجاز (۱۲) قاری حافظ محمد الہام (۱۳) قاری حافظ محمد حنیف (۱۴) قاری حافظ محمد نور (۱۵) قاری حافظ محمد حفیظ (۱۶) قاری حافظ محمد ابراہیم برادر خورد (عرف ابن حسن) (۱۷) قاری حافظ محمد حنیف دوم (۱۸) قاری حافظ محمد فخر الدین۔ (۱۹) قاری حافظ شرف الدین (۲۰) قاری حافظ غلام نبی جنہوں نے لکھنؤ میں عبد الممالک سے بروایت حفص

دوبارہ سنایا۔ بڑے خوش الحان قاری تھے ملاحظہ ہو فقرہ (۱۱۳۹۱) (۲۱) قاری حافظ غلام رسول مرحوم (۲۲)
قاری حافظ عبدالرشید مرحوم۔

(ج) قاری حافظ مولانا فخر الدین صاحب نے حافظ عبدالقدوس صاحب کی ایک خصوصیت یہ بیان کی
کہ طالب علم کی سطح پر آکر اس کو آہستہ آہستہ اٹھاتے ہیں جس کی وجہ سے طلباء گھبرانے نہیں پاتا۔ بلکہ شوق سے سمیٹتا
ہے۔ متشابہات میں چاہتے ہیں کہ طالب علم خود ہی مشکل رفع کر لے۔ پھر اس کو ایسا کرتے ہیں کہ پھر اس جگہ
اگر نہ رکے۔ اس طرح آپ کا درس گیا میں بڑا کامیاب درس مانا گیا ہے۔

قاری حافظ عبدالرحمن بسمل گیاوی | ۱۳۳۲ء مولد موضع سوہاری۔ نواد اضلع گیا۔ ولادت
۱۲۹۹ء میں ہوئی۔ نظیر الحق تاریخی نام ہے۔ اپنے والد سے

تعلیم حاصل کی۔ ان ہی کی نگرانی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اوسکے بعد ایک سال میں قاری محمد حسن سے تجوید سیکھی
پھر دائرہ ملازمت میں داخل ہوئے۔ حسن امام اور حسین امام کو پڑھاتے رہے۔ مولانا ارادت الحق کے نئے والے ہیں
شاعر بھی ہیں بسمل تخلص کرتے ہیں۔ کلام مرحمت فرمایا۔ سنجیدہ۔ متین۔ بردبار ہیں۔ بجزک مطبع چلا ہے ہیں

قاری حافظ محمد اسمعیل چتر اوی | ۱۳۳۵ء مولد چتر۔ ضلع ہزاری باغ بہار۔ والد کا نام جان محمد
ولادت ۱۳۲۹ء میں ہوئی۔ مدرسہ قاسمیہ گیا سے تجوید و حفظ کی سبیل

۱۳۶۲ء میں کی۔ اوس کے بعد اسی مدرسہ میں تجوید و حفظ سکھانا شروع کیا۔ بعد ازاں اپنے وطن چتر جا کر
وہاں کے مدرسے میں بھی کام آنا کر کیا۔ ۲۲ حافظ اب تک تکمیل کر چکے ہیں۔ ۲۵ کا حفظ جاری ہے۔ حفظ میں لپکے
ایک ساتھی فضل الرحمن ابن ضمیر الدین تھے جن کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر ۱۱۳۲۵ میں گذر چکا ہے۔ محمد اسمعیل صاحب کے
ایک استاد حفظ قاری حافظ احمد جان بھی تھے جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۱۶۷ میں کیا گیا۔

(ج) محمد اسمعیل ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پڑھنے کا شوق تھا۔ مگر کوئی سہارا نہ تھا۔ محلہ میں
ایک نیک بخت زاہد و مستحق خاتون رہتی تھیں اون کا نام بی بی فاطمہ تھا۔ یہ نماز اور روزے کی بڑی پابند تھیں
دن کو روزہ رکھتیں اور رات عبادت میں گزارتیں۔ ان خاتون نے شادی نہیں کی تھی۔ محمد اسمعیل نے اونکی خدمت
میں جا کر اپنے شوق علم اور مشکلات راہ کا اظہار کیا۔ ان بی بی کو اون پر رحم آیا۔ اپنے پاس رکھ کر قرآن پڑھایا بعد ازاں
اردو کی تعلیم دی۔ محمد اسمعیل کو اپنے بچے کی طرح رکھنے لگیں۔ ساتھ لیکر کھانا کھاتیں۔ یہ ابھی بچے تھے ساتھ کھاتے ہوئے
شرماتے تو یرتن میں کھانے کے دو حصے کر کے بچہ کو اپنا پورا حصہ کھالینے پر اصرار کرتیں۔ غرض اس طرح محمد اسمعیل نے
ابتدائی تعلیم پائی۔ اوسکے بعد حافظ احمد جان کی خدمت میں حاضر ہو کر حفظ کی تکمیل کی۔ بعد ازاں مدرسہ قاسمیہ میں
اگر قرأت و حفظ کی سند حاصل کی۔ تراویح میں قرأت بہت صاف با تجوید بالترتیل ہوتی ہے۔ میں نے تین روز

ترافیح و تہجد میں آپ کی اقتداء کی ہے۔ سچے مسلمانوں کا اچھا نمونہ ہیں خصوصاً محبت۔ انکساری و اتباع سنت
فطرت ثانی بن چکی ہے۔ اشد کا شکر ہے کہ اس زمانے میں بھی ایسے نمونے پائے جاتے ہیں

۱۳۳۶ء وطن گیا۔ والد کا نام مولانا خیر الدین۔ ولادت ۱۳۲۲ء

قاری حافظ محمد شرف الدین گیاوی
یہ حافظ قاری فخر الدین کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ابتدائی تعلیم گیا میں
حافظ قاری عبدالقدوس سے حاصل کی۔ بڑے بھائی کی نگرانی میں بہ مقام رنگون حفظ کی تکمیل کی۔ تجوید و قرات
کی ابتدا مدرسہ قاسمیہ گیا میں کی گئی۔ مولانا حسین احمد مدنی کی موجودگی میں ۱۳۳۳ء میں دستار بندی کی رسم ادا
ہوئی۔ پھر مدرسہ فرقانیہ جاکر قاری عبدالملک سے قرات سبوت کی تکمیل ۱۳۶۴ء میں کر لی اور ایک ہی سال کے اندر
مدرسہ قاسمیہ واپس آگئے۔ پھر مراد آباد گئے وہاں سے دیوبند جاکر حفظ الرحمن صاحب کو قرآن سنایا۔ وہاں سے
سہارن پور میں قاری عبدالخالق خان کو قرآن سنایا۔ ۱۳۶۱ء میں علوم دینیہ کے درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم
دیوبند سے کی۔ شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنی کے درس حدیث میں بھی شریک رہے۔ ۱۳۷۱ء کے آخر میں
قصبہ و بٹ ضلع ہیرٹھ کے مدرسہ اعزاز العلوم میں درس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۷۲ء میں مدرسہ شرفیہ بھوج پور ضلع
آرہ میں مدرس ہوئے۔ ۱۳۷۳ء میں مسجد گریڈیہ ضلع ہزاری بلوگ کے امام مقرر ہوئے۔ ۱۳۷۴ء میں جامعہ حینیہ کے
نام سے ایک عربی دینی مدرسہ کی بناء گریڈیہ میں ڈالی۔ مگر خرابی صحت کی وجہ سے گیا واپس آگئے۔ شہر گھاتی ضلع
گیا میں ایک قدیم غیر آباد مسجد میں جو تالاب والی مسجد کہلاتی ہے۔ اسی قسم کا ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس کا نام
شیخ الہند اسیر الثانی یادگار میں مدرسہ عربیہ محمودیہ رکھا گیا۔ اب تک اس مدرسہ میں قرآن کریم کی خدمت انجام
دے رہے ہیں۔ ایک قلیل مدت میں لوگوں کو بڑا فیض پہنچایا ہے۔ اس مدرسہ میں بہار اور اڑیسہ کے بہت سے
طالب علم اضلاع سے آکر تعلیم پلے ہیں۔ باقاعدہ مطبوع بھی قائم ہے جس سے نادر بچوں کی پرورش کا انتظام ہوا ہے۔
(ج) قاری شرف الدین بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ اب تک جہان بھئی سے تھوڑی سی مدت میں
وہاں دینی ماحول پیدا کر دیا اسی وجہ سے آپ کو مقبولیت تمام حاصل ہوئی ہے اور ہر جگہ لوگ انکو یاد کرتے ہیں۔
(ج) شہر گھاتی میں تعلیم و تبلیغ کا بھی مقبول انتظام ہے۔ آغاز تنظیم سے تھوڑی سی مدت میں متعدد
عظیم الشان تبلیغی اجتماع منعقد کئے گئے جن میں ملک کے اکابر علمائے کرام شرکت کرتے ہیں۔ انہیں سے پسند
قابل ذکر ہستیوں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی۔ مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوری۔ مولانا حکیم شریف الحسن
شیدا سنہلی وغیرہ ہیں

۱۳۳۷ء مولد سنہلی۔ والد کا نام مولانا محمد حسن محشی ہلاریہ (احمد حسن
مولانا حکیم شریف الحسن شیدا سنہلی کے نام سے مشہور تھے) ولادت ۲۲ شوال ۱۲۹۲ء میں ہوئی اپنے والد

کی کتابوں کا ذکر کروں گا۔

- (۱) قرآن مجید کا ایک ورق شیشہ پر چپکا ہوا تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) کا خط کوفی میں ہے
 (۲) حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق خط کوفی میں شیشے پر چسپان ہے۔
 (۳) حضرت امام حسن کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک صفحہ خط کوفی میں شیشہ پر چسپان ہے۔
 (۴) قرآن شریف کا ایک نسخہ خط کوفی میں عباسی عہد کے اوائل کا ہے جس کی تقطیع حائل سے بھی کچھ چھوٹی ہے۔

- (۵) یا قوت مستعصمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا $۵ \frac{1}{2} \times ۱۰ \frac{1}{4}$ کا نسخہ قرآن جس کی کتابت رمضان ۶۶۸ھ میں ختم ہوئی۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ زیاد الدولہ مراد خاں کے پاس ۱۱۷۰ھ میں تھا۔
 (۶) خط بصر میں ایک قرآن شریف جو انھوں نے تیسری صدی ہجری میں لکھا گیا۔ دو جلدوں میں بڑی سائز پر یہاں موجود ہے
 (۷) خط کوفی اور خط بصر کے درمیانی خط کا ایک حائل جو چوتھی صدی ہجری میں لکھا گیا جس کے کاتب محمود بن احمد مصری تھے۔

- (۸) عبدالباقی الحداد کا وہ حائل شریف جو مطلقاً و مذہب ہے جسے اوس نے شاہ جہاں کو نذر کیا تھا یہاں موجود ہے۔

- (۹) بڑی تقطیع کا قرآن شریف جسے عبدالباقی الحداد نے اورنگ زیب کو نذر کیا تھا وہ بھی یہاں موجود ہے
 (۱۰) ایک قرآن شریف مطلقاً و مذہب جس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے اور ایک ورق میں ایک پارہ ہے کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ اسی نمونے کے اور قرآن شریف بھی ہندستان کے شہروں میں پائے گئے جن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

- (۱۱) ملا جیون کے فرزند عبدالمجید کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ قرآن شریف مطلقاً و مذہب جس میں بین السطور فارسی ترجمہ سرخ سے ہے بید نزول و تفسیر حاشیہ پر درج ہے۔

- (۱۲) تجوید و قراءت پر عربی زبان کی پچاس قلمی تصانیف جو مستند اساتذہ کی ہیں یہاں موجود ہیں ان میں سے اکثر محمد بن الصباع کی مساعی سے مصر میں شائع ہو چکی ہیں۔ میں نے پہلی بار پٹنہ لائبریری ٹیکسٹ بکس میں دیکھا کہ اگر مصر میں تجوید و قراءت کی اشاعت کا کام نہ بھی ہوتا تو صرف یہی ایک لائبریری ان تمام تصانیف کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سکتی تھی۔

- (۱۳) کتاب الحجۃ فی القراءات السبعۃ از ابو علی الحسن بن احمد بن عبدالغفار بن محمد بن سلیمان ابن ابان الفارسی مشہور نحوی (یہ کتاب تین جلدوں میں ہے) مصنف کا سنہ ولادت ۲۸۸ھ ہے۔ اساتذہ

ابوبکر محمد بن السراج سے اور پھر ابراہیم بن اسہل سے پڑھا۔ سنہ وفات ۳۴۷ھ ہے۔ اس ایک قلمی نسخہ سے کئی شاگردوں نے استفادہ کیا۔

(الف) تاج الدین ابوالعین زید بن الحسن الکندی کی دستخط بھی موجود ہے۔ جو ۵۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۱۳ھ میں وفات پائی۔

(ب) تاج الدین نے ختم کرنے والی ایک جماعت نے مسجد جامع دمشق میں ۵۸۹ھ میں ختم کیا اس میں پندرہ اشخاص تھے (۱) قاضی ذکی الدین صدر الشام (۲) وجیبہ الدین ابوالفرح (۳) محمد بن احمد الشاطبی المتوفی ۶۱۴ھ وغیرہ۔

(۲) المحتسب فی شرح الشواہد ابوالفتح بن عثمان بن جتی المصنفی النحوی (ولادت ۳۳۰ھ وفات ۳۹۲ھ) شاگرد تھے الفارسی کے۔

(۳) جامع البیان فی القرات سبع از ابو عمر عثمان بن سعید الدانی القرطبی (چار جلدوں میں)

(۴) کتاب التہذیب۔ مصنف بالاعثمان الدانی۔

(۵) کتاب التیسیر ایضاً پانچ قلمی نسخے

(۶) الحرز الامانی ووجہ التعمانی از شاطبی۔

(۷) شرح شاطبیہ از سخاوی شاگرد الشاطبی۔

(۸) کنز المعانی فی شرح حرز الامانی از الجعبری۔

(۹) رسالہ النحل الناصح فی حل مشکل الواضح از الجعبری۔

(۱۰) اللالی الفریدہ فی شرح القصیدہ از جمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن الحسن۔

(۱۱) ابرار المعانی من حرز الامانی از شہاب الدین ابوالقاسم عبدالرحمن بن اسمعیل المعروف یابی۔

(۱۲) کنز المعانی از برہان الدین ابوالعباس ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن انخلیل الجعبری (المتوفی

۷۳۲ھ) تین نسخے ہیں۔

(۱۳) کتاب العنوان فی القرات سبع از ابو طاہر اسمعیل بن خلف بن سعید المصری۔

(۱۴) المستیر فی القرات عشرہ از ابو طاہر احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر سوار البغدادی۔

(۱۵) نزمیۃ البرہہ فی مذاہب القراءۃ العشرہ۔

(۱۶) عقد اللالی فی القرات سبع العوالی از اشیر الدین ابن حبان محمد بن یوسف بن علی۔

(۱۷) المضبوط فی القرات سبع از عثمان بن محمد بن محمد الغزنوی۔

۱۳۴۴ وطن منو۔ والد کا نام قاری حافظ محمد مصطفیٰ جن کا ذکر فقرہ بالا قاری حافظ عبدالمجہود میں کیا گیا ہے۔ ولادت ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔ بروایت حفص تجوید کے ساتھ حفظ کی تکمیل اپنے والد سے کی۔ دارالعلوم منو کے طالب علم ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

۱۳۴۵ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر (۱۳۴۳) میں آچکا ہے قاری حافظ محمد زبیر درکھنگوی آپ کا بھی شیخ القراء حافظ محمد مصطفیٰ کے اچھے شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔

۱۳۴۶ وطن منو۔ والد کا نام مولوی محمد ابراہیم۔ ولادت ۱۳۱۹ھ میں ہوئی قاری خلیل الرحمن ابتدائی تعلیم سہارن پور اور پھر ضیاء العلوم۔ وقرات الفرقان کانپور میں ہوئی آپ کو اپنے چچا زاد بھائی شیخ القراء حافظ عنایت اللہ صاحب سے جن کا ذکر فقرہ ۱۵۲ میں ہو چکا ہے تلمذ رہا۔ کانپور میں شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد کے شاگرد رہے۔ ۱۳۳۶ھ میں کانپور سے تعلیم کی تکمیل کی بعد از ان سب سے قرأت بھی سیکھتے رہے۔ اس کے بعد منو آکر مدرسہ فیض عام میں تجوید وقرات کا درس جاری کیا۔ آٹھ سال مدرسہ عالیہ دارالعلوم منو میں بھی شیخ التجوید رہے۔ آپ پھر مدرسہ فیض العلوم میں کام کر رہے ہیں اور ان پر قادر۔ پختہ عربی لہجہ ہے۔ آپ کے شاگردوں میں قابل ذکر یہ ہیں: (۱) قاری حافظ عبد السبحان (۲) قاری عبد الجبار (۳) قاری حافظ عبدالستار جو بہت خوش الحان اور ادائی پر قدرت رکھتے ہیں۔

۱۳۴۷ وطن منو۔ والد کا نام قاری حافظ عنایت اللہ۔ ولادت ۱۳۳۲ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم کانپور کے قرأت الفرقان میں ہوئی حفظ پورا کیا والد ہی سے ابتداء ایک روایت کی اور پھر ۱۳۵۵ھ میں قرأت سب سے تکمیل کی۔ مدرسہ محمدیہ منو میں تجوید وقرات کا درس دیتے ہیں۔

۱۳۴۸ وطن مبارک پور۔ ولادت ۱۳۳۲ھ میں قاری حافظ ظہیر الدین دوم مبارک پوری ہوئی۔ تلمیذ قاری ریاست علی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم منو میں ہوئی۔ پندرہ سال سے مدرسہ ضیاء العلوم مبارک پور میں شیخ التجوید ہیں۔

۱۳۴۹ مبارک پور میں دیگر قابل ذکر قراء قاری محمد یحییٰ مبارک پوری۔ قاری حافظ عصمت اللہ مبارک پوری۔ قاری حافظ عبد المجیب مبارک پوری۔ قاری محمد شفیع مبارک پوری ہیں۔ یہ سب مدارس میں شیخ التجوید ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں۔

۱۳۵۰ وطن بنارس۔ والد کا نام حافظ محمد عمر ابن حافظ حسن قاری حافظ عبد الحمید بنارسی

ولادت ۱۳۲۲ھ کی ہے۔ مدن پورے میں قاری حمید الدین سنہلی سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ مولوی کادرس والد محمد عمر سے پورا کیا۔ حفص کی تکمیل بھی والد ہی سے کی۔ مدرسہ منظر العلوم میں بیس سال سے تجوید کا درس دیتے ہیں۔

قاری حمید الدین سنہلی ۱۳۵۱ مولد سنہلی۔ ولادت ۱۳۰۰ھ۔ قاری محمد عبداللہ صفائی نے مختلف مدارس و مقامات پر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ کئی سال مدن پورہ۔ بنارس میں قیام کیا اور یہاں کئی قاری بنائے۔ فی الوقت مراد آباد میں مقیم ہیں۔

قاری حافظ محمد اسحاق نابینا بناری ۱۳۵۲ وطن بنارس۔ ولادت ۱۳۲۴ھ المراد آباد جا کر بنارس میں کئی سال سے تجوید کا درس دیتے ہیں۔

قاری ضیاء البشیر بناری ۱۳۵۳ ضیاء البشیر آپ کا تاریخی نام ہے۔ والد کا نام حافظ عبدالغفار۔ ولادت ۱۳۵۵ھ عمر ۲۲ سال۔ قاری عبدالرشید بناری سے بروایت حفص تجوید سیکھ کر دو سال قبل ۱۳۷۵ھ میں سند حاصل کی۔ تاگاٹنہ کا کارخانہ قائم کیا ہے۔ جس کے آپ مالک ہیں۔ کام کے ساتھ ساتھ تجوید کی مشق بھی جاری رہتی ہے۔ خوش گلو ہونے کے علاوہ قدرتا آواز صاف پائی ہے۔ مجھے ان کے استاد کارخانے میں لے گئے۔ اور تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ آپ سے قرأت سنا چاہتے ہیں۔ قاری صاحب نے برقی قوت بند کر دی جس سے تمام مشین بند ہو گئے۔ میں نے مشین جاری رکھنے پر اصرار کیا مگر نہ مانا۔ پورے اطمینان سے ایک رکوع سنایا۔ پھر برقی قوت جاری کر دی۔ مشین چلنے لگ گئیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ ”دست بہ کار اور دل بہ یار“ کی مثالیں اب بھی مفقود نہیں ہیں۔

قاری عبدالرشید بناری ۱۳۵۴ وطن بنارس۔ والد کا نام عبدالرحمن۔ ولادت ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ قاری محمد شفیع اعظمی سے بروایت حفص ۱۳۵۷ھ میں تجوید کی تکمیل کی۔ بیس سال سے فرصت کے اوقات میں درس تجوید دے رہے ہیں۔ دن بھر کپڑا بنتے ہیں اور رات میں درس و تدریس کا کام انجام دیتے ہیں۔ اگر دن میں بعض شاگرد آگئے تو کپڑا بنتے بنتے بھی درس جاری ہو جاتا ہے۔ دل بہ یار و دست بہ کار کی یہ دوسری مثال تھی جو میں نے بنارس میں دیکھی۔ آپ اپنے شاگردوں کو بڑی شفقت سے سکھلاتے ہیں اور سیکھنے کی اہمیت بھی واضح کرتے جاتے ہیں تاکہ کام کے ساتھ کلام اللہ سے وابستگی بھی پوری طرح قائم رہے۔

(ب) آپ کے خاص شاگردوں کے نام یہ ہیں: (۱) قاری ضیاء البشیر جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۳۵۳ میں کیا گیا۔ (۲) قاری محمد الیاس ساکن مدن پورہ (۳) قاری مولوی سعید الرحمن جو فی الوقت ضلع ندیہ میں ہیں (۴) قاری مولوی رمضان علی جو ضلع بالہہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ فی الوقت جو زیر تعلیم ہیں انکی تعداد بھی خاصی ہے (ج) جب میں آپ سے ملنے گیا تو آپ کپڑا بن رہے تھے۔ میں تنہا اور بلا تعارف گیا تھا۔ مگر جب میں نے قرآن سننے کی خواہش ظاہر کی تو یہ آپ کی خوش اخلاقی تھی کہ آپ فوراً اپنی بیٹھک سے نکل آئے اور اسی وقت ایک رکوع سنایا۔ بہت اچھی ادائیگی ہے۔ آواز پر قدرت رکھتے ہیں۔ محتاج و صفات بہت صاف ہیں رکوع سنا کر پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسے ولیوں کی زیارت سے مشرف فرمایا سادگی میں ملبوس تھے۔ گڈری میں لعل بہت تازہ دکھلائی دیتے ہیں اور بادی النظر میں اون کی وقعت بھی نہیں ہوتی۔

۱۳۵۵ وطن بنارس۔ والد کا نام محمد یعقوب۔ ولادت ۱۳۲۵ھ
قاری محمد عثمان بناری قاری محمد شفیع صاحب اعظمی سے تجوید بروایت حفص ۱۳۵۹ھ میں سیکھی
 اسکے بعد درس تجوید جاری کیا۔ آجکل مدرسہ حمیدیہ بنارس میں درس دے رہے ہیں۔

۱۳۵۶ وطن بنارس۔ والد کا نام مولوی نور الحق۔ ولادت ۱۳۲۵ھ میں
قاری محمد ابراہیم بناری ہوئی۔ قاری حمید الدین سنہلی سے بروایت حفص ۱۳۴۰ھ میں تجوید سے
 قرآن ختم کیا۔ درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے نسخوں اور دوسری کتابوں کی دوکان چلاتے ہیں
 دوکان لب سڑک ہے جہاں لوگوں کی آمد و رفت بہ کثرت ہے۔ میں دوکان ہی پر جا کر ملا۔ مجھے تکلف
 ہو رہا تھا کہ یہاں رکوع سنانے کے لئے کیسے کہا جائے۔ بالآخر دینی زبان سے کہا کہ اگر مناسب خیال کریں
 تو کچھ قرآن پاک سنا دیں۔ دوکان ہی پر بیٹھے ہوئے کڑاک کر ایک رکوع سنا دیا۔ آنے جانے والے سب ہی
 سنتے رہے۔ یہ ایمانی جوش اور قرآن مجید سے شغف کا ثبوت ہے جو بہت قابل قدر ہے۔ خوش گلو ہیں
 مولانا محمد یوسف صاحب کے لہجے میں پڑھتے ہیں جو نثر گاہ دہلی سے قراوت نشر کرتے تھے۔ حسینی لہجہ۔ بڑی مصری
 منجھلی مصری۔ حجازی۔ مایا لہجوں کے جاننے والے ہیں۔

۱۳۵۷ وطن بنارس۔ ولادت ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ تلمیذ قاری حافظ
قاری احمد سعید بناری ضیاء الدین احمد صاحب کے ہیں۔ مدرسہ رحمانیہ بنارس میں شیخ التجوید ہیں۔
۱۳۵۸ بنارس کے قراوت ختم کرنے کے بعد اب ہم جو نیور کے قاریوں کا ذکر کریں گے۔ جو نیور میں شیخ القراء
 مولانا کرامت علی صاحب کے خاندان کے اکثر و بیشتر افراد سے ملاقات ہوئی اور اون سے ہی ان حالات کا علم ہوا

قاری مولانا حافظ محمد محمود احمد جوئی قاری | ۱۳۵۹ء مولد جوئی پور۔ والد کا نام مولانا حافظ محمد

عبدالرباب بن مولانا قاری محمد محمود ابن قاری مولانا کرمت علی
ولادت ۱۳۳۵ء میں ہوئی۔ تبلیغی دوروں پر بنگال جاتے رہتے ہیں۔ تجوید اپنے ماموں مولانا ابوالبشر سے
سکھی۔ پرورد آواز میں تلاوت کرتے ہیں۔

قاری عبدالرحیم | ۱۳۶۰ء وطن جوئی پور۔ ولادت ۱۲۸۷ء میں۔ مولانا عبدالقادر جوئی کے
شاگرد۔ مولانا عبدالقادر کی وفات ۱۳۳۳ء میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو فقرہ (۲۸۳)

قاری عبدالرحیم بہ مقام پورنیہ درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

قاری فخر الاسلام جوئی | ۱۳۶۱ء وطن جوئی پور۔ والد کا نام عبدالسلام جوئی ولادت
۱۳۵۰ء میں ہوئی تجوید کی تکمیل قاری بشیر احمد تلمیذ قاری محمد نذر

صاحب لکھنوی سے کی۔ جوان صالح ہیں۔ اچھا پڑھتے ہیں۔

۱۳۶۲ء قرائے جوئی پور کے بعد ہم قرائے الہ آباد کا ذکر کریں گے۔ انہیں سے اکثر کا ذکر تو شیخ القراء
عبدالرحمن مکی اور انکے شاگردوں کے تحت آچکا ہے۔ بقیہ کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

قاری حافظ رجب علی الہ آبادی | ۱۳۶۳ء وطن الہ آباد۔ والد کا نام عبدالغفور۔ ولادت ۱۳۱۵ء
میں ہوئی۔ قاری عبدالرحمن مکی کے شاگرد ہیں اور انکو ایک روایت

سے قرآن سنایا۔ پھر قاری ضیاء الدین احمد سے سب سے قرات کی تکمیل کی۔ مدرسہ عالیہ مصباح العلوم سبزی
منڈی میں ۲۵ سال سے حفظ کرایا کرتے ہیں۔ جید حافظ ہیں۔ یاد بہت اچھی ہے۔ مدرسے بہت وقت
پڑھتے ہیں۔

(ب) ماہ رمضان میں قرآن پاک کے عموماً گیارہ ختم کرتے ہیں۔ چاند رات کو چونکہ صلی تازہ دم
ہوتے ہیں اس لئے بیس پائے سنا دیتے ہیں۔ دوسرے روز دس پائے سنا کر قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں
تیسرے روز سے دس دس پائے سنا کر ہر تیسرے روز ختم کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید کا ایک دور شبینہ میں سنا
ہیں۔ نئے والی مسجد میں آپ کی تراویح ہوتی ہے۔ بڑی بابرکت ہستی ہے۔ الہ آباد میں آپ سے بڑا
فیض جاری ہے۔ میں آپ سے ملا ہوں اور دو روز آپ کی امداد میں نماز بھی پڑھی ہے۔ جو لوگ
جلد ہی قرآن مجید ختم کر دینا چاہتے ہیں وہ ابتدائی تاریخوں میں کثرت سے شریک ہو جاتے ہیں۔

قاری شاہ محمد عمر تھانوی مکی | ۱۳۶۴ء مولد مکہ معظمہ۔ والد کا نام حمد اللہ۔ والد کا وطن تھانہ بھون
ولادت ۱۳۲۱ء۔ قاری حمزہ مینی سے مکہ معظمہ ہی میں تجوید سیکھی

بروایت حفص قرآن مجید تم کیا۔ قاری محمد عبدالرشید ہاجر کی سے بھی تلمذ تھا۔ دیگر علوم اپنے ماموں سے عدن میں حاصل کئے۔ ہندستان آکر آباد میں قیام کیا۔ شیخ القراء ضیاء الدین احمد سے اور پھر قاری مجید الدین صاحب شاطبی کی تکرار کی۔ راندھیر کے مدرسے میں سات سال تجوید سکھاتے رہے اب خان جہاں پور میں تالیف میں

قاری حافظ محب الدین صدیقی ۱۳۶۵ء آپ کے حالات قبل ازین فقرہ ۱۲۳۱ میں درج کئے جا چکے ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست لمبی ہے۔ ممتاز شاگرد یہ ہیں

(۱) مقرر محمد حسین ساکن مالیکاون (۲) قاری احمد ضیاء فرزند اکبر جو عشرہ کے قاری ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ فی الوقت مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں شیخ التجوید ہیں (۳) قاری ظہیر الدین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور (۴) قاری محمد یحییٰ شیخ التجوید مدرسہ شرفیہ مبارک پور (۵) قاری عبدالمسعود جبل پوری (۶) قاری نظام الدین صاحب بلیاوی (۷) قاری محمد شفیع مبارک پوری (۸) قاری عبدالکریم قریشی امبالوی فاضل امینیہ دہلی ناظم مدرسہ عربیہ تجوید القرآن مسجد چاہ طیان والی گجرانوالہ (۹) قاری دل محمد سیالکوٹی (۱۰) قاری محمد اسلام سیالکوٹی (۱۱) قاری عبدالمحفوظ سیلی بھیتی (۱۲) قاری نوشاہ علی بیلی بھیتی (۱۳) قاری علی حسن مدرس انجن معین الاسلام دارالعلوم شہر بستی (ایم پی) (۱۴) قاری عبدالحی مدرس مدرسہ حمایت الاسلام کلکتہ (قاری ظہیر الدین کے شاگرد ہیں) (۱۵) قاری محمد حامد فقیہہ قاری عشرہ۔

قاری محبوب علی الہ آبادی ۱۳۶۶ء وطن الہ آباد۔ متبنی قاری عبدالرحمن مکی۔ ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ تجوید بروایت حفص قاری عبدالمسعود سے لکھنؤ میں سیکھی

قرات سب سے شیخ القراء ضیاء الدین احمد سے اور قرات عشرہ قاری عبدالرحمن مکی سے سیکھیں۔ شاگردوں کے آخری جماعت میں جنھوں نے شیخ القراء عبدالرحمن مکی سے استفادہ کیا ان میں قاری محبوب علی اور قاری محب الدین احمد تھے۔

(ب) قاری محبوب علی کو شیخ القراء عبدالرحمن مکی نے اپنا کل اثنا عشر اور کتب خانہ حوالے کر دیا تھا۔ حالیہ انقلابات میں قاری محبوب علی پاکستان چلے گئے۔ فی الوقت وہ گولڑہ شریف میں مقیم ہیں۔

قاری حافظ عبداللطیف الہ آبادی ۱۳۶۷ء وطن الہ آباد۔ والد کا نام حاجی خدابخش۔ ولادت ۱۳۰۶ھ کم عمری میں والدین کا سایہ اٹھ گیا۔ بھائی کی سرپرستی

میں پڑھتے رہے۔ حفظ کی تکمیل احیاء العلوم میں حافظ خیرات محمد سے کی۔ تجوید میں پہلے بروایت حفص اوسکے بعد سب سے اور پھر عشرہ قرات کی تکمیل قاری ضیاء الدین احمد صاحب سے اور پھر شیخ القراء عبدالرحمن مکی سے کی آپ کے ہم درس قاری عبدالملک اور قاری محمد نذر تھے۔ اب جنرل مرچنٹ کی حیثیت سے تجارت کرتے ہیں

میں ان سے ملاہوں اور ان کی قراءت بھی سنی ہے۔

قاری محمد سراج الحق پروفیسر فارسی الہ آباد یونیورسٹی ۱۳۶۸ء وطن پھلی شہر ضلع جونپور۔ والد کا نام حافظ فضل حق جو قاری عبدالرحمن کے شاگرد و ہم صحبت تھے

ولادت ۱۳۱۹ء میں ہوئی۔ گورنمنٹ کالج الہ آباد میں عربی کے پروفیسر رہے۔ قاری عبدالرحمن سے ایک روایتی تجوید ۱۳۴۲ء میں سیکھی۔ ۱۳۴۲ء میں پنشن لی۔ قاری عبدالرحمن کے حالات و واقعات سے بخوبی واقف ہیں ایک دلچسپ واقعہ پروفیسر صاحب نے یہ بیان کیا کہ ۱۳۴۳ء میں قراءت کا ایک جلسہ مولوی غلام مجتبیٰ جعفری نے اپنے گھر میں منعقد کیا۔ اہل شہر بڑی تعداد میں جمع تھے۔ اوس وقت اتفاق سے قاری ابراہیم رشید اور قاری عبدالرحمن دونوں جلسہ میں موجود تھے۔ پہلے قاری ابراہیم رشید نے ایک رکوع سنایا۔ اوس کے بعد قاری عبدالرحمن سے درخواست کی گئی۔ آپ کی یہ نفسی کا یہ عالم تھا کہ مسابقت کے تصور کے بغیر سادگی کے ساتھ قراءت سنائی مگر عام سامعین یہ اثر لے گئے کہ قاری ابراہیم رشید ہی لکارا کر خوب پڑھے۔

محمد سلیمان سوہتی ۱۳۶۹ء وطن سورت۔ قراءت سیکھنے کی خاطر الہ آباد آکر قاری عبدالرحمن مکی کی خدمت میں لگ گئے۔ تقریباً سات سال تک قیام کر کے عشرہ کی تکمیل کی۔ وہ بھی حضرت عبدالرحمن مکی کے حالات سے واقف ہیں۔ بارہوی میں رہتے تھے۔

حافظ قاری محمد حسین عرف محمد میان الہ آبادی ۱۳۷۰ء وطن الہ آباد۔ والد کا نام ولایت حسین مولانا محمد حسین الہ آبادی کے پوتے ہیں ولادت ۱۳۱۷ء میں ہوئی۔ ایک عرصے تک شیخ القراء عبدالرحمن مکی کی خدمت میں رہ کر حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ الہ آباد میں خوش حال زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جمعیت العلماء شاخ الہ آباد کے صدر ہیں۔

۱۳۷۱ء الہ آباد کے قراء کے بعد اب ہم لکھنؤ کے قراء کا ذکر کرتے ہیں۔ مولانا عین القضاة نے تجوید و قراءت سے جس دلچسپی کا اظہار کیا اوسکی وجہ سے لکھنؤ کا مدرسہ فرقانیہ شمالی ہند کی حد تک تجوید و قراءت کا مرکز بنا رہا۔ اس زمانے میں بھی جتنے قاری وہاں ہیں اور کہیں نہیں پائے جاتے اون میں سے بعض کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ بقیہ قراء کے حالات ذیل میں درج ہیں۔

شیخ القراء حافظ محمد سابق لکھنوی ۱۳۷۲ء آپ کے حالات قبل ازین شیخ القراء عبدالرحمن مکی کے شاگردوں کے تحت فقرہ نمبر ۱۲۵۳ میں بیان کئے گئے ہیں

قاری حافظ محمد الطاف خان نابینا ۱۳۷۳ء وطن لکھنؤ۔ والد کا نام حاجی محمد سلطان خان ولادت ۱۳۲۲ء۔ ۱۵ سال کی عمر میں حفظ کی تکمیل کی

تجوید ایک روایت سے پہلے قاری عبدالمعبود سے ۱۳۴۱ھ میں سیکھی۔ سب سے کی مشق بھی کی۔ ۱۳۵۰ھ سے مدرسہ
 فرقانیہ لکھنؤ میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ فہیم و ذکی۔ ادائی پر قدرت رکھنے والے خوش الحان قاری ہیں۔ شاگردوں
 میں ممتاز نام یہ ہیں :- (۱) قاری محمد سلطان احمد برمی (۲) قاری نور الدین لکھنوی (۳) قاری محمد خالد لکھنوی۔
 ۱۳۴۶ء وطن قصبہ ڈھینکلی۔ گڑگاؤں۔ میوات۔ والد کا نام شیخ کلو
قاری حافظ عبد الرحیم نابینا ولادت ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ ایک روایت سے قاری محمد سابق کو سنایا
 سب سے کی تکمیل قاری محمد سلیمان دہلوی سے کی۔ پانچ سال دہلی میں قیام رہا۔ ۱۳۴۶ھ سے مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ
 میں کام کر رہے ہیں۔ ذہین و فہیم بہت جوشیلے نوجوان ہیں۔

۱۳۴۵ء وطن لکھنؤ۔ والد کا نام واجد علی۔ ولادت ۱۳۳۱ھ میں ہوئی۔
قاری محمد اسلم لکھنوی پہلے قاری محمد نذر صاحب سے ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ پھر قاری عبدالمالک
 کو بروایت حفص سنایا۔ پھر قاری عبد الرحمن مکی کو سنایا۔ مدرسہ فرقانیہ میں ۲۵ سال تک تجوید کا درس دیا
 گرا ب چو پٹیان محبوب گنج میں کرانے کی دوکان کرتے ہیں۔ میں نے اونکی دوکان ہی پر اون سے ایک رکوع
 سنا تھا۔ جھوٹا ٹولہ۔ محبوب گنج میں قاری عبد الرحمن صاحب مکی کی قبر مجھے ساتھ لیجا کر دکھلایا۔

۱۳۴۶ء وطن نارہ۔ والد کا نام منشی عبدالرزاق۔ شیخ القراء حافظ
قاری حافظ عبدالمعبود ناروی ضیاء الدین احمد کے چھوٹے بھائی۔ ولادت ۱۳۰۴ھ۔ ابتدائی تعلیم
 مدرسہ حیات العلوم الہ آباد میں ہوئی۔ قاری عبد الرحمن مکی سے پہلے بروایت حفص اور پھر سب سے عشرہ کی تکمیل
 کی۔ اپنے بڑے بھائی شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد سے بھی استفادہ کیا ہے۔ تکمیل علم کی خاطر امر وہ
 چلے گئے۔ پھر سہارن پور میں پڑھتے اور پڑھتے رہے اور اسکے بعد الہ آباد آکر سب سے عشرہ کی تکمیل کی۔
 مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں قاری عبد الرحمن مکی سے حاصل کی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں چالیس سال تک تجوید و قرأت کا درس دیا۔
 ۱۳۴۵ھ سے مدرسہ تجوید القرآن محلہ دریائی ٹولہ لکھنؤ میں درس دیر ہے ہیں آپ کی ہستی بڑی بابرکت ہے۔ قدیم اساتذہ کو دیکھے
 ہوئے ہیں۔ ادائی بہت عمدہ اور صاف ہے لہجہ جما ہوا۔ حجازی سن میں پڑھتے ہیں۔ مجھ سے کانپور میں
 ملاقات ہوئی۔ بڑی خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ ایک رکوع بھی سنایا۔ شاگردوں میں ممتاز یہ ہیں :-

(۱) قاری حافظ احتشام علی کانپوری (۲) قاری اظہر حسن (۳) قاری نور الحق لکھنوی (۴) قاری
 حبیب الرحمن لکھنوی (۵) قاری محمد الطاف لکھنوی (۶) ڈاکٹر عطاء الرحمن فرزند (۷) قاری حافظ عبدالمنان
 کو ٹولہ کلکتہ۔ سب سے عشرہ قرأت کے شاگرد ستر ہوں گے۔ اور ایک روایت کے تقریباً ایک سو پچاس فارغ التحصیل
 جب سے مدرسہ تجوید القرآن میں آئے ہیں یہاں بھی پچاس ساٹھ ایک روایت سے فارغ ہوئے۔

قاری وودالھی لکھنوی | ۱۳۷۷ء آپ کے حالات بمبئی کے قراء میں
ملاحظہ ہوں۔

قاری عبداللہادی لکھنوی | ۱۳۷۸ء مولد مکہ معظمہ۔ لکھنوی میں ایک عرصہ سے اقامت اختیار کی۔
معلم الحجاج ہیں۔ ایک روایت سے تجویذ سیکھی ہے۔ مدرسہ النبات سرانے میر
لکھنوی میں درس ہیں۔

۱۳۷۹ء لکھنوی کے ممتاز قراء کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم کانپور کے قراء کا ذکر کرتے ہیں۔ شہر کانپور ایک عرصہ
سے علوم دینی کی خدمت کر رہا ہے۔ یہاں کے مخیر تاجروں نے ہمیشہ علماء و قراء کی سرپرستی کی ہے قاری عبدالرحمن
مکی پہلے کانپور میں اگر غلام حسین کے پاس ٹھہرے۔ مولانا احمد حسین بھی کانپور ہی میں تھے جو تاجروں میں بہت بڑا
اثر رکھتے تھے۔ ان کے لڑکے مولانا شارا احمد بھی کانپور ہی میں تھے۔ عرض علماء و تجار کے تعاون عمل سے کانپور
میں چار پانچ بڑے دینی مدرسے چل رہے ہیں اور ہر مدرسے میں اچھے قراء موجود ہیں۔ مدرسہ جامع العلوم
سب سے قدیم درس گاہ ہے۔

شیخ القرا بمبیل احمد کانپوری | ۱۳۸۰ء وطن کانپور۔ والد کا نام حاجی عبدالصمد ولادت ۱۳۲۰ء
ابتدائی تعلیم مدرسہ جامع العلوم کانپور میں ہوئی۔ بعد ازاں مدرسہ قراءۃ الفرقان
کانپور میں شیخ القراء عنایت اللہ صاحب اعظمی سے بروایت حفص ۱۳۲۳ء میں تجویذ کی تعلیم حاصل کی۔
بعد ازاں ۱۳۵۳ء میں قراءت سبوعہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۸ء سے جامع العلوم میں تعلیم دے رہے ہیں۔ ادائی پر
قدرت ہے۔ ذہین و فطین ہیں۔ قراء کے متعلق بڑی معلومات رکھتے ہیں۔

(ج) آپ کے شاگردوں میں ممتاز یہ ہیں۔ (۱) قاری شفقت علی (۲) قاری عبدالخالق (۳) قاری
عبداللہ (۴) قاری حافظ محمد احمد (۵) قاری عبدالقادر سلہٹی (۶) قاری مولوی محمد عثمان (۷) قاری حافظ
مولوی عبدالعزیز (۸) قاری مولانا ظفر الدین احمد۔

(ج) قاری صاحب کے پاس قرآن مجید کا ایک نسخہ ہے جو ۱۳۱۳ء میں مطبع فیض مام مظفر آباد سے
قاری عبدالعلیم فرزند قاری عبدالرحمن پانی پتی کے زیر اہتمام طبع ہوا۔ اس پر سبوعہ کا حاشیہ موجود ہے۔ ابتدائی
صفحات میں جملہ قواعد بھی مندرج ہیں۔ طباعت سے پہلے مسودہ کو قاری عبدالرحمن پانی پتی نے دیکھا تھا۔
(۲) قرآن شریف کا دوسرا نسخہ آپ کے پاس ہے جو ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۳۵ء میں سادھوڑے سے شائع ہوا
جس کو قاری محمود حسن سہارن پوری نے طبع کرایا تھا۔ اس پر قاری عبدالرحمن مکی کی تفریظ ہے اس کی ابتداء میں
سبوعہ کے قواعد درج ہیں۔ بین السطور مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے۔ حاشیے پر اختلافات سبوعہ واضح طور

سے درج کئے گئے ہیں۔

شیخ القراء حافظ عنایت اللہ اعظمی ۱۳۸۱ء آپ نے کانپور کے مدارس میں کام کیا ہے اور بہت سے شاگرد چھوڑے ہیں تفصیلی حالات فقرہ نمبر ۱۱۵۳ میں درج ہیں۔

قاری مولوی خلیل الرحمن ۱۳۸۲ء منو کے قراء میں فقیرہ (۱۳۲۶) میں آپ کا ذکر آچکا ہے۔

قاری حافظ ضمیر الدین ۱۳۸۳ء شیخ الغراء حافظ عنایت اللہ سے آپ کو قربت حاصل تھی ولادت ۱۳۳۲ء میں ہوئی۔ مدرسہ قراءۃ الفرقان سے ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ پھر قاری عنایت اللہ صاحب سے سبوح قرأت کی تکمیل کی۔ حلیم مسلم انٹر کالج میں تجوید و قرأت کا درس دیتے رہے۔ اب اعظم گڑھ چلے گئے۔ جہاں تجارت کرتے ہیں۔

قاری حافظ حکیم محمود علی ۱۳۸۴ء وطن کانپور۔ والد کا نام منشی حاجی فتح علی۔ ولادت ۱۳۳۳ء میں ہوئی۔ مدرسہ قراءۃ الفرقان کانپور سے حفظ کی تکمیل کی۔ قاری عنایت اللہ صاحب سے پہلے ایک روایت سے اور پھر سبوح کی سند حاصل کی۔ لکھنؤ سے طب کی سند لی عرصے تک کانپور میں مطب کرتے رہے۔ اب پاکستان جا کر کراچی میں مطب قائم کیا ہے۔

قاری حافظ ضیاء الدین ۱۳۸۵ء وطن قصبہ فتح پوری۔ اعظم گڑھ۔ ولادت ۱۳۲۲ء میں ہوئی قاری عنایت اللہ صاحب سے پہلے تجوید بروایت حفص اور پھر قرأت سبوح کی تکمیل کی۔

قاری حافظ ظہور احمد ۱۳۸۶ء وطن کانپور۔ ولادت ۱۳۲۵ء میں ہوئی۔ قاری عنایت اللہ صاحب سے پہلے بروایت حفص اور پھر قرأت سبوح سیکھیں۔

قاری محمد عبداللہ ۱۳۸۷ء وطن کانپور۔ ولادت ۱۳۲۰ء میں ہوئی۔ قاری عنایت اللہ صاحب سے پہلے بروایت حفص تجوید سیکھی۔

قاری حافظ مظفر الدین شاہ آبادی ۱۳۸۸ء ضلع ہردوئی کے رہنے والے۔ ولادت ۱۳۱۷ء میں ہوئی۔ پہلے تجوید بروایت حفص بعد ازاں سبوح قرأت قاری عنایت اللہ صاحب سے سیکھیں۔ اب ہردوئی کی مسجد میں امام ہیں۔

قاری محمد نصیر بیگ لکھنؤی ۱۳۸۹ء وطن لکھنؤ۔ والد کا نام حاجی محمد بشیر بیگ صاحب

ولادت ۱۳۴۱ھ میں ہوئی۔ ۳۲ سال سے کانپور میں ہیں۔ تعلیم کانپور ہی میں حاصل کی۔ مدرسہ جامع العلوم میں قاری جمیل احمد صاحب سے ۱۳۵۷ھ میں تجوید سیکھی۔ ۷ سال سے درس و تدریس کا کام انجام دیتے ہیں۔

قاری ڈاکٹر عطاء الرحمن عرف قاری عبدالودود | ولادت ۱۳۴۵ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں۔ ڈاکٹری کی سند ٹیکل کالج لکھنؤ سے حاصل کر کے اب کانپور میں خانگی مطب کرتے ہیں بڑا ہی حفص تجوید سیکھی ہے۔ اپنے والد ہی سے تلمذ رہا ہے۔

قاری حافظ سلطان احمد نابینا | ولادت ۱۳۹۱ھ میں ہوئی۔ مدرسہ جامع العلوم میں تعلیم پائی۔ ۱۳۵۲ھ میں حفص و تجوید کی بروایت حفص تکمیل کی۔ قاری عصام الدین ناروی استاد تھے۔ اس وقت سے لیکر اب تک مدرسہ ضیاء الاسلام کانپور میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ جہیر الصوت۔ ادائی پر قادر تحقیق و خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ انکے شاگرد یہ کثرت ہیں۔

قاری حافظ عرفان احمد | ولادت ۱۳۹۲ھ میں ہوئی۔ والد سے حفص و قرأت کی بروایت حفص تکمیل کی جوان صالح۔ مطیع و اطاعت گزار ہیں۔ میں نے انکے والد کے بعد انکی قراوت بھی سنی ہے اچھا پڑھتے ہیں۔

قاری حافظ ولی اللہ | ولادت ۱۳۹۳ھ میں ہوئی۔ والد کا نام قاری حافظ محمد عبداللہ سابق امام جامع مسجد کانپور۔ جن کا ذکر فقرہ نمبر (۱۰۰۸) میں درج ہے۔ قاری ولی اللہ کی پیدائش ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اپنے والد سے پائی۔ حفص کی تکمیل بھی ان ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ مولانا حاجی قاری جلال الدین سے ۱۳۱۹ھ میں بروایت حفص تجوید سیکھی۔ ۱۳۲۲ھ سے تجوید و حفص کا درس دیتے ہیں۔ محمد خوش مزاج۔ شگفتہ رو۔ فہیم و ذکی ہیں۔ ادائی پر قادر ہیں۔ تحقیق اچھی ہے۔ میں آپ سے کانپور میں ملا ہوں۔ آپ سے قراوت بھی سکتی ہے۔

قاری حافظ عبدالستار نابینا | ولادت ۱۳۹۴ھ میں ہوئی۔ والد کا نام ماسٹر جہدو۔ ولادت ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ حفص کے ساتھ ساتھ بروایت حفص تجوید کی تکمیل قاری دلی اللہ صاحب سے کی۔ مدرسہ جامع العلوم میں مدرس ہیں۔ آواز بلند اور دلکش ہے تحقیق اچھی ہے۔

قاری حافظ محمد صدیق کانپوری | ولادت ۱۳۹۵ھ میں ہوئی۔ والد کا نام حافظ عبدالکریم

ولادت ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فیض مام میں ابتدائی تعلیم پائی۔ دو جہانہ ریاست میں قاری سید حسن حسنا کے ساتھ آٹھ سال تک رہے۔ ۱۶ سال کی عمر میں یعنی ۱۳۱۳ھ میں وطن واپس آئے۔ پہلے بروایت حفص اور پھر سبوحہ قرأت سیکھیں۔ ۱۳۱۳ھ میں شادی ہوئی۔ کچھ عرصے تک تجارت کرتے رہے۔ لیکن گزشتہ ۳۵ سال سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ چار سال سے بوجہ معذوری چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے۔ لوگ بزرگ مانتے ہیں اور مکان پر ملنے آیا کرتے ہیں۔ ۱۳۷۷ھ میں مجھے بھی حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید ہیں۔ اونکی کرامتوں کے قصے بیان کرتے رہے۔ اس وقت عمر ۸۲ سال کی ہے۔

قاری حافظ محمد عتیق ۱۳۹۶ھ وطن کا پتور۔ والد کا نام قاری حافظ محمد صدیق جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مکھینان بازار میں قیام ہے۔ ولادت ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ مسجد چوک میں پائی۔ قاری عبدالرحیم صاحب مروہی سے حفظ و قرأت کی تکمیل مدرسہ جامع العلوم میں کی۔ اب سات سال سے مدرسہ انوار القرآن میں مدرسہ کر رہے ہیں۔ کچھ روز سفری اجتہاد بھی رہے۔

قاری شفقت علی ۱۳۹۷ھ وطن ملیح آباد۔ ضلع کھنور۔ والد کا نام سلامت علی۔ ولادت ۱۳۲۱ھ درسیات و دینیات کی تکمیل مدرسہ جامع العلوم جامع مسجد کا پتور سے کی۔ حضرت

حفص کی روایت میں تجوید کی تعلیم قاری مظفر الدین شاہ آبادی سے پائی۔ تکمیل قاری جمیل احمد صاحب سے کی۔ ۱۳۵۸ھ میں سندلی۔ اٹھارہ سال سے مسجد صوبہ دار میں امامت کرتے ہیں۔ نیز آٹھ سال سے مدرسہ جامع العلوم میں دینیات کی تعلیم دے رہے ہیں۔ تین سال سے پکے چمڑے کی تجارت بھی کرتے ہیں خوش الحمان ہیں۔ محتاج و صفات اچھے ہیں۔ میں نے اونکی قرأت سنی ہے۔

قاری حافظ امداد احمد ۱۳۹۸ھ وطن کا پتور۔ والد کا نام مولانا قاری مشتاق احمد ابن مولانا احمد بن مرحوم شاج منوی مولانا روم۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ سات سال کی عمر میں والد کے

ساتھ مکہ معظمہ چلے گئے۔ تقریباً ایک سال قیام کر کے واپس آئے۔ دو سال کے بعد پھر جا کر چھ سال تک قیام کیا۔ مدرسہ صولتیہ میں شریک ہوئے۔ تجوید قاری عبداللطیف مکی سے سیکھی۔ تحفۃ الاطفال بھی ان ہی سے پڑھی

قاری محمد عبداللہ صاحب سے بھی تجوید سیکھی ہے۔ سولہ سال کی عمر میں واپس ہوئے۔ دو سال کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں حج کے لئے جا کر واپس ہوئے۔ ۱۳۵۳ھ میں اپنی کمائی سے حج کیا۔ جلد دس حج کئے۔ آخری حج

۱۳۷۲ھ میں ہوا۔ درسی کتابیں اپنے والد اور دادا مرحوم کے شاگرد مولانا سلیمان صاحب سے پڑھیں ۱۳۵۲ھ میں تجارت شروع کی جس کا سلسلہ ۱۳۷۲ھ تک جاری رہا۔ تین سال سے بانس منڈی کی

مسجد کے امام ہیں۔ عیدین میں بھی امامت و خطابت کا کام انجام دیتے ہیں۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔ مجھ اپنی عنایت سے ایک رکوع سنایا۔

۱۳۹۹ وطن لکھنؤ۔ والد کا نام منشی فضل حسین۔ ولادت ۱۳۳۳ء میں
قاری حافظ احتشام علی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں ہوئی۔ خوشنویسی بھی سیکھی۔ ۱۳۵۴ء میں قاری عبدالمجود الہ آبادی سے تجوید سیکھی وہاں سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں چار سال تک تعلیم پاتے رہے۔ ۱۳۵۷ء میں کانپور آئے دو سال جامع العلوم میں رہے۔ ۱۳۵۹ء میں سردار مہین سنگھ کی مسجد میں امامت کے لئے مقرر ہوئے اوس وقت سے اب تک اس مسجد کی امامت کرتے ہیں۔

۱۴۰۰ آپ کا تفصیلی ذکر فقہ نمبر (۱۲۰۰) میں
قاری حافظ عبدالستار کانپوری ہو چکا ہے۔

۱۴۰۱ وطن کانپور۔ والد کا نام مولانا شاہ غلام حسین۔ عمر ۲۶ سال ولادت ۱۳۳۱ء
قاری محمد یوسف کانپوری تاریخی نام ضیاء الرحمن۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں ہوئی۔ قاری محمد صدیق مہین سنگھ سے تجوید سیکھی۔ ۱۳۴۱ء میں بروایت حفص پورا قرآن شریف سنایا۔ والد کی جگہ سجادہ نشین ہوئے کمال خان کے احاطہ میں خانقاہ حسینیہ میں فرکوش ہیں۔

۱۴۰۲ وطن کانپور۔ والد کا نام شاہ غلام حسین صاحب۔ محمد یوسف صاحب
قاری محمد یونس کانپوری کے برادر خرد۔ عمر ۲۵ سال۔ ولادت ۱۳۳۲ء میں ہوئی۔ تاریخی نام فضل الرحمن ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں ہوئی۔ تجوید کی تعلیم پہلے قاری محمد صدیق مہین سنگھ سے اور پھر قاری عبدالملک سے حاصل کی۔ جہیر الصوت ہیں۔ مدرسہ فرقانیہ مصری بازار میں مدرس ہیں۔ خانقاہ حسینیہ سے قریب ایک مسجد کی امامت کرتے ہیں۔

۱۴۰۳ کانپور کے قراء کا ذکر ختم کرنے کے بعد ہم مارہرہ جو ضلع ایٹہ میں ہے اوس کے حفاظ و قراء کا ذکر کرتے ہیں۔ مارہرہ میں خانقاہ برکاتیہ ہے جس کی بدولت مارہرہ علم قرآنی و تصوف کا اچھا مرکز ہے

۱۴۰۴ وطن مارہرہ ضلع ایٹہ۔ ولادت ۱۳۳۳ء محرم ۱۳۴۲ء
قاری حافظ ابوالقاسم سید امین حسن ہیں ہوئی پہلے میٹرک پاس کیا۔ اوس کے بعد ایک خواب دیکھا جس میں اپنے بزرگوں کو علوم دینی حاصل نہ کرنے پر ناراض پایا۔ فوراً حفظ و قراءت کی طرف رجوع ہوئے قاری حافظ عبدالکریم صاحب ساکن اترولی (علی گڑھ) سے حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ ۱۹ سال کی عمر میں حفظ سے فراغت پائی۔ تعلیم و درس میں لگے رہے۔ یکم ستمبر ۱۳۴۷ء کو انتقال ہوا۔

قاری حافظ سید فقیہ عالم مارہروی ۱۲۰۵ھ وطن مارہرہ - ضلع ایٹہ - ولادت ۱۳۰۱ھ
 میں ہوئی۔ اپنے والد پھر قاری حافظ عبدالکریم سے حفظ و قراءت کی تکمیل کی۔ اچھے عالم تھے۔ بڑے محنتی اور جفاکش۔ تعلیم و تعلم میں عمر گزاری۔ ۲۸ برس ان ۱۳۳۰ھ کو انتقال ہوا۔

قاری حافظ سید شاہ علی حسن لقب شاہ میان ۱۲۰۶ھ وطن مارہرہ - لقب شاہ میاں
 ولادت ۱۲۹۳ھ - عالم و فاضل۔ اپنے خسر عبدالجلیل صاحب سے تجوید سیکھی اور حفظ بھی کیا۔ پھر قاری عبدالکریم سے رجوع ہو کر حفظ و قراءت کی تکمیل کی
 علیگڑھ کالج میں چالیس سال اردو کے پروفیسر رہے۔

(ب) طبیعت میں متانت و سنجیدگی۔ بااخلاق۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ کالج کے طلباء پر بڑا اچھا اثر پڑا
 جامع الکلمات تھے۔ شاعر بھی تھے۔ حسن تخلص کرتے تھے۔ قراءت بھی بلا لحن پڑھتے تھے اور اشعار بھی گاکر
 پڑھنے کے سخت مخالف تھے۔ ایک شاعرہ میں یہ قطعہ برجستہ کہا تھا۔

سازندوں کے انداز کہاں سے لاؤں ؟ بچتی ہوئی آواز کہاں سے لاؤں
 رکھنا مجھے معاف نو نہالان بر حمن کن ؟ بوڑھا ہوں نیا ساز کہاں سے لاؤں
 وفات ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں واقع ہوئی۔

قاری حافظ عبدالکریم اترولی ۱۲۰۷ھ وطن اترولی ضلع علیگڑھ - ولادت تقریباً ۱۲۵۰ھ
 بڑے اچھے حافظ و قاری تھے۔ خاندان برکاتیہ کے فیملی استاد تھے۔ اکثر
 افراد خاندان خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں سب ہی نے حضرت سے حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ آپ کی بدولت
 اس خاندان میں بہت سے حافظ و قاری ہوئے۔ وفات تقریباً ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

قاری حافظ سید مصطفیٰ حسن ۱۲۰۸ھ وطن مارہرہ - ولادت ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ اولاد
 سے قراءت سیکھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قرآن مجید۔

قاریہ امت الحی عائشہ ۱۲۰۹ھ وطن مارہرہ - ولادت ۱۳۳۳ھ - تجوید کے ساتھ حفظ کی بہی
 تکمیل کی ہے۔ قرآن شریف سے بیحد شغف مند ہے۔ نموش الہامی سے پڑھتی
 ہیں۔ خاندان برکاتیہ کی فرد ہیں۔ لڑکیوں کو قرآن و تجوید سکھاتی ہیں۔

قاریہ فاطمہ صغرا طاہرہ ۱۲۱۰ھ وطن مارہرہ - ولادت ۱۳۲۱ھ - تجوید کے ساتھ حفظ کی
 تکمیل کی قرآن مجید بہت پڑھتی و پڑھاتی ہیں لڑکیوں کو صغرت سے

قرآن شریف ناظرہ پڑھایا کرتی ہیں۔ خاندان برکاتیسکی ایک فرد ہیں۔

۱۲۱۱ مارصرہ کے قراء کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم مصطفیٰ آباد رامپور کے قراء کا ذکر کریں گے یہ شہر فن تجوید و قرأت کا بڑا مرکز رہا ہے۔ یہاں جن بزرگان سلف نے کام کیا اون کا تذکرہ حصہ دوم میں کر دیا گیا ہے اب صرف ان قراء کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس وقت بقید حیات ہیں۔

(ب) رامپور کی اسٹیٹ لائبریری بھی قابل ذکر ہے۔ نوابان رامپور نے اس کتب خانے میں بہت سی نایاب قرآن مجید اور قلمی کتابیں جمع کی تھیں۔ اون میں سے بعض کتابیں تو مرکزی لائبریری دہلی میں منتقل ہوئی ہیں۔ باقی یہاں موجود ہیں۔ اس کتب خانے کے ہتم اہتیا زعلی صاحب عرشی بڑے سلیقہ کے آدمی ہیں۔ بے انتہا خلیق اور کتب میں اشخاص کی ہر طرح مدد فرماتے رہتے ہیں۔ میں نے بھی کئی روز تک اس کتب خانے سے استفادہ کیا ہے۔

۱۲۱۲ مولد رامپور۔ والد کا نام حافظ حاجی شاہ عبداللطیف قاری حافظ حاجی محمد اسماعیل مجددی

مجددی۔ تحصیل سے ابوالخیر مجددی ہیں۔ ولادت ۱۳۲۰ھ ہے۔ ۱۳۲۱ھ میں والد کے ساتھ ہجرت کر گئے۔ ۳۵ سال تک حجاز میں رہ کر ۱۳۵۵ھ میں واپس آئے۔ مدرسہ فخریہ میں ابتدائی تعلیم پائی۔ حفظ و تجوید و دیگر علوم کی تحصیل میں اساتذہ ذیل سے استفادہ کیا۔ (۱) قاری محمد اسحاق ہتم و مدیر مدرسہ فخریہ (۲) قاری محمد حسن شاعر مصری مدنی (۳) شیخ عبدالعزیز مدنی (۴) شیخ محمد حسن مجددی۔ الہو بالکل عربی ہے۔ کوئی شخص مشکل سے آپ کو غیر عرب مان سکتا ہے۔ خوش الحان بھی ہیں۔ قرأت سب سے تکمیل بھی اسی مدرسہ میں کی۔ اور ۱۳۵۵ھ میں واپس رامپور آئے۔

(ب) اکیس سال سے مدرسہ عالیہ رامپور میں شیخ التجوید کی حیثیت سے کار گزار ہیں۔ ملاس میں آپ کے بہت سے قدردان ہیں۔ وہاں آپ کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۲۱۳ وطن رامپور۔ والد کا نام مولوی محمد یوسف، ولادت ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فخریہ مکہ معظمہ میں شیخ حسن سے حفظ و قرأت کی ۱۳۴۲ھ میں تکمیل کی۔ آجکل رامپور میں مقیم ہیں۔ عربی مادری زبان کی طرح بولتے ہیں۔

۱۲۱۴ مولد رامپور۔ والد کا نام مولانا شاہ ابوسعید مجددی۔ حافظ قاری محمد اسماعیل جن کا ذکر فقرہ نمبر ۱۲۱۲ میں کیا گیا اون کے بھتیجے ہیں۔ ولادت ۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ عربی بالکل مادری زبان کی طرح بولتے ہیں۔ حجاز میں ایک زمانہ گزارے۔ بروایت حفص تجوید سیکھی ہے۔ فی الوقت حجازی قونصل خانہ بمبئی میں ملازم ہیں۔

قاری ضیاء الدین آفرور رامپوری | ۱۲۱۵ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام مولوی رحمہ الدین
ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ شیخ القراء عبدالحق سہارن پوری
سے تلمذ ہے ۶ سال سے رامپور کے مدرسہ عالیہ میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ قاری نور الحسن خطیب جامع مسجد
رامپور آپ کے شاگردوں میں ہیں۔ میں نے ان کی قراءت سنی ہے۔

قاری نور الحسن رامپوری | ۱۲۱۶ء وطن رامپور۔ والد کا نام سید جمیل حسن۔ ولادت ۱۳۳۲ھ میں
ہوئی۔ قاری ضیاء الدین آفرور سے ایک روایت سے تجوید سیکھی ہے۔ رامپور
کے جامع مسجد کے امام ہیں۔ میں نے ان کی قراءت سنی ہے۔

قاری عبد الرحمن خان رامپوری | ۱۲۱۷ء وطن رامپور۔ والد کا نام عبد الغفار خاں۔ ولادت
۱۳۴۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے بھی مقری ضیاء الدین آفرور سے
یہ روایت حفص تجوید سیکھی ہے۔ مقامی محکمہ بلدیہ میں ملازم ہیں۔ میں نے آپ کی قراءت سنی ہے۔

قاری حافظ مولوی عبد الحق رامپوری | ۱۲۱۸ء وطن رامپور۔ والد کا نام عبد الحفیظ خان ولادت
۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ تجوید بروایت حفص قاری محمد یوسف
دہلوی سے سیکھی ہے جن کی قراءت کسی زمانے میں نشر گاہ دہلی سے نشر ہو کر تھی۔ عبد الحق صاحب آجکل
رامپور کی جامع مسجد میں امام دوم ہیں۔ میں نے آپ کی قراءت سنی ہے۔

قاری حافظ محمد صابری | ۱۲۱۹ء وطن رامپور۔ والد کا نام نور الدین خان۔ ولادت
۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ قاری حافظ عبد الحق کے شاگرد ہیں۔ مدرسہ
فرقانیہ میں پانچ سال سے مدرس کی حیثیت سے کام انجام دے رہے ہیں۔

قاری حافظ عبد الواحد بیگ نابینا رامپوری | ۱۲۲۰ء وطن رامپور۔ والد کا نام مرزا حمید شاہ بیگ
ولادت ۱۳۳۲ھ۔ عمر ۴۵ سال۔ آپ نے اساتذہ ذیل
سے استفادہ کیا (۱) قاری محمد نذر نابینا لکھنوی جو ۱۳۵۳ھ میں مدرسہ فرقانیہ لکھنوی میں مدرس تھے۔
(۲) قاری علی محمد سنہلی جو سبوعہ کے بہت اچھے قاری اور شیخ القراء عبد الرحمن پانی پتی کے شاگرد تھے (۳)
قاری مرزا محمود بیگ جو قاری محمد عبد اللہ ہاجر مکی کے داماد تھے۔ ان سے ۱۳۶۵ھ میں استفادہ کیا۔
(۴) قاری حفص الرحمن پرتاب گڑھی سے ۱۳۶۷ھ میں یہ مقام دیوبند تسلیم پائی۔

(ح) قاری عبد الواحد بیگ صاحب غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ ادائیگی بہت اچھی۔ نماز
وصفات پر پوری قدرت ہے۔ جہیر الصوت اور ذہن ہیں۔ اپنے اطراف تجوید کا اچھا ماحول بنا رکھا ہے

ایک مدرسہ بھی قائم کیا ہے جس میں دن بھر تجوید کا درس ہوتا رہتا ہے۔ میں قاری صاحب سے ملا ہوں آپ نے میری خاطر ایک تجوید کا جلسہ کر کے اپنے تمام شاگردوں کو سنایا۔ آپ کے شاگردوں میں قابل ذکر یہ ہیں (۱) قاری احمد الزماں (۲) قاری عبدالرحمن (۳) قاری حافظ ریاض الدین (۴) قاری حافظ عبدالحی خان (۵) قاری مولوی نظام الدین منی پوری (۶) قاری ضیاء الدین کچھاری (۷) قاری مولوی نظام الدین دوم کچھاری (۸) قاری عبدالرحمن نابینا جے پوری (۹) قاری خوشنود حسین وغیرہ۔

قاری حافظ احمد الزماں رامپوری (مطابق جنوری ۱۹۲۴ء) قاری حافظ مرزا عبد الواحد بیگ سے بروایت حفص ۱۳۴۱ھ میں تجوید کی تعلیم پائی ہے۔

قاری عبدالرحمن رامپوری (۱۹۲۲ء) وطن رامپور۔ ولادت ۱۳۴۵ھ میں ہوئی۔ مدرسہ فرقانیہ رامپور میں تعلیم پائی۔ قاری حافظ مرزا عبد الواحد بیگ سے بروایت حفص تجوید سیکھی ہے۔

قاری حافظ عبدالحی خان رامپوری (۱۳۲۴ء) وطن رامپور۔ والد کا نام رفیع الدین خان۔ ولادت ۱۳۲۴ھ میں ہوئی۔ حفظ کے ساتھ تجوید بھی قاری مرزا واحد بیگ صاحب سے سیکھی ہے۔ آپ کے فرزند بھی ان ہی قاری صاحب کے شاگرد ہیں۔

قاری حافظ ریاض الدین خان رامپوری (۱۳۵۴ھ) میں پیدا ہوئے۔ قاری مرزا عبد الواحد بیگ صاحب سے حفظ و تجوید حاصل کیا۔

قاری مولوی نظام الدین منی پوری (۱۳۲۵ء) وطن منی پور۔ والد کا نام ضمیر الدین۔ ولادت ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ قاری حافظ مرزا عبد الواحد بیگ کے شاگرد ہیں۔

قاری ضیاء الدین کچھاری (۱۳۲۶ء) وطن کچھار۔ آسام۔ والد کا نام محمد الدین۔ ولادت ۱۳۴۲ھ میں ہوئی۔ قاری مرزا عبد الواحد بیگ صاحب سے تجوید کی تعلیم پائی ہے۔

قاری مولوی نظام الدین دوم (۱۳۵۲ھ) میں ہوئی۔ قاری حافظ عبد الواحد بیگ صاحب سے حاصل کیا۔

قاری عبدالرحمن نابینا (۱۳۲۸ء) مولد ریاست جے پور۔ والد کا نام علاء الدین۔ ولادت ۱۳۵۲ھ کے شاگرد ہیں۔

۳۳
 میں ہوئی۔ قاری حافظ عبدالواحد بیگ سے تجوید سیکھی۔ مدرسہ فرقانیہ میں گذشتہ پانچ سال سے
 مدرسہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

۱۴۲۹ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵
 قاری خوشنودین رامپوری | وطن رامپور۔ والد کا نام احمد حسین خان۔ ولادت ۱۳۵۸ھ
 میں ہوئی۔ قاری حافظ مرزا عبدالواحد بیگ صاحب سے تجوید سیکھی

۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵
 قاری حافظ محمد حسن امروسی | وطن امرودہ۔ ولادت ۱۳۱۶ھ قاری محمد صدیق سے
 ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ بہت خوش الحان۔ لاجواب پڑھنے والے

ہیں۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں چند سال مدرس بھی رہے ہیں۔ شاہی مسجد مزدا آباد میں امام و خطیب رہ چکے
 ہیں رنگون کی سورتی مسجد کے کسی سال تک خطیب رہے۔ اب بیس سال سے نواب قلات کی شاہی مسجد
 کے خطیب ہیں۔ نواب صاحب کے استاد بھی رہے ہیں۔ کچھ روز ہوئے ایک ہاتھ پر فالج ہو گیا۔ باتوں میں فالج
 کا اثر معلوم ہوتا ہے مگر قرآن مجید اب بھی ویسا ہی پڑھتے ہیں۔ قرآن شریف کی ادائیگی میں فالج کا اثر معلوم نہیں
 ہوتا۔ ادائیگی صاف ہے۔

۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶
 قاری سیدہ حافظ قطب الدین سنہلی نابینا | وطن سنہل۔ ولادت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ ریاست
 دان پور میں شیخ التجوید تھے۔ شاطبی زبانی یاد تھی۔ بیوقوفات

کے بہت اچھے جاننے والے ہیں۔ اب بھی مختلف مقامات پر درس میں مشغول ہیں۔

۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷
 قاری سیدہ حافظ عبدالستار نابینا | وطن سنہل۔ ولادت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ عمر
 (۸۰) سال ہے مگر اب تک برابر درس و تدریس کا سلسلہ جاری

ہے۔ حیدرآباد دکن۔ مرادآباد۔ دہلی میں درس تجوید دیا ہے۔ فی الوقت وطن ہی میں مقیم ہیں۔

۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸
 قاری حمید الدین سنہلی | وطن سنہل۔ ولادت ۱۳۰۵ھ۔ قاری عشرہ تھے۔ بنارس
 میں مدین پورے میں اور شاہ جہان پور میں درس دیتے رہے۔ آجکل مرادآباد

میں مقیم ہیں۔

۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹
 قاری حافظ خدا بخش | وطن کانتھ ضلع مرادآباد۔ ولادت ۱۳۱۵ھ۔ قاری محمد صدیق
 کے شاگرد ہیں۔ درس و تدریس کا مشغلہ ہے۔ ممتاز شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) قاری محمد شریف لاہوری (۲) قاری کریم بخش (۳) قاری محمد اسماعیل (۴) قاری فضل کریم

۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹ و ۱۴۴۰
 مرادآباد ایک عرصہ سے تجوید و قرأت و علوم دینیہ کا مرکز رہا۔ یہاں تین بڑی
 درس گاہیں ہیں (۱) مدرسہ شاہی (۲) مدرسہ امدادیہ (۳) مدرسہ جامع مسجد۔ مقری حافظ

محمد عبداللہ صاحب تھانوی نے یہاں برسوں تجوید کا درس دیا ہے۔ اپنے متعدد شاگردوں کو اسنادی کا شرف عطا کیا ہے۔ اونکی بدولت مراد آباد میں تجوید و قرأت کا اچھا ماحول پیدا ہو گیا ہے۔

قاری عشرہ حافظ محمد کامل فضل گڑھی | ۱۲۳۶ھ وطن فضل گڑھ ضلع بجنور۔ ولادت ۱۳۲۶ھ

قاری محمد عبداللہ تھانوی کے ممتاز و قابل فخر شاگرد تجوید اورن ہی سے سیکھی۔ پھر سبذ کی تکمیل کی۔ بعد ازاں الہ آباد جا کر ۱۳۴۸ھ میں شیخ القراء محمد عبدالرحمن مکی سے عشرہ کی تکمیل کی (ب) مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ (میرٹھ) میں تیرہ سال تک تجوید و قرأت کی خدمت انجام دی۔ وہاں سے نکلنے کے بعد مدرسہ شاہی مراد آباد میں تیرہ سال سے شیخ التجوید کی حیثیت سے مامور ہیں۔

(ج) بہت مستعد محنتی۔ اپنے فن میں شغف رکھنے والے ہیں۔ میں ۱۳۴۷ھ میں آپ سے ملا ہوں اور آپ کی قرأت بھی سنی ہے۔ ادائیگی بہت صاف۔ مخارج و صفات پر قدرت۔ خوش الحان قاری ہیں۔ (د) تجوید سے متعلق تین رسائل تصنیف کئے ہیں (۱) رسالہ باب الہمزہ (۲) رسالہ ملح القرآن (۳) اشتباہ الصوت ضار و دار۔

(۵) شاگردوں میں ممتاز نام یہہ ہیں: (۱) قاری عبدالسلام سنجیب آبادی عشرہ کے قاری ہیں (۲) قاری عبدالحق رامپوری سبذ کے قاری ہیں۔ فی الحال کراچی میں مقیم ہیں (۳) قاری حامد حسین قاری سبذ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے خلیفہ ہیں (۴) قاری عاشق الہی نے سبذ قرأت پڑھیں (۵) قاری ابو بکر (۶) قاری محمد ایوب عشرہ کے قاری فی الوقت ہزاری باغ میں ہیں۔ (۷) غرض قاری صاحب کی مستعدی اور انہماک سے ہر سال دو تین قاری سبذ عشرہ کی تکمیل کرتے رہتے ہیں۔

قاری عشرہ حافظ امیر علی بجنوری | ۱۲۳۷ھ وطن نگینہ۔ بجنور۔ ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی

ابتدائی تعلیم مدرسہ امادیہ میں پائی۔ حفظ کی تکمیل کے بعد شیخ القراء محمد عبداللہ صاحب تھانوی سے تجوید اولاً بروایت حفص لیکھی۔ پھر سبذ و عشرہ کی تکمیل ۱۳۶۱ھ میں کی۔ آپ بھی حافظ محمد کامل کی طرح اپنے استاد کے مایہ ناز شاگردوں میں ہیں۔ میں آپ سے دو مرتبہ ملا ہوں ایک مرتبہ مراد آباد میں آپ کے مکان پر ۱۳۷۷ھ میں۔ دوسری بار ایک سال کے بعد کلکتے کی مسجد ندائے عام میں۔ مخرج اچھے ہیں صفات پر عبور حاصل ہے۔ خوش الحان سلیقہ مند۔ متین و سنجیدہ قاری ہیں۔ آپ کی قرأت کو قبول عام کی سند عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف تراویح میں ہر سال کلکتے کی مسجد ندائے عام میں سناتے ہیں۔ کلکتے میں بھی آپ کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کا موقعہ ملا ہے۔

(ب) آجکل مراد آباد کی بڑی مسجد کے امام ہیں جو رستم خان کی تعمیر کردہ لب دریا واقع ہے۔ آپ کے شاگردوں میں ممتاز قراء یہ ہیں۔

(۱) قاری حافظ محمد شفیع قاری سبوح جو فی الوقت پاکستان میں ہیں (۲) قاری حافظ عبدالاحد قاری سبوح جو فی الوقت ڈھاکہ میں ہیں (۳) قاری عبدالمکریم قاری سبوح جو فی الوقت مرشد آباد میں ہیں (۴) قاری حافظ محمد عمر عشرہ کے قاری ہیں۔ فی الوقت پورنیہ بہار میں ہیں (۵) قاری ثناء اللہ سبوح کے قاری ہیں۔ فی الوقت چاند پور علاقہ پاکستان میں ہیں۔

۱۳۳۸ء فی الوقت آپ مراد آباد میں مقیم ہیں۔ آپ کا ذکر قبل ازین قاری حمید الدین سنبھلی فقہ نمبر ۱۳۳۳ میں کر دیا گیا ہے۔

۱۳۳۹ء مولد کانٹھ ضلع مراد آباد۔ والد کا نام شیخ اللہ بخش۔ ولادت ۱۳۱۵ھ میں ہوئی (مطابق یکم جنوری ۱۸۹۷ء) مولانا نور احمد صاحب نقشبندی مجددی سے حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۷ھ میں مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ جاکر قاری محمد صدیق سے تحفہ جزیری رائیہ پڑھا اور دوبارہ بروایت حفص قرآن شریف سنایا۔ ۱۳۴۱ھ سے لے کر ۱۳۴۳ھ تک شاطبیہ حفظ کر کے سبوح کی سند حاصل کی۔ ۱۳۴۵ھ سے لیکر ۱۳۶۷ھ تک امرتسر میں تجوید کی تعلیم دی تقسیم کے بعد بڑے مصائب برداشت کر کے کانٹھ ضلع مراد آباد آگئے جہاں مسجد بخاران محلہ پر کھئی گنج میں امام ہیں۔ تجوید کا درس دینا جاری ہے۔

۱۳۴۰ء سہارن پور بھی تجوید و قراءت و دیگر علوم دینیہ کا مرکز رہا ہے۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور دونوں کی بنیاد ۱۲۸۳ھ میں رکھی گئی۔ اور اوس وقت سے یہ دونوں مدرسے اشاعت علوم کی بڑی اہم خدمت انجام دیر رہے ہیں۔ سہارن پور میں ایک اور مدرسہ تجوید القرآن کے نام سے قائم ہے جس کو شیخ القراء عبدالخالق کی جدوجہد نے چار چاند لگا دیئے۔ سہارن پور کے قراء کا ذکر جلد دوم میں کر دیا گیا ہے۔ اس وقت جو قراء بقیہ حیات ہیں انکے حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

۱۳۴۱ء مولد سہارن پور۔ والد کا نام مولانا محمد کھنسی شاگرد شیخ الحدیث قاری مولانا محمد زکریا و خلیفہ مولانا خلیل احمد صاحب بانی مدرسہ مظاہر العلوم۔ ولادت ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔ حفظ و قراءت کی تکمیل لڑپن ہی میں کر لی۔ ۱۳۴۵ھ میں حج کی عرض سے تشریف لے گئے تو مقری حسن مدنی شاعر سے تجوید و قراءت سیکھی۔ ادن ہی سے شاطبی بھی پڑھی ہے۔ مقری حسن ایک عربی رسالہ سے تجوید سکھلاتے تھے۔ مگر ہندستانی طلباء کو عربی زبان میں تجوید کی کتاب

پڑھنا بار ہوتا تھا۔ اسلئے مقری صاحب کی فرمائش پر حضرت محمد زکریا صاحب نے اس رسالے کا ترجمہ اردو میں کر کے قاسمیہ پریس دیوبند سے ۱۳۴۷ھ میں طبع کرایا اور اس کے کئی نسخے مدینہ منورہ بھیجے۔ اس رسالہ کا نام "تحفۃ الاخوان فی بیان الاحکام تجوید القرآن" ہے۔

(ب) مولانا محمد زکریا صاحب بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ سہارن پور میں آپ کی ذات مرجع خلائق ہے۔ قریب سے جاننے والوں نے بیان کیا کہ حضرت اپنی معمولات کے علاوہ روزانہ قرآن شریف کا ایک دور ختم کرتے ہیں۔ تبلیغی جماعتوں میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں اور بڑے اشتیاق کے ساتھ حدیث کا درس دیتے ہیں۔

۱۲۲۲ء وطن دیوبند۔ والد کا نام منشی فضل حق۔ ۳۲ سال سے قاری حافظ محمد سلیمان دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں تجوید سکھلا رہے ہیں۔ آپ کا ذکر فقرہ نمبر ۱۲۳۶ میں آچکا ہے۔ ۱۳۵۵ھ میں انتقال ہو گیا۔

۱۲۲۳ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام سید ندیر احمد قاری حافظ محمد ابراہیم سہارن پوری تاریخی نام مظفر حسن ہے۔ ولادت ۱۳۳۸ھ میں ہوئی عمر ۳۹ سال۔ مظاہر العلوم میں تعلیم پائی ہے۔ تجوید بروایت حفص اور پھر قرأت سبعہ کی تکمیل شیخ القراء محمد سلیمان دیوبندی سے ۱۳۶۰ھ میں کی۔ بہاول پور میں دو سال تک تعلیم دی ہے۔ سہارن پور میں ۱۲ سال سے یعنی ۱۳۶۵ھ سے تجوید کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ایک رسالہ بھی تجوید میں تالیف کیا ہے۔ محتاج اچھے ہیں۔ صفات پر پورا عبور ہے۔ مستعد و کارگذار۔ ذہین و ہوشیار معلم ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں قرأت بھی سنی ہے۔

۱۲۴۴ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام قاری حافظ حاجی قاری حافظ مظفر حسین سہارن پوری مفتی سعید احمد جن کا ذکر فقرہ ۱۲۰۴ جلد دوم میں آچکا ہے مظفر حسین کی پیدائش ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم میں ہوئی۔ شیخ القراء محمد سلیمان سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ خوش الحان اور ادائی پر قادر ہیں۔ طبعا شریف۔ صالح۔ عابد و ملنا رہیں مدرسہ مظاہر العلوم کے مدرس اور مسجد متعلقہ کی امامت کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔ میں آپ سے ملا ہوں بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ اپنی قرأت بھی سنائی

۱۲۴۵ء آپ کے تفصیلی حالات جلد دوم فقرہ نمبر شیخ القراء عبد الخالق علی گڑھی (۱۲-۲) میں درج ہیں۔

قاری حافظ محمد اسحاق سہارن پوری | ۱۲۲۶ء والد کا نام قاری حافظ محمد ابراہیم
 جن کا ذکر فقہ نمبر ۱۱۵ میں کیا گیا ہے۔ محمد اسحاق کا وطن
 سہارن پور۔ ولادت ۱۳۲۹ھ۔ شیخ القراء عبد الخالق خان سے تجوید بروایت حفص سیکھی۔ حضرت نے
 اپنی موجودگی میں آپ کو تجوید سکھانے کے لئے مدرسہ تجوید القرآن میں شریک کر لیا تھا۔ ۱۳۶۷ھ سے مسلسل
 تجوید کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

قاری حافظ عبد الباری سہارن پوری | ۱۲۲۷ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام شیخ القراء عبد الخالق
 ولادت ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ والد سے حفظ و قراءت
 عشرہ کی تکمیل کی۔ دس بارہ سال مدرسہ تجوید القرآن میں رہے۔ پھر علیگڑھ چلے گئے۔ اب غالباً قصبہ بھینٹ
 میں مقیم ہیں۔

قاری حافظ محمد صدیق سہارن پوری | ۱۲۲۸ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام حاجی حیدر علی
 ولادت ۱۳۳۲ھ۔ شیخ القراء عبد الخالق سے ایک روایت
 سے تجوید سیکھی۔ ۱۳۵۰ھ سے اسی مدرسہ تجوید القرآن میں تجوید کا درس دے رہے ہیں۔

قاری حافظ الشہیدہ | ۱۲۲۹ء وطن سہارن پور۔ والد کا نام عبد المجید۔ ولادت ۱۳۲۷ھ میں
 ہوئی۔ ایک روایت سے شیخ القراء عبد الخالق سے تجوید سیکھی۔ خوش الحان
 قاری ہیں۔ مزاج و صفات پر عبور حاصل ہے۔ ان کو ہر دل عزیز کی بھی حاصل ہے۔ ماہ رمضان میں مدرس
 وحید آباد جاکر تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے ہیں۔ مدرسہ تجوید القرآن میں ایک سال سے کام کر رہے ہیں۔

۱۲۵۱ء امرتسر میں قاری حافظ خدا بخش نابینا کی وجہ سے جن کا ذکر فقہ نمبر (۱۲۳۹) میں کیا گیا ہے
 قراءت کا اچھا ماحول بن گیا۔ ۱۳۲۵ھ سے ۱۳۶۷ھ تک امرتسر میں آپ کی تعلیم کے نتیجے سے طور پر جو جو دین پیدا
 ہوئے ادن کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قاری حافظ محمد شریف نابینا | ۱۲۵۲ء وطن امرتسر۔ والد کا نام شیخ مولا بخش۔ ولادت ۱۳۳۱ھ
 میں ہوئی۔ قاری حافظ خدا بخش کی نگرانی میں حفظ کی تکمیل کی

تین سال تک نابینا اسکول میں دستکاری و صنعت سیکھتے رہے۔ اوسکے بعد تجوید سیکھنی شروع کی پہلے قاری فضل کریم سے بروایت سیدنا حفص قرآن مجید ختم کیا۔ پھر مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ جا کر قاری عبدالمعبود سے اولاً ایک روایت سے اور پھر سبوح قرات کی تکمیل کی۔ پھر قاری محمد عبدالشہد مراد آبادی کے پاس جا کر امتحان دیا۔ کامیابی کے بعد شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد سے استفادہ کرتے رہے۔ پہلے چند روز آپ نے کراچی میں کام کیا۔ اب لاہور میں بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔ ۱۳۵۵ھ سے اب تک درس کا سلسلہ جاری ہے

قاری کریم بخش امرتسری | مولد جلال آباد۔ ضلع شاہ جہان پور۔ والد کا نام شیخ الہی بخش
ولادت ۱۳۰۸ھ۔ قاری محمد صدیق مہمن سنگھی سے مدرسہ فرقانیہ میں پہلے
ایک روایت سے اور پھر سبوح قرات سے قرآن شریف سنایا۔ ۱۳۲۷ھ میں امرتسر گئے۔ وہاں تجوید کی خدمت
کرنے بہت سے شاگرد پیدا کئے اون میں ممتاز نام یہہ ہیں۔ (۱) قاری محمد طفیل (۲) قاری فضل کریم۔
(ج) تقسیم ہند کے بعد لاہور چلے گئے۔ جہاں اب درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

قاری محمد اسماعیل امرتسری | مولد کھنڈہ ضلع مردان۔ حفظ کے بعد قاری خدا بخش اور قاری
پڑھی۔ پھر قاری عبدالمالک سے استفادہ کرتے رہے۔ بعد ازاں مراد آباد جا کر قاری محمد عبدالشہد سے استفادہ
کیا۔ سبوح و عشرہ قرات کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں امرتسر میں کام کرتے رہے اب لاہور میں مقیم ہیں

قاری امیر الدین بجنوری | وطن کھاری۔ ضلع بجنور۔ ولادت ۱۳۳۳ھ میں ہوئی ۱۳۳۱ھ
میں امرتسر جا کر قاری خدا بخش سے تجوید سیکھی۔ تین قاری عید الشکور کی نگرانی
میں قرات کی مشق جاری رہی۔ پھر سہارن پور جا کر قاری عبدالخالق کے پاس تجوید کا امتحان دیا۔ اب لاہور
میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

قاری عبدالشکور امرتسری | مولد بجنور۔ والد کا نام بلال عرف بلو۔ تسللاً راجپوت ہیں
ولادت ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔ ۱۳۲۰ھ میں قاری محمد ادریس صاحب سے
ایک روایت کی سند لی۔ پھر قاری محمد صدیق صاحب کو سہارن پور میں سنا تے رہے۔ ۱۳۲۵ھ میں بہ مقام
بہرائچ دو سال تک مدرس رہے۔ ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ چلے گئے۔ جہاں ۱۳۳۵ھ تک
درس دیتے رہے۔ ۱۳۳۶ھ سے ۱۳۴۷ھ تک امرتسر میں اور ۱۳۴۷ھ سے ۱۳۵۵ھ تک مراد آباد میں تجوید
کا درس دیتے رہے۔ اب غالباً دہلی میں ہیں۔

قاری حافظ فیض کریم امرتسری | مولد امرتسر۔ والد کا نام شیخ نہاب الدین پہلے

قاری خدابخش کی نگرانی میں حفظ کرتے رہے۔ پھر قاری مظفر علی سے کچھ یاد کیا۔ حفظ کی تکمیل قاری حافظ عبداللطیف کی نگرانی میں کی۔ درس و تدریس میں لگے رہے۔

۱۲۵۸ء دارالعلوم دیوبند میں گذشتہ ۲۵ سال سے تجوید و قرأت پر بڑا زور دیا جا رہا ہے۔ مولانا حافظ حسین احمد مدنی نے دارالعلوم کے ہر طالب علم کے لئے ایک روایت سے تجوید سیکھنا لازمی قرار دیا تھا چنانچہ پانچ مقربان کرام یہاں مقرر ہیں اور ہر درجہ میں کثیر التعداد طلباء اون سے استفادہ کرتے ہیں ذیل کے شیوخ قابل ذکر ہیں :-

شیخ القراء حافظ حفظ الرحمن برتاب گڑھی | ۱۲۵۹ء آپ کا تذکرہ فقرہ نمبر ۱۲۲۵ میں بھی ہے مگر حضرت سے ملنے کے بعد جو واقعات خود حضرت نے

بیان کئے وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ وطن برتاب گڑھ۔ والد کا نام مولانا عبدالشکور ولادت ۱۳۱۴ھ روز چہار شنبہ۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا محمد یعقوب سے اور پھر اسکول میں حاصل کی۔ والدہ سے گلستان یوستان پڑھی۔ بارہ سال کی عمر میں ۱۳۲۹ھ میں جامع العلوم کانپور میں داخل ہوئے جہاں تین سال تک تعلیم پائی۔ آگرے میں مولوی سعادت صاحب کے پاس معقولات کا درس حاصل کیا۔ ایک سال کے بعد الہ آباد آکر مولانا عبدالرحمن مکی سے شاطبی رائیہ۔ تیسیر۔ درہ۔ وجوہ المسفرہ وغیرہ جیسی مستند کتب میں بالاستیعاب مطالعہ کیا اون سے فارغ ہونے کے بعد طلباء کی جدید جماعت جب یہ کتابیں شروع کرتی اوسکے ساتھ خود بھی شریک ہو جاتے۔ اس طرح چار سال تک الہ آباد میں تعلیم حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے جہاں چار سال تک علوم کی تکمیل کی۔ قاری عبدالرحمن مکی کی اجازت سے عشرہ کا درس دیتے رہے حافظ بہت قوی پایا ہے جو کچھ استاد نے بتایا اوس پر مزاولت کی وجہ سے حفظ ہو گیا۔ درس کا طریقہ ہی یہہ مقرر کر لیا کہ جو کچھ استاد نے بتایا ہے من و عن او سکو شاگردوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

(ب) ڈھاکے میں تین سال تک قیام کیا۔ گذشتہ ۲۵ سال سے دارالعلوم دیوبند میں شیخ التجوید ہیں۔ اخلاق و ملتساری میں نظیر نہیں رکھتے۔ طبیعت میں عجز و انکساری بیحد ہے۔ خوش الحان قاری ہیں ادائی پر عبور ہے۔ آواز پر قابو ہے۔ شاگردوں سے خلوص کا برتاؤ ہے۔ یوپی بہار اور بنگال میں آپکی بہت شہرت ہے۔ اکثر شہروں میں جایا کرتے ہیں۔

(ج) ایک مرتبہ ایک شہر میں پہنچے تو وہاں قرأت کا جلسہ مقرر تھا۔ احباب کے اصرار پر حضرت بھی جلسے میں تشریف لے گئے۔ جاتے ہی حاضرین نے پڑھنے کی فرمائش کی۔ حضرت نے ایک رکوع سنا دیا۔ اوسکے بعد ایک نوجوان پڑھنے لگا جس نے تجوید نہیں سیکھی تھی۔ جب وہ پڑھ چکا تو لوگوں نے اوس سے

پوچھا کہ تم نے تجوید کس سے سیکھی۔ اس نے قاری حفظ الرحمن کا نام بتایا۔ سوال کیا گیا کہ کیا تم نے اونچی صورت دیکھی ہے کہا ہاں کیوں نہیں۔ پوچھا اون کا حلیہ کیسا ہے۔ تب تو نوجوان پریشان ہوا۔ کسی نے کہا کہ یہ صاحب جنہوں نے ابھی قراوت سنائی ہے قاری حفظ الرحمن ہیں۔ تم کو تجوید آتی نہیں اور تم نے حضرت کا نام لے دیا۔ حالانکہ تم صورت آشنا بھی نہ تھے۔ طالب علم خفیف ہوا۔ مگر جلسے کے بعد آمو جو ہو اور کہا کہ ایک مدرسے میں قاری کی ضرورت تھی میں نے وہاں درخواست دی۔ پوچھا کس سے قراوت سیکھی ہے تو میں نے آپ کا نام بتا دیا۔ ارباب مدرسہ نے خوش ہو کر سند دیکھے بغیر مجھے ملازمت دیدی۔ اب اگر اونکو یہ معلوم ہو گا کہ آپ سے تلمذ نہیں ہے تو مجھے ملازمت سے غلطیہ کر دیا جائے گا اس لئے آپ میری لاج رکھ لیں۔ حضرت نے مشورہ دیا کہ چند روز میں تجوید سیکھ لو۔ ورنہ تمہارا جہل خود تمہاری غلط بیانی کے راز کو فاش کر دے گا۔

(۱۵) حضرت کے شاگردوں میں قابل ذکر یہ ہیں:- (۱) قاری عشرہ فتح محمد نابینا (۲) قاری عشرہ عبدالشکور پانی پتی (۳) قاری عشرہ محمد حسن لاہاری (۴) قاری سبوح محمد میاں (۵) قاری سبوح عبدالجلیل (۶) قاری عشرہ محمد عید اللہ دیوبندی (۷) قاری محمد طیب (۸) قاری عشرہ فیض الحسن جموی (۹) قاری عشرہ گل محمد قندھاری (۱۰) قاری سبوح محمد عثمان سورتی۔

(۱۶) حضرت کو بزرگان دین اور قراء کے واقعات بہت یاد ہیں۔ بعض واقعات کو میں نے ان صفحات میں نقل کیا ہے۔ حضرت کا انتقال ہو گیا۔

قاری حافظ عتیق احمد دیوبندی ۱۳۶۰ء وطن دیوبند۔ والد کا نام حافظ لطیف احمد۔ ولادت ۱۳۲۵ھ۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم میں پائی۔ قاری عبدالوحید سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ بعد ازاں سبوح کی تکمیل کی۔ خوش الحان قاری ہیں۔ ایک عرصے سے دیوبند میں تجوید کے معلم ہیں۔ میں نے ان کی قراوت سنی ہے۔

قاری حافظ جلیل الرحمن دیوبندی ۱۳۶۱ء وطن دیوبند۔ والد کا نام مفتی عزیز الرحمن۔ ولادت ۱۳۲۹ھ۔ عمر ۴۸ سال۔ قاری محمد یامین سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ ۱۷ سال سے دیوبند میں تجوید سکھلا رہے ہیں۔ میں نے آپ سے ملاقات کر کے آپ کی قراوت سنی ہے۔

قاری حافظ محمد نعمان بلیاوی ۱۳۶۲ء وطن بلیا۔ والد کا نام علامہ محمد ابراہیم بلیاوی غلام ربانی۔ تاریخ نام ہے۔ عمر ۴۵ سال۔ ولادت ۱۳۳۲ھ میں ہوئی شیخ القراء حفظ الرحمن و قاری عبدالملک سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ ڈابھیل میں بھی تجوید کا درس دیا ہے۔ گذشتہ چار سال سے دیوبند میں شیخ التجوید ہیں۔

۱۲۶۳ء وطن دیوبند۔ ولادت ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ قاری محمد یارین سے بروایت حفص اور پھر سبوح قراءت سیکھیں۔

۱۲۶۴ء ولادت ۱۳۱۲ھ ہے۔ اولاً مدرسہ قرآنیہ لکھنؤ سے بروایت حفص اور پھر سبوح قرات کی تکمیل شیخ القراء ضیاء الدین احمد سے کی۔ دیوبند میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۲۶ھ تک شیخ التجوید کی خدمت پر مامور رہے۔ بعد ازاں ڈابھیل کی جامعہ میں تجوید کا درس دیتے رہے۔ فی الوقت سخت علیل ہیں۔

۱۲۶۵ء وطن دیوبند۔ والد کا نام اعزاز علی ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ ایک روایت کے قاری ہیں۔ تجوید کا درس دیا کرتے ہیں۔

۱۲۶۶ء ولادت ۱۳۰۳ھ۔ قاری عبدالوحید سے تجوید سیکھی ہے۔ مفسر۔ محدث اور فقیہ بھی تھے۔ پاکستان جا کر انتقال کیا۔

۱۲۶۷ء وطن ڈبائی۔ ضلع بلند شہر۔ والد کا نام حسین احمد ولادت ۱۳۳۲ھ۔ شیخ القراء حافظ ضیاء الدین احمد سے کانپور میں ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ اسکے بعد قاری حافظ قطب الدین سنبھلی سے جن کا ذکر فقہ نمبر ۱۲۰۷ میں گذر چکا ہے۔ ایک روایت سے دور کرتے رہے۔ نظام آباد میں دودھ ترایح میں قرآن مجید سنایا۔ اور ۱۴ سال تک ہر سال بوجھن میں چار سال تک میسور میں ترایح سنائی۔ جہیر الصوت ہیں۔ مخارج و صفات کی ادائیگی صاف ہے۔

۱۲۶۸ء آپ کا ذکر فقہ ۱۲۰۹ میں کیا گیا ہے

۱۲۶۹ء وطن قصبہ کٹھور۔ ضلع میرٹھ۔ شیخ القراء عبدالخالق خان صاحب سے سہارن پور میں تجوید سیکھی۔ سبوح کے جاننے والے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ قصبہ کٹھور کے مدرس ہیں۔

۱۲۷۰ء وطن قصبہ کٹھور۔ ضلع میرٹھ۔ والد کا نام مولانا سید محمد صدیق۔ مہتمم مدرسہ اسلامیہ کٹھور۔ ولادت ۱۳۲۴ھ میں ہوئی۔ قاری عبدالوحید صاحب سے دیوبند میں بروایت حفص تجوید سیکھی۔ پھر سبوح قرات کی مشق کی۔

۱۲۷۲ء پانی پت تین سو سال سے تجوید و قرأت کا مرکز رہا۔ جہاں بڑے باکمال قراء پیدا ہوئے۔
 ۱۹۶۲ء کے انقلاب کے باعث پانی پت نہ صرف قراء سے بلکہ مسلمانوں سے یکسر خالی ہو گیا۔ تاہم جو بزرگ
 اس وقت وہاں ہیں یا وہاں سے پاکستان چلے گئے اونکے کچھ حالات ذیل میں درج ہیں۔

۱۲۷۳ء وطن سہیپور۔ ضلع بجنور۔ والد کا نام محمد منظر اشرف ولادت ۱۳۳۲ھ
 قاری حافظ محمد عمر میں ہوئی۔ پہلے ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ پھر قرأت سب سے کی تکمیل قاری حافظ
 محی الاسلام پانی پتی سے ایک مدرسہ موسومہ تجوید القرآن میں جسے مولانا تقی اللہ صاحب نے حضرت
 کبیر الاولیاء کی درگاہ میں قائم کیا ہے۔ محمد عمر صاحب درس دیتے ہیں۔

۵ داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی بے اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

۱۲۷۴ء قاری عبدالسلام انصاری کے شاگردوں میں قاری حفیظ الدین احمد مدرس مدرسہ حفظ القرآن
 پانی پت (۲) قاری مولوی عبد المجید (۳) قاری عبد القیوم ابن عبدالسلام عباسی (۴) قاری شیر محمد خان
 (۵) قاری شیخ محمد اسماعیل ہیں جنہوں نے مدار القرآن کے نام سے تجوید کا ایک رسالہ ۱۳۵۶ھ میں شائع کیا تھا۔
 (۶) قاری مشتاق احمد خان قاری سید شاگرد عبدالسلام عباسی۔ (۷) قاری حافظ حکیم اللہ مدرس مدرسہ تعلیم القرآن
 (۸) قاری عبدالرحیم صدر المدرسین مدرسہ عربیہ گنبدان (جن کی وفات ۱۳۶۵ھ میں ہوئی) یہ سب اچھے قاری
 تھے۔ ان میں سے اکثر فسادات کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے ہیں۔ بقول وجد ۵

بے باک شنادر ہمت کی توہین گوارا کیا کرتے : دل چیر گئے طوفانوں کے۔ موجوں سے کنار کیا کرتے
 چنگیز خزان کے حکم سے آخر ترک چین کرنا ہی پڑا : پھولوں کی روش پامال ہوئی کانٹوں میں گزار کیا کرتے

۱۲۷۹ء اس گئی گذری حالت میں بھی شہر دہلی قراءے باکمال سے خالی نہیں ہے اون میں سے

مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۲۷۹ء مولد دہلی۔ والد کا نام قاری حافظ شاہ محی الدین عبداللہ المعروف
 قاری زبید ابوالحسن مجددی بہ ابوالخیر مجددی جن کا ذکر فقہ (۱۰۷۳) میں کیا گیا ہے۔ سکونت خانقاہ

حضرت غلام علی شاہ۔ ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ پندرہ سال کے دوران قیام میں تجوید و قراءت
 شیخ التجوید شیخ رفعت سے سیکھی۔ فن قرأت کی مطبوعہ کتابیں وہاں سے ساتھ لے گئے۔ چنانچہ منار الہدیٰ
 کا نسخہ میں نے اون کے پاس دیکھا ہے۔ شیخ شیشی کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ مصر کے بہترین قاری ہیں حفاظت
 کے اعتبار سے قرآن شریف تلاوت کرتے ہیں۔ جب آپ کی قرأت ریڈیو سے نشر ہوتی ہے تو قاہرہ میں سڑکوں پر
 سامعین کے ٹھٹھ لگ جلتے ہیں۔ راستے رک جاتے ہیں۔

(ج) قاری زید صاحب کو حفظ نہ کرنے کا افسوس ہے۔ والد کی اوس وصیت کو دہراتے رہتے ہیں جو انتقال سے قبل فرمایا تھا۔ کہ میان تمہارے خاندان میں دس پشت سے حافظ و قاری و عالم رہے ہیں تم نے قرأت تو سیکھ لی ہے۔ حفظ کی تکمیل کر لینا۔

صاحب زادے زید ابوالحسن کے ساتھ اونکے دونوں بھائیوں کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۷۸ مولد دہلی۔ والد کا نام قاری حافظ شاہ محی الدین عبد اللہ قاری بلال ابوالفیض مجددی المعروف بہ ابوالخیر مجددی۔ سکونت خانقاہ حضرت شاہ غلام علی قاری زید ابوالحسن کے بڑے بھائی۔ ولادت ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ قاری سبہ۔ اٹھارہ پارے تک یہاں حفظ کر چکے تھے۔ خوشنویس بھی ہیں۔ دہلی میں ایک عرصہ تک قیام رہا۔ فی الوقت کوئٹہ میں قیام ہے جہاں آپ کے سرمدین بہ کثرت ہیں۔

۱۲۷۹ مولد دہلی۔ والد کا نام قاری حافظ شاہ محی الدین عبد اللہ قاری سالم ابوسعید مجددی المعروف بہ ابوالخیر مجددی۔ سکونت خانقاہ حضرت شاہ غلام علی۔ ولادت ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ یہ زید ابوالحسن کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ بھی مصر گئے تھے۔ ایک روایت کے قاری ہیں بڑے بھائی کے ساتھ فی الوقت کوئٹہ میں مقیم ہیں۔

۱۲۸۰ وطن گلادڑی ضلع بلند شہر۔ والد کا نام مولانا سید حمید الدین قاری سید محمد میان ہلوی مہتمم مدرسہ منبع العلوم گلادڑی ضلع بلند شہر۔ ولادت ۱۳۲۳ھ ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں ہوئی۔ شیخ القراء حافظ حفظ الرحمن سے ۱۳۶۷ھ میں ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ مسجد فتح پوری کے مدرسہ عالیہ میں شیخ التجوید ہیں۔ ادائیگی بہت صاف ہونے کے علاوہ آپ خوش الحان بھی ہیں۔ مخارج و صفات پر قدرت حاصل ہے۔

(ج) آپ کے ایک شاگرد محمد رمضان ہیں جنہوں نے فتح پوری میں ایک روایت سے سنا کر سندلی پھر دیوبند جا کر سب سے تکمیل کی۔ فی الوقت سورت میں شیخ التجوید ہیں۔

۱۲۸۱ مولد رتھک۔ والد کا نام ملک محمد۔ ولادت ۱۳۳۹ھ مطابق قاری حافظ محمد سلیمان رتھکی یکم نومبر ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ فوجی خاندان سے تعلق ہے۔ قاری محمد عبد اللہ مراد آبادی سے مدرسہ امدادیہ میں یہ روایت حفص ۱۳۵۱ھ میں تجوید سیکھی۔ بعد ازاں دہلی آ کر قاری محمد عبد اللہ المعروف بہ محمد عالم گجراتی سے سب سے تکمیل ۱۳۵۵ھ میں کی۔ ۱۳۶۲ھ سے مدرسہ عالیہ فتح پوری میں شیخ الحدیث ہیں (ج) میں نے اپنی ملاقات میں آپ سے ایک رکوع سنا۔ بہت صاف پڑھتے ہیں۔ مخارج و صفات اچھے ہیں

خوش الحان بھی ہیں۔ متعدد قراء کے حالات سے واقف ہیں۔ ۸۴

قاری مفتی حفیظ الدین دہلوی ۱۲۸۲ء وطن دہلی۔ ولادت ۱۳۱۷ھ۔ قاری محمد عبداللہ المعروف
رنگریزان باڑہ ہندو رائے۔ دہلی میں امام ہیں۔ فن تجوید کی اشاعت کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔
پہلے بروایت حفص اور پھر سبعہ کی سندلی۔ مسجد

قاری عبد الغفور افغانی ۱۲۸۳ء ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی
اور وہیں علوم کی تکمیل کی۔ قاری حافظ محمد عبداللہ المعروف بہ محمد عالم گجراتی سے
تجوید سیکھی۔ ۱۳۵۵ھ میں قاری حافظ محمد سلیمان کے ساتھ دستار بندی ہوئی۔ آپ کو تجوید سے بہت دلچسپی تھی۔
بہت سے لوگوں کو دہلی میں قاری بنا دیا۔

قاری حافظ محمد سلیمان خان قاری سبعہ ۱۲۸۴ء وطن گڑگاؤں۔ میوات۔ والد کا نام کالے خان۔ ولادت
۱۳۳۵ھ عمر ۴۲ سال۔ پہلے اپنے چچا حافظ شمس الدین سے تعلیم حاصل
کی۔ پھر قاری شیر محمد خان پانی پتی دشاگرد قاری عبدالسلام و قاری محی الاسلام اور قاری فتح محمد پانی پتی سے
قراءت سبعہ کی تکمیل کی۔ گذشتہ دس سال سے تکیہ والی مسجد جو آزاد مارکٹ میں بنگال پریس کے قریب ہے
تجوید و قراءت کا درس دیتے ہیں۔ ایثار و صداقت کا نمونہ ہیں۔ بہت منکسر المزاج خلیق و مفسر ہیں خوش الحانی
تے اچھا پڑھتے ہیں۔ قراء میں آپ کی بڑی عزت ہے۔ میں آپ سے لاہوں اور آپ کی قراءت بھی سنی ہے۔

قاری حافظ عبداللطیف پانی پتی مجددی ۱۲۸۵ء مولد پانی پت۔ ولادت ۱۳۱۵ھ قاری محی الاسلام
مجدویہ میں بیعت ہیں۔ حفظ و قراءت کی تعلیم سے خاص شغف ہے۔ گھر پر مدرسہ جاری کر رکھا ہے محلہ شیخان
باڑہ ہندو رائے میں رہتے ہیں۔ جب میں آپ سے ملا تو اپنی اور اپنے بہت سے طالب علموں کی قراءت سنائی
خود قراءے پانی پت کے حالات سے بہت واقف ہیں۔ دیر تک دلچسپ قصے بیان کرتے رہے جن کو ان ہی کے
حوالے سے ان صفحات میں درج کیا گیا ہے۔

قاری حافظ نعمت اللہ مظفر نگری ۱۲۸۶ء وطن مظفرنگر۔ والد کا نام حافظ رحمت اللہ۔ ولادت ۱۳۲۷ھ
میں ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ قاری حفظ الرحمن
سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ تین سال سے مدرسہ تعلیم القرآن گلی قاسم جان دہلی میں کام کر رہے ہیں۔

قاری حافظ نجم الدین دہلوی ۱۲۸۷ء وطن دہلی۔ ولادت ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ فتح محمد نابیتا سے
تجوید سیکھی۔ محلہ بی ماران میں برٹ ہاؤس کے مالک ہیں۔

۱۴۸۸ھ مولد بخارا۔ والد کا نام مولانا عبدالعزیز ولادت
۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ دہلی میں صدیقیہ مدرسے سے فارغ التحصیل

ہوئے۔ حفظ بھی کیا۔ ۱۳۶۲ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ مسجد فتح پوری میں دن بھر تلاوت میں مشغول رہتے ہیں کسی
روز دس پائے اور کسی روز چندہ پائے ختم کرتے ہیں۔ ایک عرصہ سے یہی مشغلہ جاری ہے ایک خاص لذت لیتے ہوئے
اپنی رو میں بڑی خوبی سے پڑھتے ہیں۔ ملنا۔ خوش اخلاق ہیں۔ میں آپ سے ملا ہوں اور قرأت بھی سنی ہے۔

۱۴۸۹ھ وطن دہلی۔ والد کا نام قاری محمد اسحاق۔ ولادت ۱۳۱۴ھ میں ہوئی

قاری محمد یوسف دہلوی | ایک عرصے تک دہلی ریڈیو سے قرآن پاک سناتے رہے۔ انتظامی قابلیت بہت
اچھی ہے۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ۱۳۶۴ھ میں حیدرآباد بھی آئے تھے اور نواب بہادر یار جنگ
کے پاس مہمان ٹھہرے تھے۔ اس وقت آپ کو حیدرآباد کے قراء سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ دہلی میں آپ نے
جمعیت القراء کی بنیاد ڈالی۔ بہت سے ممبر ہوئے۔ فی الوقت پاکستان میں ہیں۔

۱۴۹۰ھ وطن دہلی۔ والد کا نام قاری محمد یوسف ولادت ۱۳۳۴ھ میں

قاری محمد ادریس دہلوی | ہوئی۔ والد سے تجوید سیکھی۔ مستعد نوجوان ہیں۔ نئی دہلی کے جامع مسجد کے
امام ہیں۔ تجوید کا درس بھی دیتے ہیں۔

۱۴۹۱ھ وطن پانی پت۔ قاری عبدالسلام عباسی پانی پتی آپ کے

قاری حافظ فیض احمد پانی پتی | پھوپھاتے۔ حفظ و تجوید کی تکمیل پانی پت میں کی۔ فی الوقت
جامعہ ملیہ دہلی میں درس دیتے ہیں۔

۱۴۹۲ھ وطن پانی پت۔ آپ قاری حافظ فیض احمد کے چھوٹے بھائی

قاری حافظ نبی احمد پانی پتی | ہیں۔ حفظ و قرأت کی تکمیل پانی پت میں کی۔ فی الوقت جامعہ طیبہ میں
درس دیتے ہیں۔

۱۴۹۳ھ وطن دہلی۔ ولادت ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔ حاجی بننے کی سہرائے میں

قاری حافظ حامد حسین | رہتے ہیں۔ تجوید و قرأت کے اچھے جاننے والے ہیں۔ چالیس سال تک فتح پوری کی
مسجد کے مدرسے میں درس قرأت دیتے رہے۔ خوش الحان ہیں، آپ کی قرأت کو سند قبول ہوا ہے۔

۱۴۹۴ھ اکبر آباد آگرے میں زیادہ قراء تو نہیں ملے۔ تاہم شہر قاریوں سے خالی نہیں ہے۔ تین چار
وینٹی مدارس جو مختلف محلوں میں ہیں ان میں قراء کام کرتے ہیں۔ درس و تدریس میں مصروف ہیں جن سے میں مل سکا
وہ یہ ہیں :-

قاری حافظ فیض محمد خان نابینا کرنالی ۱۲۹۵ء وطن کرنال۔ ولادت ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ ایک روایت سے تجوید و حفظ پہلی دفعہ قاری ضیاء الاسلام اکبر آبادی سے سیکھی جو قاری عبد الرحمن پانی پتی کے شاگرد تھے بعد ازاں قاری فتح محمد سے از سر نو تجوید سیکھی۔ آجکل اگر وہ کی جامع مسجد میں جو جہاں آباد کی تعمیر کردہ ہے بچوں کو قرآن شریف کی باظرفہ تعلیم دیتے ہیں اور حفظ کراتے ہیں خوش اسلوبی کے ساتھ ادائیگی پر قدرت رکھتے ہیں

قاری اخلاق حسین کرت پوری ۱۲۹۶ء وطن کرت پور ضلع بجنور۔ والد کا نام مفتی اشرف حسین مال مقیم جیم جیم گلی۔ اگر وہ ولادت ۱۳۲۳ھ دیوبند کے فارغ التحصیل قاری حافظ الرحمن سے ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ مارکٹ میں ننگینہ شو کمپنی کے مالک ہیں

قاری محمد عارف بلند شہری ۱۲۹۷ء وطن بلند شہر۔ والد کا نام حافظ عبدالعزیز۔ ولادت ۱۳۲۶ھ دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ تجوید قاری عتیق الرحمن سے سیکھی ہے۔ آجکل آگرے میں جیم جیم گلی کی مسجد میں بچوں کو درس قرآن دیا کرتے ہیں۔ ایک روایت سے صاف پڑھتے ہیں۔ مخارج و صفات پر اچھا عبور ہے۔ خوش الحان ہیں۔ میں نے آپ کی قراءت سنی ہے۔

قاری محمد حسین ننگینوی ۱۲۹۸ء وطن ننگینہ ضلع بجنور۔ ولادت ۱۳۲۲ھ میں ہوئی۔ قاری عبدالستار سے تجوید ایک روایت سے ۱۳۵۲ھ میں سیکھی۔ فی الوقت آگرے میں درس دیتے ہیں۔

قاری حافظ عبدالعزیز اکبر آبادی ۱۲۹۹ء وطن آگرہ۔ محلہ ہینگ کی منڈی لاڈوگلی میں ڈبے والے مشہور عبدالمالک سے ۱۳۲۷ھ میں سیکھی۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔ مخارج و صفات پر عبور ہے۔ خوش الحانی سے استاد کی طرز میں پڑھتے ہیں۔ میں نے آپ کی قراءت سنی ہے۔ ملاحظہ ہونفرہ نمبر ۱۲۵۱۔

قاری محمد علی میکش اکبر آبادی ۱۵۰۰ء وطن آگرہ۔ ولادت مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳۱۹ھ میں ہوئی مدرسہ عالیہ سے عربی و فارسی کی تکمیل کی۔ قاری عبدالملک سے اولاً ایک روایت سے پھر قرات سب سے سیکھیں۔ شاطبی اور الجزری سبقاً سبقاً پڑھی ہیں۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔ آگرے کے ممتاز شعراء میں آپ کا شمار ہے۔ مجھے اپنا کلام عنایت فرمایا۔

قاری ہونوی حکیم احمد حسن خان بے پوری ۱۵۰۱ء مولد ٹونک۔ ولادت ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ ٹونک میں ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ رام گنج بازار بے پور میں مطب کرتے ہیں۔

۱۵۰۲ ریاست ٹونک حفظ و قراءت کا اچھا مرکز رہی ہے۔ اس ریاست کے حکمرانوں نے حفظ و قراءت میں ایسی دلچسپی لی کہ ٹونک کا بچہ بچہ حافظ و قاری ہونے لگا۔ امراء و علماء میں حفظ کا ذوق ترقی کرتا گیا۔ اس زمانے میں بھی دینی علوم کی چار درس گاہیں ہیں۔ ان کے منجملہ مدرسہ فرقانیہ بہت قدیم ہے اس میں حفظ و قراءت کی تعلیم اچھی ہوتی ہے۔ دوسرا مدرسہ مدرسہ خلیلیہ ہے۔ جو حکیم محمد ظہیر احمد صاحب کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ تیسرا مدرسہ مدرسہ ناصر یہ ہے جس میں قاری صبغۃ اللہ صاحب درس دیتے ہیں۔ ٹال کٹورہ قاریوں کا محلہ کہلاتا تھا۔ جن قاریوں کا انتقال ہو چکا ہے ان کا ذکر جلد دوم میں کیا گیا ہے۔ یہاں صرف موجودہ قراء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۵۰۳ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔ آپ مدرسہ فرقانیہ قاری مولانا بخش ٹونکی ٹونک کے قدیم ترین استاد تجوید ہیں جنہوں نے عرصہ دراز تک اس مدرسہ میں تجوید کا درس دیا ہے۔ اب کچھ زمانے سے علیل ہیں۔ اب بھی مخارج کی غلطیاں بڑی خوبی سے بتاتے ہیں۔

۱۵۰۴ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر ۱۲۲۴ میں آچکا ہے۔ شیخ القراء عبدالملک علیگڑھی آپ نے ٹونک میں بھی ایک عرصہ تک درس دیا ہے (۱) قاری امیر احمد (۲) مقری صبغۃ اللہ (۳) مقری حبیب اللہ آپ کے شاگردوں میں ہیں۔

۱۵۰۵ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر (۱۲۵۴) میں مقری حبیب اللہ قاری عشرہ آچکا ہے۔

۱۵۰۶ آپ کا ذکر قبل ازین فقرہ نمبر (۱۲۵۵) میں آچکا ہے۔ مقری صبغۃ اللہ خان ٹونکی آپ سے لاہور اور آپ کی قراءت بھی سنی ہے اپنی طالب علمی کے زمانے کا ایک دلچپ واقعہ قاری صاحب نے سنایا اور وہ یہ ہے کہ ان کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ انکے چچا نواب سعادت علی خان کے پاس مہتمم شکار گاہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ ایک مرتبہ نواب صاحب شکار کو گئے تو چچا کی اجازت سے خود بھی ساتھ ہوئے اور چچا کے ساتھ ہی اونکے ڈیرے میں قیام کیا۔ کسی نے نواب صاحب سے ذکر کر دیا کہ مہتمم صاحب کا بھتیجا خوش الحان قاری ہے اور کیمپ میں موجود ہے قاری صاحب کو بلانے کیلئے چیرا کی بھیجا گیا۔ چیرا سی نے آکر صبغۃ اللہ صاحب سے کہا کہ نواب صاحب نے یاد کیا ہے۔ پوچھا کیوں؟ چیرا سی نے جواب دیا کہ کسی نے آپ کی قراءت کی تعریف کر دی ہے۔ نواب صاحب آپ سے سننا چاہتے ہیں جواب دیا کہ اگر نواب صاحب کو قراءت سننے کا شوق ہے تو وہ میرے پاس آئیں۔ میں

۸۸
 کیوں اون کے پاس جاؤں؟ چہرہ اسی نے قاری صاحب کا یہ جواب من و عن نواب صاحب تک پہنچا دیا۔ نواب نے ہنس کر کہا بات تو مقول ہے۔ لیکن قاری صاحب کے چچا کو جب اس کی اطلاع ملی تو پریشان ہو کر غیمہ میں آئے اور قاری صاحب پر خفا ہوئے کہ یہ کیا حرکت تھی؟ اب تیرا دماغ اتنا خراب ہو گیا ہے کہ تو چاہتا ہے کہ نواب صاحب تیرے پاس آئیں تو تو ہمیں ملازمت سے چھڑائے گا وغیرہ۔ غرض صبغۃ اللہ کو ساتھ لے کر نواب صاحب کے قیام گاہ پر پہنچے اور اطلاع کرائی کہ صبغۃ اللہ حاضر ہے۔ نواب صاحب سمجھ گئے کہ بہتم صاحب لڑکے پر خفا ہوئے ہونگے۔ کہنے لگے کہ یہ معاملہ میرے اور صبغۃ اللہ کے درمیان ہے آپ اس میں دخل نہ دیں۔ بچے نے غلط نہیں کہا۔ اگر مجھے قراءت سننے کا شوق ہے تو واقعی مجھے جانا چاہیے۔ بہتم صاحب نے بہت معذرت کی۔ مگر نواب صاحب نے نہ مانا۔ اور بچے سے کہا کہ اچھا ہم تمہارے پاس آ کر ہی سیں گے۔ شکار سے واپسی کے بعد ایک روز آئے اور قراءت سن کر بڑی واردی۔

۱۵۰۷ تفصیلی حالات فقرہ نمبر ۲۵۳ میں بیان کئے گئے ہیں۔ قاری محمد سابق لکھنوی
 عبد الملک کے ساتھ آپ بھی ٹونک میں ایک عرصے تک مقیم رہے اور بہت سے شاگرد پیدا کئے۔

۱۵۰۸ وطن ٹونک۔ والد کا نام حبیب اللہ خان ولادت ۱۳۳۹ھ
 قاری حافظ غلام محمد ٹونکی ہے۔ سات سال کی عمر سے انہوں نے حفظ و تجوید شروع کی۔ قاری حبیب اللہ استاد تھے۔ ۲۰ سال کی عمر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ایک روایت سے تجوید ختم کی۔ سترہ سال سے مدرسہ خلیلیہ میں شیخ التجوید ہیں۔ ادائیگی اچھی ہے۔ مخارج و صفات پر پوری طرح حاوی ہیں۔ بچوں کی تعلیم پر بڑی محنت کرتے ہیں۔

۱۵۰۹ وطن ٹونک۔ والد کا نام حاجی محمد بشیر۔ ولادت ۱۳۱۳ھ میں
 قاری حافظ محمد امین ہوئی۔ ۱۳۲۵ھ میں مولوی کامل کا امتحان پاس کیا۔ قاری حبیب اللہ سے تجوید سیکھی۔ جامع مسجد ٹونک کے امام ہیں۔

۱۵۱۰ وطن ٹونک۔ والد کا نام غلام امام بخش۔ ولادت ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔
 قاری کریم حسین قاری حبیب اللہ کے شاگرد ہیں۔ زراح ٹونک میں مدرس ہیں۔

۱۵۱۱ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۴۹ھ میں ہوئی۔ عمر ۲۸ سال۔ قاری
 قاری معین الدین حبیب اللہ سے قراءت سیکھی۔ خوش الحان ہیں۔ فی الوقت درگاہ شاہ عالم واقع احمد آباد میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔

۸۹
۱۵۱۲ء وطن ٹونک۔ والد کا نام قاری حیدر حسن خان جو مولودۃ العلماء لکھنؤ میں
قاری سدر حسن خان | شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔ ولادت ۱۳۲۹ھ۔ لکھنؤ جا کر مدرسہ فرقانیہ سے تجوید
کی سند ۱۳۲۹ھ میں حاصل کی۔ واپس آکر ٹونک میں درس میں لگے رہے۔ اب پاکستان میں مقیم ہیں۔

۱۵۱۳ء مولد کانپور۔ قاری اسد حسن خان کے ہم سبق ہیں۔ لکھنؤ جا کر مدرسہ فرقانیہ سے
قاری ناز خان | تجوید کی سند ۱۳۲۹ھ میں حاصل کی۔ عرصہ دراز تک ٹونک میں تجوید کا درس دیتے رہے۔

۱۵۱۴ء وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ قاری حبیب اللہ سے
قاری حافظ عبدالحق | حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔ قرآن شریف بہت اچھا یاد ہے۔ آواز بلند اور نچستہ
خوش الحان۔ پونا میں گنج پیٹ کی مکہ مسجد کے امام ہیں۔ ۱۳۵۲ھ میں حج کیا۔ حرم میں بیٹھ کر قرآن شریف ختم کیا
پھر تیس طواف میں ایک دور پورا کیا۔

۱۵۱۵ء مولد رامپور۔ دیوبند سے فراغ التحصیل ہو کر ٹونک آئے۔ قاری
قاری محمد عبداللہ نابینا | حبیب اللہ صاحب سے تلمذ کیا۔ قاری سبوح ہوئے۔ ٹونک کے مدرسہ خلیلیہ میں
تعلیم حاصل کی۔ بعد میں پانی پت میں بھی تعلیم پائی۔ خوش الحان قاری تھے۔ ٹونک میں داد کی بڑی مقبولیت تھی
قرآن شریف خوب یاد تھا۔

۱۵۱۶ء وطن ٹونک۔ والد کا نام سعد اللہ خان۔ پیدائش ۱۳۳۷ھ میں
قاری حافظ ظفر اللہ خان | ہوئی۔ قاری سبوح تھے۔ پاکستان چلے گئے۔

۱۵۱۷ء والد کا نام حکیم سید ظہیر احمد برکاتی۔ مولانا برکات احمد ضیا
حافظ قاری سید سعید احمد برکاتی | کے خاندان کے نو بہال۔ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۵۹ھ میں ہوئی۔ تاریخی
نام مختار حسن۔ مدرسہ خلیلیہ سے حفظ و تجوید کی سند لی۔ قاری غلام محمد صاحب کے شاگرد رہے۔ جوان صالح
ہو نہار۔ ذہین و خوش الحان ہیں۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔

۱۵۱۸ء وطن ٹونک۔ والد کا نام حکیم سید ظہیر احمد برکاتی۔
حافظ قاری سید فرید احمد برکاتی | مولانا برکات احمد صاحب کے خاندان کے دوسرے نو بہال۔ ولادت
۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام حکیم افتخار۔ مدرسہ خلیلیہ سے حفظ و تجوید کی سند لی۔ قاری غلام محمد صاحب
کے شاگرد رہے۔ جوان صالح۔ ذہین۔ خوش الحان۔ ایک روایت سے اچھا پڑھتے ہیں۔

۱۵۱۹ء مدرسہ خلیلیہ سے جو طالب علم تجوید کی سند لے کر نکلے اون کی فہرست یہ ہے :-
(۱) قاری حافظ سعید احمد برکاتی (۲) قاری حافظ سید فرید احمد برکاتی (۳) قاری حافظ ضیاء الرحمن ابن

حافظ محمد حسین خان (۴) قاری حاننا عبدالرشید ابن عبدالغفور (۵) قاری حافظ محمد یحییٰ ولد محمد میان (۶) قاری حافظ میرزا احمد ولد نصیب احمد (۷) قاری حافظ رفیق علی ابن منشی سید برکت علی (۸) قاری حافظ محمد صادق ابن حافظ محمد صدیقی (۹) قاری حافظ سمیع اللہ خان ابن حافظ محمد صدیقی (۱۰) قاری حافظ صاحب زادہ عباد اللہ خان ولد صاحب زادہ اسد اللہ خان (۱۱) قاری حافظ عبدالکریم ابن منشی حافظ محمد اسماعیل (۱۲) قاری حافظ سید صابر علی ابن سید شہرت علی (۱۳) قاری حافظ ظہور احمد ابن محمد یعقوب (۱۴) قاری حافظ محمد علی بیگ ولد حافظ احمد بیگ (۱۵) قاری حافظ فضل الرحمن ابن حافظ عبدالرحمن خان (۱۶) قاری احمد خان (۱۷) قاری مصطفیٰ خان۔ (۱۸) قاری سعید احمد ثانی۔

۱۵۲۰ء بھوپال اسلامی ریاست ہونے کی وجہ سے علوم دینیہ کا مرکز رہا۔ یہاں کی بیگمات بڑی متقی پرہیزگار۔ عالموں اور قاریوں کی قدردان رہی ہیں۔ اس لئے بھوپال میں اچھے اچھے قاری آتے رہے اور یہ خصوصیت بھوپال کو اب تک حاصل ہے کہ جو مناصب ساجد و ائمہ کو سابق عہد میں جاری ہوئے تھے وہ اب بھی بحال ہیں اور وہاں کے قراء و حفاظ خوش حال ہیں۔ جن قراء کا انتقال ہو چکا ہے اونکے حالات جلد دوم میں مذکور ہو چکے آئندہ صفحات میں صرف موجودہ قراء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۵۲۱ء آپ کا ذکر قاری محمد عبداللہ مہاجر مکی کے صاحب قاری حافظ مرزا محمود بیگ مکی ضمن میں فقرہ نمبر ۳۱۳ میں درج ہے۔ آپ کے والد کا نام مرزا احمد یار بیگ تھا جو غدر کے بعد مکہ معظمہ چلے گئے وہاں مرزا محمود بیگ ۱۳۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مدرسہ صولتیہ میں ہوئی۔ حفظ کرنے کے بعد قاری محمد عبداللہ صاحب مکی سے تجوید اولاً بروایت حفص سیکھی۔ پھر سب سے ان کی تکمیل ۱۳۳۵ھ میں کی۔ شاطبیہ بھی حضرت سے پڑھی۔ بعد ازاں قاری محمد عبداللہ صاحب نے اپنی لڑکی سے ان کا عقد کر دیا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۳۷ھ میں ہندستان آکر پہلے الہ آباد میں اور پھر بھوپال میں قیام کیا۔ جنرل عبید اللہ خان نے مکہ معظمہ میں آپ کی قراءت سن کر بھوپال آنے کا پیشکش کیا تھا مگر اس وقت وہ نہ آسکے۔ بعد کو جب آئے تو جنرل عبید اللہ خان نے آپ کی قراءت پسند فرما کر مدرسہ عبیدیہ میں مدرس اول مقرر کیا۔ محلات میں بھی آپ کی قراءت بہت پسند کی گئی۔ ۱۹۲۳ء سے مسلسل یہاں خدمت کر رہے ہیں مرض الموت میں جنرل عبید اللہ خان سے قرآن شریف سنا کرتے تھے۔

(ب) لہجہ بالکل عربیوں کے جیسا ہے۔ ادائیگی پر کمال قدرت ہے۔ منہاج و صفات پر پورا عبور ہے۔ آواز میں منہایت ہے۔ دوران ملاقات میں ضاد کے مخرج اور قدم و جدید اخفاؤ پر گفتگو رہی۔ (ج) اب مدرسہ حمیدیہ میں قرآن اور تجوید کے مدرس ہیں۔ تجوید کی تعلیم کے وقت طالب علم کے

صوت طبعی کا لکھنا رکھتے ہیں۔

۱۵۲۲ وطن بھوپال۔ والد کا نام نذیر اللہ خان۔ ولادت
قاری حافظ بشیر اللہ خان بھوپالی | ۱۳۲۲ھ۔ مدرسہ احمدیہ بھوپال میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔
حفظ کی تکمیل کے بعد تجوید و قراءت کی تکمیل بروایت حفص شیخ القراء بختیار خان شیخ التجوید مدرسہ عبیدیہ سے
۱۸ سال کی عمر میں کی۔ اوسکے بعد درس و تدریس میں لگے رہے جامع مسجد میں بیس سال سے امت کرتے ہیں۔
(ب) آپ کے شاگردوں میں (۱) قاری عبدالماجد ابن صدر الدین (۲) قاری نعم اللہ قابل ذکر ہیں۔

۱۵۲۳ مولد بھوپال۔ والد کا نام قاری زین العابدین یعنی
قاری حاجی لطیف الرحمن بھوپالی | ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ
عبیدیہ میں شیخ القراء محمد بختیار خان سے پائی۔ پھر قاری ابراہیم رشید مکی سے بروایت حفص تجوید کی
تکمیل کی۔ تاج المساجد میں مدرس ہیں۔

۱۵۲۴ آپ کا ذکر فقہ نمبر (۱۲۵۰) میں
قاری حافظ حاجی دولوی محمد عثمان آچکا ہے۔

۱۵۲۵ وطن بھوپال۔ والد کا نام قاری حافظ عبدالرحیم۔ ولادت
قاری حافظ عبد الحمید بھوپالی | ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔ مدرسہ قمرن بی میں ابتدائی تعلیم ہوئی۔ بعد ازاں
مدرسہ عبیدیہ میں داخل ہوئے۔ لڑکپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ بروایت حفص خوش الحانی سے پڑھتے
ہیں۔ لہجہ عربی ہے۔ دو شادیاں کی ہیں۔ پانچ چھ بچے ہیں۔

۱۵۲۶ وطن بھوپال۔ والد کا نام پیر حافظ محمد کرم حسین
قاری حافظ پیر محمد صدیق حسین بھوپالی | ولادت ۱۳۲۴ھ۔ مدرسہ عبیدیہ میں قاری علی محمد سے
حفظ و قراءت سیکھی۔ پھر قاری بختیار خان سے تجوید بروایت حفص سیکھی۔ خوش الحان ہیں۔ ادائیگی میں تحقیق ہے
مخارج بہت صاف ہیں۔ ۱۳۲۴ھ میں تجوید کی تکمیل کر کے تجوید سکھلاتے ہیں۔ دارالعلوم میں پانچ سال سے
پڑھا رہے ہیں۔

۱۵۲۷ وطن بھوپال۔ والد کا نام احمد یار خان۔ ولادت ۱۳۲۲ھ
قاری حافظ شفیق الحسن بھوپالی | ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانہ بھوپال میں ہوئی۔ اوسکے بعد مدرسہ عبیدیہ۔ پھر
جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ فاضل درس نظامیہ ہیں۔ تجوید و قراءت پہلے ایک روایت سے اور پھر سب قراءت
سیکھیں۔ قاری مرزا محمود بیگ مکی۔ قاری محمد بختیار خان و قاری عبدالسلام ان کے اساتذہ ہیں تھے عشرہ قراءت

بھی پڑھی ہیں۔ قراء کو منظم کرنے اور تجوید کا شوق دلانے کی فرض سے ایک ادارہ قراءت و تجوید ملار ڈومین کی کجور میں کھول رکھا ہے۔ اس ادارے کی اعزازی خدمات ۱۳۶۸ھ سے انجام دے رہے ہیں۔ مہنت واری جیسے بھی اس مسجد میں ہوتے ہیں۔

(ب) فن تجوید میں ایک رسالہ مصباح القرآن اور ایک رسالہ معلومات قرآنی کے نام سے لکھا ہے۔ پہلا رسالہ ۱۳۶۸ھ میں بھوپال سے شائع ہوا۔ خود بھی خوشنویس ہیں "مشاہیر بھوپال" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ہیں

قاری ابراہیم بیگ بھوپالی | ۱۵۲۸ء وطن بھوپال۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ قاری محمد سلیمان وقاری محمد بختیار خاں سے ایک روایت سے تجوید سیکھی اوسکے بعد فریقہ چلے گئے فی الوقت وہیں مقیم ہیں۔

قاری حافظ منشی عبدالرؤف بھوپالی | ۱۵۲۹ء وطن بھوپال۔ والد کا نام منشی حاجی عبدالحی تجوید سیکھی۔ فی الوقت مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں مدرس ہیں۔

قاری حافظ مفتی محمد عبدالهادی خان | ۱۵۳۰ء وطن بھوپال۔ والد کا نام علامہ عبدالواحد مرحوم ابن عبدالرب۔ ولادت ۱۳۰۲ھ۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانہ و احمدیہ میں ہوئی۔ پھر مہتمم مدرسہ سلیمانہ و احمدیہ و عبیدیہ ہو گئے۔ پھر رکن مجلس علماء ہوئے اوسکے بعد مفتی کی خدمت ملی۔ پھر قاضی مقرر ہوئے۔ سب کو تکمیل قاری عبدالهادی خان سے کی ہے۔ ایک کتاب ہدایت المسالک فی حل تفسیر المدارک لکھی ہے جس میں اختلافات قراءت عشرہ اور اون کی توجیہات بیان کی ہیں۔ کچھ روز پہلے انتقال ہو گیا۔

قاری حافظ محمد اسحاق بھوپالی | ۱۵۳۱ء وطن بھوپال۔ ولادت ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔ شیخ القراء محمد بختیار خاں وقاری محمد سلیمان صاحب سے سب سے قراءت سیکھیں مقبرہ سرکار عالیہ میں ملازم ہیں۔

قاری حافظ محمد یونس خان بھوپالی | ۱۵۳۲ء وطن بھوپال۔ والد کا نام حاجی محمد ابراہیم خان ولادت ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکتب مسجد ابراہیم پورہ سے شروع ہوئی۔ حفظ و قراءت کی تکمیل مدرسہ عبیدیہ دینیہ سے کی۔ قاری محمد بختیار خان استاد تھے ایک روایت سے تجوید سیکھی ہے۔ مدرسہ سلیمانہ میں مولوی کے امتحانات میں شریک ہوئے۔ دارالعلوم جامع احمدیہ سے عالم کا امتحان پاس کیا ہے۔ مختلف مدارس میں کام کیا۔ لڑکیوں کے مدرسے میں تجوید سکھاتے ہیں

نیز تاج المساجد کے مرکز تبلیغی میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ ۹۳

۱۵۳۳ء وطن بھوپال۔ والد کا نام عبدالرؤف۔ والد بگالی تھے
قاری حافظ عبدالشکور بھوپالی | ولادت ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔ قاری محمد بختیار خان و محمد عرب

و قاری مرزا محمود بیگ مکی سے استفادہ کیا ہے۔ بروایت حفص تجوید سیکھی۔ دارالعلوم تاج المساجد کے
شیخ التجوید ہیں۔ سلطان جہاں بیگم کے مقبرے پر حافظ کی حیثیت سے متعین ہیں۔

۱۵۳۴ء وطن بھوپال۔ والد کا نام قاری حافظ عبدالمجید ہے
قاری حافظ عبدالرشید بھوپالی | ولادت ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم علی محمد صاحب کے پاس

ناظرہ قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ قاری محمد بختیار خان سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ حفظ کی تکمیل بھی کی
میر ظہور اللہ صاحب کی مسجد میں بارہ سال سے امامت کرتے ہیں۔ خوش الحان قاری ہیں۔ ادائیگی اچھی ہے
مخارج و صفات پر اچھی قدرت ہے۔

۱۵۳۵ء وطن بھوپال۔ والد کا نام قاری حافظ عبدالمجید۔ ولادت
قاری حافظ عبدالعزیز بھوپالی | ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔ والد سے حفظ و تجوید حاصل کی۔ مسجد سبزی فروشا
میں آٹھ سال سے امامت کرتے ہیں۔

۱۵۳۶ء وطن بھوپال۔ ولادت ۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ قاری
قاری حافظ فضل الرحمن بھوپالی | محمد بختیار خان سے بروایت حفص تجوید سیکھی۔ مجذوبانہ رنگ ہے
قرآن مجید کا روزانہ ایک دور کرتے ہیں۔ مچھلی کے شکار کا شوق ہے۔ گل ڈالکر بیٹھ جاتے ہیں۔ تلاوت شروع
کرتے ہیں۔ مچھلیاں قرآن سننے جمع ہو جاتی ہیں۔

۱۵۳۷ء وطن بھوپال۔ والد کا نام شیخ عبداللہ۔ ولادت ۱۳۳۲ھ
قاری محمد حسن بھوپالی | میں ہوئی۔ تاجر پیشہ ہیں۔

۱۵۳۸ء وطن بھوپال۔ ولادت ۱۳۳۷ھ میں ہوئی۔ قاری
قاری حافظ محمد سلیمان بھوپالی | محمد بختیار خان سے تجوید سیکھی۔ صوفیہ مسجد میں امام ہیں۔ مقبرے
پر قرآن خوانی کرتے ہیں۔

۱۵۳۹ء وطن بھوپال۔ والد کا نام حافظ
قاری حافظ حاجی بھیا فضل الرحمن روتی بھوپالی | عبدالرحمن۔ ولادت ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔
قاری عبدالهادی و محمد بختیار خان کے شاگرد رہے۔ تجوید کا درس دینے میں کمال رکھتے ہیں۔ تیرہ ہینے میں

قاری و حافظ بنا دیتے ہیں۔ بمبئی۔ سورت۔ گجرات۔ نو ساری (بڑودہ) کھلو لوڈ (بڑودہ) مورس (علاقہ فرانسیسی افریقہ) سینٹ ڈینس یونین آف افریقہ میں رہے۔ آپ کے طریقہ تعلیم کو مولوی اشرف علی صاحب نے بہت پسند کیا تھا۔ جب آپ نے ایک آٹھ سالہ لڑکے کو حافظ و قاری کی حیثیت سے اونکے روبرو پیش کیا تو انہوں نے حیرت سے پوچھا تھا کہ کیا ایسے اساتذہ بھی موجود ہیں۔

۱۵۴۰ء وطن بھوپال۔ والد کا نام رمضان علی۔ ولادت ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ ایک روایت کے قاری ہیں۔ سیکل کی تجارت کرتے ہیں۔

۱۵۴۱ء بھوپال میں لڑکیوں کیلئے دو دینی مدارس ہیں۔ ایک مدرسہ بنات کے نام سے قائم ہے جس کو چھ سال قبل بیگم حافظ مولانا عمران خان صاحب نے قائم کیا تھا۔ اس میں فی الحال ۵۲ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ حافظ صاحب کی بیگم کے علاوہ اونکی دو بہنیں اور ایک پھوپھی زاد بہن بھی اس مدرسہ میں تعلیم دیتی ہیں قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے علاوہ عربی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ اس خاتوران میں لڑکیوں کو پڑھانے کا ذوق بہت قدیم ہے۔ شیخ القراء عبد الہادی خان صاحب اور اونکی لڑکیوں کی تعلیمی مصروفیات کا ذکر نقرہ نمبر ۱۰۹۶ (ج) میں کیا جا چکا ہے۔

(حب) دوسرا دینی مدرسہ۔ مدرسہ حیات العلوم ہے جو دارالعلوم دیوبند سے الحاق رکھتا ہے۔ یہ مدرسہ موتی مسجد واقع سبزی منڈی میں واقع ہے اس میں تین سو لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ تجوید و قرأت سکھانے کے لئے تین قاری۔ قاری لطیف الرحمن۔ قاری محمد یونس اور قاری عبدالحق مقرر ہیں۔ اس مدرسہ کی ہمتہ محترمہ ولیتہ بی بی جن کو علوم دینیہ سے بڑا شغف ہے۔ مولوی عبد الرحمن سے تفسیر و حدیث و تجوید سیکھی ہے۔ طالبات کی دس جماعتیں ہیں۔ حدیث و تفسیر کا درس خود دیتی ہیں۔

۱۵۴۱ء خاندیش میں ہالیکاؤں علوم دینیہ کی ترویج میں حصہ لے رہا ہے۔ یہاں تبلیغی جماعتیں بھی کام کر رہی ہیں اور مساجد کے امام بھی تجوید و قرأت کی ترویج میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہاں چار دینی مدارس ہیں جو صاحب خیر حضرات کی بدولت چل رہے ہیں۔ ان سب میں قدیم مدرسہ بیت العلوم ہے۔ جہاں تفسیر حدیث و تجوید کی تعلیم ہوتی ہے۔ دوسرا مدرسہ مدرسہ ملت ہے جس کے ناظم مولانا عبد الحمید نعمانی صاحب ہیں۔ یہاں بھی عربی جدید طریقہ سے پڑھائی جاتی ہے۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ و تجوید کی تعلیم باقاعدہ دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ میں گزشتہ تین سال سے تجوید و قرأت عشرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فارغ التحصیل عشرہ قرأت کے طلباء کی فہرست ۱۹۶۸ء تک (۲۲) تھی

۱۵۲۳ ولادت ۱۳۲۳ھ - الہ آباد میں قاری محب الدین سے بروایت حفصہ ۱۳۲۳ھ
قاری محمد حسین | میں قرآن مجید ستم کیا۔ قرات عشرہ کی تکمیل ۱۳۲۴ھ میں کی۔ تجوید میں ڈورسے (۱)
 مفید الاطفال (۲) مفید الاقوال شرح تحفۃ الاطفال تالیف کئے ہیں۔ ۱۳۲۴ھ سے اب تک درس و تدریس میں
 مشغول ہیں۔ آجکل مالے گاؤں کی مسجد میں امام ہیں۔ اسی مسجد میں درس تجوید بھی دیتے ہیں۔

(ح) آپ کے تلامذہ میں قراتے ذیل قابل ذکر ہیں۔ (۱) قاری مدار بخش برہان پوری (۲) قاری
 جمال الدین (۳) قاری عبدالواحد مدرس مدرسہ تجوید القسراں بمبئی (۴) قاری شمس الضحیٰ ساکن مالیکان
 (۵) قاری محمد عثمان شیخ الحدیث مدرسہ ملت وغیرہ۔

۱۵۲۴ شاگرد شیخ القراء محمد سابق لکھنوی۔ کچھ عرصہ مالیکان کی ایک مسجد
قاری محمد قاسم بخاری | میں امام رہے تھے۔ تجوید و قرات کا درس بھی دیتے رہے۔ آجکل مالیکان
 سے چلے گئے۔

۱۵۲۵ مولد حیدرآباد۔ والد کا نام محمد علی۔ ولادت ۱۳۳۴ھ
قاری جنید علی اورنگ آبادی | میں ہوئی۔ حیدرآباد میں مغلیہ میں قاری احمد اللہ سے جو قاری سید محمد
 تونسلی کے شاگرد تھے۔ تجوید سیکھی۔ سرکاری ملازم رہے۔ ایک عرصے تک اورنگ آباد میں تجوید کا درس دیتے رہے
 گذشتہ چار سال سے مالیکان میں مدرسہ قائم کیا ہے اور اس میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔
 (ح) آپ کی لڑکی بھی قاریہ ہے اور طالبات میں تجوید کی اشاعت کا کام انجام دیتی ہیں۔

۱۵۲۶ قاری غلام رسول نے قاری محمد حسین سے تجوید سیکھی تھی۔ اوسکے بعد
قاری غلام رسول | مدرسہ ملت کی جانب سے آپ کو قاری ڈاکٹر کلیم اللہ حسینی کے مدرسہ میں بھیجا گیا
 ایک سال میں قاری غلام رسول نے قرات عشرہ کی سند لی۔ اوسے بعد مدرسہ ملت میں کام کیا۔ بعد ازاں
 مدرسہ ملت چھوڑ کر منٹار کی مسجد میں پیش امامت کرنے لگے۔ خوش الحان قاری ہیں

۱۵۲۷ ان کے علاوہ بیالیس قاریوں نے مدرسہ ملت میں عشرہ قرات کی سند لی ہیں۔ بعض کے
 نام یہ ہیں۔

(۱) قاری جمیل احمد (۲) قاری محمد ادریس (۳) قاری حافظ محمد بشیر (۴) حافظ عبدالقادر
 (۵) قاری جلال الدین (۶) قاری عبدالرحمن (۷) قاری ریاض احمد۔ (۸) قاری پیر محمد۔
 (۹) قاری سکندر علی (۱۰) قاری مختار احمد (۱۱) قاری عبداللہ ازہری (۱۲) قاری حافظ عبدالجبار ازہری
 (۱۳) قاری مسخر سید (۱۴) قاریہ محبوبہ بیگم (۱۵) قاری عبدالواحد۔

بہنئی کے قراء

۱۵۲۸۔ بہنئی کی عالیشان مساجد جو مغلیہ تاجروں کی یادگاہوں میں خاص نوعیت رکھتی ہیں۔ ان تاجروں نے مساجد کے اطراف دوکانیں بنا کر اونکی آمدنی کو مسجد کیلئے وقف کر دیا ہے۔ اور ہر مسجد کا ایک وقف یورڈ ہے جو آمدنی کو مسجد کی ضروریات پر صرف کرتا ہے۔ چنانچہ مساجد کے امام و خطیب کو دو سو یا ڈھائی سو عام طور سے ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے اور وقف بورڈ کے صدر و سکریٹری کی کوشش یہہ ہوتی ہے کہ اچھا حافظ و خوش الحان قاری مسجد کے لئے مل جائے۔ اس معقول تنخواہ دہی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہندستان کے بہترین قاری و حافظ بہنئی کی ان مساجد میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ لکھنؤ کے اکثر فارغ التحصیل عالم و قاری شیخ القراء عبدالرحمن اور انکے شاگردوں کے اکثر تلامذہ یہاں مسجدوں کی امامت کر کے خوش حال زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے یہہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ ہندستان کے مایہ ناز قراء و حفاظ کی تلاش مقصود ہے تو صرف ایک بہنئی میں اونکو دیکھ لیجئے۔ نیز محمد علی عرب ابن زینل رضا جو جواہرات کے مشہور تاجر ہیں، اور سیتارام بلڈنگ میں جو کرا فورڈ مارکٹ کے پاس ہے سکونت پذیر ہیں۔ ہر دو شنبہ کو عشاء کے بعد اپنے مکان پر قراءت کا جلسہ کرتے ہیں جس میں قراء آکر تقریباً دو گھنٹے قرآن پاک کا ایک ایک رکوع سناتے ہیں۔ اون کی ضیافت چاء۔ کافی و بسکٹ سے کر دی جاتی ہے۔ بعض قراء کو رقمی اعلا دیکھی جاتی ہے۔ اس طرح بہنئی میں ایک خاص ماحول پیدا ہو گیا ہے۔

(ب) مسجدوں کے اماموں کے ذمہ پانچ وقت کی نماز پڑھانا اور جمعہ کی نماز و خطبہ ہوتا ہے۔ اون کو ایک اچھا کمرہ اسی مسجد کے بالائی حصہ میں دیا جاتا ہے و ہاں وہ اطمینان سے رہ سکتے ہیں مگر بیوی بچوں کو نہیں رکھ سکتے۔ ان اماموں کیلئے اچھا موقع ہے کہ وہ تجوید و قراءت کا مدرسہ کھول کر مسلمان بچوں کو قرآن شریف صحت سے پڑھانا سکھلائیں۔ مگر بہنئی کے تجارتی کاروبار و والدین کو فرصت نہیں دیتے کہ وہ خود یا بچوں کو اس طرف رجوع کریں۔ بعض جگہ ابتدائی مدارس میں گراؤن سے اچھے قراء بنکر نہیں نکلتے جس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ جو بہنئی آتا ہے یا جو بہنئی میں رہتا ہے اون کی بڑی غرض تلاش معاش ہوتی ہے اور پھر بہنئی کی گرانی ادس کو دین کے طرف رجوع ہونے کے کم مواقع فراہم کرتی ہے۔

(ج) بہنئی کے قراء جن سے میں نے ملاقاتیں کیں اونکے حالات درج ذیل ہیں:-

۹۴
۱۵۴۹ والد کا نام شیخ معشوق علی ابن شیخ حسین علی (سلسلہ رب
 حضرت عمر سے ملتا ہے) وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۲۲۶ھ م ۱۹۰۶ء
 حفظ حافظ عبد الصمد صاحب سے حاصل کیا جو حفظ کرنے میں غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے۔ محمد صدیق
 مبین سنگھی سے تجوید و قرأت سیکھی۔ ایک روایت کی سند ۱۳۳۸ھ میں لی۔ مدرسہ میں چھوٹی عمر میں
 معین المدرس مقرر ہوئے۔ سب سے پڑھنے کے دوران میں بڑے بھائی کے اصرار پر رنگون چلے گئے وہاں کئی مقامات
 پر رہے۔ رنگون۔ مانڈلا۔ ٹانڈو میں رہنے کے بعد برما کی پہلی شورش میں جو ۱۹۳۷ء میں ہوئی برا چھوڑ دیا۔
 ۱۳۷۲ھ میں قاری عبد المعبود صاحب سے عشرہ کی تکمیل کر کے سند لی۔ کچھ عرصہ کا ٹھیکہ دار اور ویرا دل میں
 خطیب رہے۔ پھر نو ساری ضلع سورت میں خطیب رہے۔ پھر جنوبی افریقہ چلے گئے ۵ سال رہ کر واپس آئے۔
 کوچین اور وانیمباری میں بھی رہے۔ اکثر جگہ بدعات نہ کرنے پر اختلاف کی صورت پیدا ہو کر علیحدگی عمل میں آئی۔
 درس نظامی کی تکمیل کر چکے ہیں۔ ۱۳۸۰ھ سے منارہ مسجد بمبئی میں امام و خطیب رہے۔ اختلافات کی بنا پر
 لکھنؤ چلے گئے۔ ۱۳۸۷ھ میں پھر واپس بمبئی آ گئے۔

(ج) قاری صاحب خبرو۔ خوش الحان۔ خوش خلق و عربی لہجوں کے ماہر ہیں۔ آواز پر قدرت
 محتاج میں تحقیق اور مطمئنین سے پاک ادائی فرماتے ہیں۔ سمجھ اچھی پائی ہے۔ سب سے عشرہ کے اختلافات پر
 اجماع ہو رہے۔

(ج) آپ کے ایک شاگرد محمد انوار الحق آپ سے تجوید سیکھنے آتے ہیں۔ یہ عرب مسجد اگری پارہ متصل
 ندن پورہ میں امامت کرتے ہیں۔

۱۵۵۰ والد کا نام حاجی سید صادق علی مرحوم۔ وطن کنو
 قاری حافظ حکیم مولوی سید دودھی ندوی اولادت ۱۳۳۳ھ م ۱۹۱۳ء آسودہ خاندان میں
 پرورش پائی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے بروایت حفص سند حاصل کی۔ ندوۃ العلماء میں عالم تک تعلیم حاصل کی
 حفظ حافظ اسلم صاحب شہید کے روبرو کیا۔ حافظ اسلم صاحب مدرسہ فرقانیہ کے استاد تھے جو بحالت سجدہ
 شیعوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، سب سے عشرہ کی تکمیل قاری عبد المعبود سے کی۔ افریقہ جا کر وہاں کے قراء سے طے
 حجاز کے قراء کی مجالس میں شریک رہے۔ شاطبی کا ترجمہ اور مقدمہ الجزیریہ کا ترجمہ اردو میں کیا جو ابھی طبع نہیں ہوا۔
 نہایت خوش زبان مقرر ہیں۔ بہترین آواز پائی ہے۔ رفیع و بلند۔ صاحب خلاق حمیدہ۔ شعر و شاعری سے ذوق ہے
 نفیس تخلص فرماتے ہیں۔

(ح) فی الحال بمبئی میں طبابت و تبلیغ فرماتے ہیں۔ آپ کا سفر نامہ مشرقی افریقہ اور سیاسی خطبات طبع

ہو چکے ہیں جو اصلاحی حیثیت سے بلند ہیں۔

۱۵۵۱ والد کا نام حکیم نعمت علی۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۳۶ھ۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ قاری محمد نذر صاحب نابینا سے سند لی۔ پھر قاری محمد سلیمان صاحب بھوپالی و قاری بختیار خان بھوپالی کو سنایا۔ پھر قاری ضیاء الدین صاحب الہ آبادی کو سنایا۔ قاری عبدالرحمن مکی کو بھی سنایا۔ پھر قاری عبدالملک سے پڑھا۔ رنگون میں مدینے کے ایک قاری سے بھی سیکھا۔ کلکتے کی سورتی مسجد میں ۱۵ سال امامت کی۔ رنگون میں ۴ سال۔ نرسا پوری مسجد میں ایک سال تین سال امام مسجد کی امامت کی۔ دہلی کی صدر مسجد میں ایک سال امامت کی۔ کانپور میں پھلی بازار کی مسجد میں ۵ سال امامت کی۔ اوس کے بعد راندھیر میں تین سال رہے۔ بمبئی میں خواجہ مسجد مجید یہ مسجد (فلورافونٹین) موٹی مسجد (بھائی کھلا) میں امامت کی۔ بمبئی آئے ہوئے دس سال ہوئے۔ اب مسجد نواب ایاز میں امامت شروع کی ہے۔ پانچ سال سے بنگلور کے تراویح سناتے جاتے ہیں۔

(ج) آواز میں بھنگلی ہے۔ جہیر الصوت خوش الحان۔ حفظ بہت عمدہ ہے۔ کسی قاری کی بھی نقل بہت اچھی کرتے ہیں۔ بزرگوں کے صحبت یافتہ ہیں۔ چونکہ لکھنؤ میں ایک عرصہ قیام رہا وہاں کے دلچسپ قصے سناتے ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ ایک فوجی افسر فر دوس خان ۶۰ سال کی عمر میں تائب ہو کر تجوید سیکھنے مدرسہ فرقانیہ آئے تھے۔ حفظ بھی کر رہے تھے وہیں لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ ایک اور قصہ کابل کے ایک بزرگ (پیر غلام دستگیر) کا سنایا کہ بہت اچھے صوفی اور صاحب سلسلہ تھے مگر تجوید نہ جاننے کی وجہ سے گمنامی میں آکر مدرسہ فرقانیہ میں شریک ہو گئے اور قاری عبدالمجود سے تجوید سیکھی جب ان کی شخصیت کھلی تو قاری صاحب اونکے مرید ہو گئے۔

(ج) جس وقت قاری ریاست علی صاحب کلکتے میں تھے اوس وقت ۱۳۲۴ھ میں قاری عبدالملک رنگون جلنے کیلئے اونکے پاس مقیم رہے اور اون سے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جھنڈے خان پنجابی جو بڑے ہارمونیم ماسٹر ہیں اور جو حیدرآباد دکن میں بھی رہ چکے ہیں وہ آج کل یہاں ہیں اور ان کا پتہ لگایا جائے میں اون سے ملوں گا۔ قاری ریاست علی صاحب نے ان کا پتہ چلایا اور جا کر اون سے کہا کہ قاری عبدالملک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ کوئی وقت دیں۔ قاری صاحب کا نام سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کل دس بجے دکن آپ انھیں میرے پاس لائیجئے۔ دوپہر کا کھانا میرے ساتھ تناول فرمائیں غرض دوسرے روز قاری عبدالملک صاحب اور قاری ریاست علی صاحب اونکے مکان پر پہنچے۔ تھوڑی دیر میں ایک پارسی نے آکر ہارن بجایا تو خان صاحب نے کہا کہ یہ ایک پارسی مجھ سے ہارمونیم سیکھنے آتا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو اوس کو بلا لیا جائے۔ غرض وہ پارسی آیا۔ خان صاحب کی فرمائش پر اوس نے ہارمونیم سنایا جس سے حاضرین مخطوط ہوئے۔ قاری عبدالملک نے کہا کہ میں قراہت سناتا ہوں اور آپ دیکھیں کہ

آپ کے سر اور راگ سے علیحدہ تو نہیں ہوتا۔ چنانچہ قاری عبد المالک ایک رکوع سنا ہے تھے وہ پارسی راگ کے فن سے جانچ رہا تھا اور میں تجوید کے اصول سے۔ رکوع سنانے کے بعد اوس پارسی نے کہا کہ کوئی فطلی نہیں ہوئی۔ مگر میں جس راگ میں کہوں اوس میں سنائیے۔ چنانچہ اوس کی قرأتش پر عبد المالک صاحب نے ایک دو سہار رکوع پڑھا۔ اس پر اس پارسی نے بڑی داد دی کہ یہ بات بہت مشکل تھی۔ اس کے بعد جھنڈے خان صاحب کے کمالات دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ قاری ریاست علی صاحب کا بیان ہے کہ مجھے پہلی مرتبہ یہہ معلوم ہوا کہ قاری عبد المالک صاحب کو راگ میں تخی دستگاہ ہے۔ (۵) ایک قصہ سنایا کہ قاری عبد التار بخاری جو فی الوقت مدینہ میں مسجد بلال کے امام ہیں ۲۳ سال کی عمر میں کلکتہ آئے تھے۔ عمر حماد کے پاس قرأت کا ایک ہلہ ہوا۔ اوس میں قاری عبد التار نے ایسا پڑھا کہ لوگ عیش عیش کرنے لگے۔ قاری عبد المالک سو اپنے دو شاگردوں کے وہاں موجود تھے۔ قاری عبد التار کے بعد ہی عبد المالک صاحب نے قاری ریاست علی کو پڑھنے کا اشارہ کیا۔ انھوں نے بالکل اسی طرز میں سنا دیا جس سے حاضرین کو اور خود قاری عبد التار کو بڑا تعجب ہوا۔

(۶) اپنے استاد قاری عبد المالک کی تعریف میں یہہ بھی کہا تھا کہ ادن کو قرآن مجید سے غیر معمولی شغف تھا۔ خوب تلاوت کرتے تھے اور مجھے بھی تاکید کی تھی کہ خوب پڑھا کرو۔ جتنا زیادہ پڑھو گے اتنا ہی وہ تم پر کھلے گا۔ چنانچہ تاکید کرتے تھے کہ رات میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرو۔ اکثر اوقات رات میں مجھے قرآن پاک پڑھنے کا موقع ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ استراحت کر رہے ہیں مگر جہاں غلطی ہوئی اور اونٹھ کھا۔ یہہ عجیب خوبی تھی۔ (۷) ماحول کے اثر سے لوگ کس طرح بنتے ہیں اوس کی تائید میں مولانا عبد الشکور مناظر فاروقی کا قصہ بیان کیا کہ وہ النجم کے مدیر تھے انھیں حفظ قرآن کا شوق ہوا تو ۷۵ سال کی عمر میں تکمیل کی۔ بہت صبح پڑھنے لگے تھے۔ یہ ہندستان کے بڑے علماء میں سے تھے۔

۱۵۵۲ والد کا نام فضل العلماء، مولانا عبد الوحید سابق قاری مولوی عبد الحمید افتخار احمد سنہلی نائب صدر مظاہر العلوم۔ سہارن پور (بزمانہ حضرت خلیل الرحمن مرحوم) وطن سنہلی۔ ولادت بروز یکشنبہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ (جنوری ۱۹۱۴ء) تک مدرسہ یوسفیہ ریاست منڈھو (علیگڑھ) میں قرآن مجید و حدیث کا درس حاصل کیا۔ پھر ۱۳۴۹ھ میں منو جاگر تحصیل علم کیا۔ ۱۳۵۲ھ و ۱۳۵۵ھ میں قاری ریاست علی بھری آبادی سے تجوید بروایت حفص پھر قرأت بسو کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۲ھ میں مدرسہ سعیدیہ جامع مسجد شاہ جہاں پور میں درس دیتے رہے ۱۲ سال سے بمبئی میں مقیم ہیں۔ اسل سے کچھ کھلا محلہ کی مسجد میں امامت کرتے ہیں۔ آپ نے قرأت بسو میں ایک تالیف اغاثرہ النظامان پر سجدہ احرف القرآن الملقب یہ ضیاء البذوری اصول قرأت شفاء الصدور مرتب فرمائی ہے جو زیر طبع ہے۔ اس کا مسودہ میں نے بھی

دکھائے۔ بڑی منجیس اور عمدہ کتاب ہے۔

۱۵۵۳ وطن ٹونک۔ ولادت ۱۳۳۳ھ۔ حفظ و قراوت قاری حافظ مولانا مولوی عبدحمید رضا لونی کی تکمیل ٹونک میں مدرسہ امیر یہ سے کی (جو مدرسہ ناصر یہ کی ایک شاخ تھی اور جو اب بند ہو گیا ہے) پھر اپنے نانا حافظ محمد اکرم سے تجوید سیکھی۔ پھر ایک عرصے تک سورت میں درس دیتے رہے۔ اب ایک سال سے چھوٹی مسجد سورتی محلہ میں امامت کا کام کر رہے ہیں۔

۱۵۵۲ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ چونا بھٹی کی مسجد میں امامت کرتے ہیں۔ نہایت خوش الحان قاری ہیں اکثر جلسوں کی تلاوت سے افتتاح کیلئے بلایا جاتا ہے قاری عبد اللہ صاحب مکی کے شاگرد ہیں آپ کے ۱۲ ارٹکے مکہ وغیرہ میں کام کرتے ہیں۔

۱۵۵۱ والد کا نام روشن علی۔ وطن نواکھالی۔ ولادت ۱۳۲۶ھ بروایت حفص تجوید سیکھی۔ آجکل صابو صدیق کے مسافر خانے کی مسجد میں امامت کرتے ہیں۔

۱۵۵۶ والد کا نام سید نذیر الدین۔ وطن ہونع بارو ضلع منوگھیر ولادت ۱۳۲۱ھ۔ ابتدائی تعلیم بمبئی میں ہوئی۔ یہاں سے ڈا بھیل پھر اجیر اور دیوبند میں سات سال گزائے۔ تجوید کی تکمیل دیوبند میں کی۔ قاری عبد الوحید صاحب سے تجوید سیکھی دیناج پور میں ایک سال رکھو بمبئی آئے جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ پتھر والی مسجد چکلا اسٹریٹ میں ڈھائی سال سے امامت کرتے ہیں۔

۱۵۵۴ والد کا نام محمد فضل وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۴ھ۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد نذر صاحب سے تجوید سیکھی۔ ۱۱ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔ طیبہ کالج دہلی میں بھی کچھ روز پڑھے ہیں۔ فی الوقت بمبئی میں فروٹ مہینٹا کا کام کرتے ہیں۔

۱۵۵۸ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

۱۵۵۹ والد کا نام محمد فضل۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۲۶ھ۔ قاری عبد الوالی کے چھوٹے بھائی۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری محمد صدیق مبین سنگھی سے تجوید سیکھی۔ قاری ضیاء الدین کو بھی قرآن سنایا۔ پھر ایک سال مدرسہ فرقانیہ میں تجوید کا درس دیا بعد ازاں ۱۳۲۵ھ میں رنگون چلے گئے۔ آٹھ مہینے رہ کر واپس آئے۔ لکھنؤ سے بمبئی آگئے۔ ۳۵ سال سے بمبئی میں پھیلوں کی تجارت کرتے ہیں مگر قرآنی شغف و ذوق جاری ہے۔ تراویح شام مخدوم سنیا کی مزار کے پاس کی مسجد واقع لکھنؤ میں چھ روز میں ختم سنا رہے۔ ایک سال رنگون کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن سنایا۔ بمبئی میں بادا عبد الرحمن کی مزار کے پاس چھتری سمرنگ محلہ میں دو سال تراویح میں قرآن سنایا۔ چھ سال سنی خوب مسجد میں

تراویح میں قرآن سنایا۔ ۲۵ سال سے اسمعیل حبیب کی مسجد میں قرآن سناتے ہیں۔ ۱۳۲۳ھ میں جب حج کو گئے تھے تو اس وقت قاری عبدالرحمن مکی کا ساتھ رہا۔ ۱۳۲۷ھ میں ہوائی جہاز سے جا کر حج کیا۔

(ج) آپ کو قرآن شریف بہت اچھا یاد ہے۔ نہایت صاف صاف کھلے طور پر پڑھتے ہیں۔ بزرگوں کی صحبت سے بہت فیض یاب ہوئے ہیں۔ بہت دلچسپ قصے سناتے ہیں۔ مجرب وظیفوں کے متعلق بہت دلچسپ واقعات سناتے ہیں۔ ہر شخص آپ سے فیض حاصل کر کے اٹھتا ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھلوں کے کاروبار میں بہت نفع دیا اور آپ مالدار آدمی ہیں۔ بڑا لڑکا ڈاکٹر ہے۔ منجھلا لڑکا پھلوں کے بیوپار میں مصروف ہے۔ چھوٹا لڑکا عبدالواحد اسکول میں پڑھتا ہے مگر اس لڑکے پرچھ سال کی عمر سے عالم مثال کھڑا تھا۔ اور ایک عرصے تک کھلا رہا جس کے دلچسپ واقعات انکے والد ہی سے سننے جاسکتے ہیں۔ اب بھی قاری صاحب کو قرآنی شخص غیر معمولی ہے۔

قاری حافظ محمد ادریس بخاری ۱۵۵۹ء والد کا نام محمد عیسیٰ۔ ولادت ۱۳۳۱ھ۔ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تعلیم ہوئی۔ قاری عبدالمالک سے پہلے ایک روایت سے قرآن سنایا پھر سبعہ کی تکمیل کی۔ فائدگیہ والجزری بھی انھیں سے پڑھی۔ قصیدہ شاطبی بھی انھیں سے پڑھا۔ ۱۳۶۷ھ تک فرقانیہ میں رہے۔ پھر سورت گئے۔ وہاں سے جلگاؤں جا کر دس بارہ سال جامع مسجد میں امامت کی پھر آگولے کی مچی مسجد میں دو سال امامت کی۔ مسجد نو پارہ باندرامیں چھ سال سے امامت کرتے ہیں۔ خوش الحان۔ جید الادب۔ خوش اخلاق واقع ہوئے ہیں۔ اوقات بہت عمدہ ہیں۔

قاری حافظ خطیب افتخار احمد اعظم گڑھی ۱۵۶۰ء وطن اعظم گڑھ۔ ولادت ۱۳۳۱ھ جامع مسجد باندرامیں امامت کرتے ہیں۔ مقرر بھی اچھے ہیں۔ اکثر وعظ کھینے باہر جاتے رہتے ہیں۔ جمعیت العلماء کے رکن ہیں۔

قاری حافظ احمد حسن سیٹاپوری ۱۵۶۱ء والد کا نام محمد حسن خان۔ وطن اورنگ آباد ضلع سیٹاپور۔ ولادت ۱۳۳۱ھ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تسلیم ہوئی قاری محمد نذر صاحب سے ایک روایت سے ۱۳۵۵ھ میں ختم کیا۔ پھر لکھنؤ میں رہے۔ بعد ازاں حیدرآباد دکن ہوتے ہوئے ۱۳۵۷ھ میں بمبئی آگئے۔ پائے دھونی کے پاس پرفیومری (عطر و تیل) کی دوکان ہے۔ تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ باخدا بزرگ ہیں۔

قاری حسن مکی ۱۵۶۲ء ابن محمد معلم الحجاج۔ ولادت مکہ معظمہ ۱۳۰۰ھ۔ مصر میں قاری شیخ محمد پھر شیخ احمد سے وقاری عالی سے تجوید سیکھی۔ ۴۰ سال سے ہندوستان میں رہتے ہیں۔

آٹھ سال سے بمبئی میں زینل علی رضا کے پاس امامت کرتے ہیں۔

قاری حافظ عبدالحق لکھنوی | ۱۵۶۳۹ والد کا نام حاجی محمد علی۔ وطن لکھنؤ۔ ولادت ۱۳۵۶ھ۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں قاری عبدالمالک سے بروایت حفص تجوید سکھی۔ تکمیل

۱۳۷۰ھ میں کی۔ ۱۳۷۵ھ سے بمبئی میں مقیم ہیں۔ ادیب کامل کا امتحان علی گڑھ سے ۱۹۲۵ء میں (م ۱۳۶۵ھ میں) پاس کیا۔ لکھنؤ میں ۱۳۷۲ھ تک ریڈیو پر قرآن مجید سنتے رہے اور اس وقت مدرس بھی تھے خوش الحان قاری ہیں۔

پیرزادہ سید محمد زین الدین احمد آبادی | ۱۵۶۴۹ والد کا نام سید میان علوی الحیثی القادری۔ وطن احمد آباد۔ ولادت ۱۳۳۱ھ۔ علوم کی تکمیل ڈابھیل۔ سورت

اجیر و دہلی میں ہوئی۔ تجوید کی تکمیل مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں قاری سید محمد یاقین سے کی۔ بعد ازاں قرأت بومہ کی سند لی۔ قاری عبدالرحمن مکی سے بھی استفادہ کیا وہاں سے راندھیر جا کر شیخ القراء عطاء اللہ سندھی سے ۱۳۴۰ھ میں سب سے تکمیل کی۔ بعد ازاں احمد آباد جا کر الف خاں کی مسجد شاہی میں ۱۸ سال امامت کی۔ پیری ہریا بھی کرتے رہے۔ پھر جنوبی افریقہ جا کر دو سال نانٹال میں رہے۔ ۴۲ یورپین نے اسلام قبول کیا۔ واپس احمد آباد آئے۔ وہاں سے ۱۳۷۶ھ میں بمبئی آئے۔ اب پائے دھونی کی مسجد میں امامت کرتے ہیں۔

قاری حافظ محمد عثمان مکی | ۱۵۶۵۹ والد کا نام عبدالمعطلی میرداد۔ وطن مکہ معظمہ۔ ولادت ۱۳۰۹ھ۔ والد سے حفظ و قرأت سکھی۔ عربی لہجہ میں اچھا پڑھتے ہیں۔ ۴۶ سال سے بمبئی میں ہیں

حمید یہ مسجد۔ منارہ مسجد میں امامت کی۔ اب ۲۵ سال سے اسماعیل حبیب کی مسجد کے امام ہیں۔

قاری حافظ سید ابوالحسنین آل مصطفیٰ سید میا قادری | ۱۵۶۶۹ والد کا نام سید آل عبا قادری ولادت ۲۵ رجب ۱۳۳۳ھ (۹ جون ۱۹۱۵ء) سید ظہیر

تاریخی نام ہے۔ وطن مارہرہ۔ ضلع ایٹہ (یو۔ پی) سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ سادات بلگرام سے ہیں شاعر بھی ہیں۔ سید مخلص کرتے ہیں۔ شاعری میں آسن مارہروی کے شاگرد ہیں۔ ابتدائی درس نانا حضرت محمد عثمان سے شروع کیا اور چچا سید محمد آل رسول سے علوم سیکھتے رہے۔ گھر میں مرد اور عورتیں سب ہی حافظ، قاریہ تھیں اس ماحول میں آپ نے ۱۱ سال کی عمر میں حفظ کی تکمیل کی۔ والدہ سے اور قاری شمس الدین نابینا سے استفادہ کیا دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر۔ ادارہ شرقیہ حیدرآباد دکن اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے علوم دینیہ کی تکمیل کی مسلم یونیورسٹی میں بھی درس لیا۔ طبیہ کالج سے سندھی۔ تجوید کی سند ایک خانانا۔ اتنی ہے۔ علامہ قادری سدا شہ کی سے سب سے قرأت کی تکمیل کی ۱۳۷۰ھ میں بمبئی آکر کھڑک کی مسجد میں امامت پر مامور ہیں۔ آپ کی دو بہنیں حافظہ و قاریہ ہیں۔ بہرہ دونوں بہنیں مارہرہ میں ہیں۔ رمضان شریف میں تراویح میں قرآن سناتی ہیں۔ دونوں کے

قاری سید مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی ۱۵۶۷ء ابن سید آل عبا قادری۔ برادر خورد قاری سید ابوالحسنین۔ ولادت ۱۰ شہان ۱۳۲۵ھ۔ وطن مارہرہ۔ اپنے ماموں سے تجوید سیکھی۔ مارہرہ میں رہتے ہیں۔ بمبئی بڑے بھائی کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ مجھ سے بمبئی ہی میں ملاقات ہوئی۔ آپ کے خاندان کا ماحول سب حفظ و تجوید کا ہے۔ آپ کی والدہ اور خالائیں بھی حافظہ ذقاریہ تھیں۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے مگر بزمانہ حیات گھر میں تراویح کی زنانہ جماعت ہوتی تھیں جس میں یہ خواتین قرآن عورتوں کو سناتی تھیں اوس وقت زنانہ جماعت کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے۔

قاری زبیر احمد عثمانی سہارنپوری ۱۵۶۸ء والد کا نام طفیل احمد۔ وطن سہارن پور۔ ولادت ۱۳۲۷ھ (۱۹۲۷ء) ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی۔ تجوید و قراءت حضرت عبدالخالق سہارنپوری سے سیکھی۔ بروایت حفص تکمیل ۱۳۶۱ھ میں کی۔ سہارن پور کے مختلف مدارس میں درس دیتے رہے۔ دھولا بڑا میں بھی رہے۔ ۱۳۷۱ھ میں بمبئی آکر نیلی محلہ میں رسول مسجد کی امامت پر فائز ہوئے اوس وقت سے اب تک یہیں ہیں۔ مسجد میں طلباء کو عشاء کے بعد درس دتے ہیں۔

(ج) جہیر الصوت۔ خوش الحان ہیں۔ فضا پر چھا کر پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازین نعتیہ کلام بھی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

قاری حافظ مطیع اللہ پشاوری ۱۵۶۹ء والد کا نام عبدالرزاق۔ وطن ضلع پشاور۔ ریاست صاد ولادت ۱۳۲۱ھ۔ آپ کے اساتذہ تجوید و حفظ میں قاری محمد علی رامپوری و قاری ترومایار ہیں۔ رامپور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مدرسہ عالیہ رامپور سے مولوی کی سند لی۔ پھر رامپور ہی میں تجوید کا درس دیتے رہے۔ دو تین سو شاگرد بنائے۔ کچھ دنوں دہلی میں رہ کر ۱۳۷۸ھ میں بمبئی آگئے۔ اب پٹھان مسجد میں امامت کرتے ہیں۔ بمبئی میں سید محمد نے آپ سے حفظ و تجوید پڑھنی شروع کی ہے۔ حفظ میں آٹھ پارے کئے ہیں۔ آواز و ادائیگی دونوں اچھی ہیں۔ جوان صاحب و یا اخلاق ہیں۔

ہا قاری مطیع اللہ جہیر الصوت۔ طاقتور آواز رکھنے والے ہیں۔ بڑی محنت سے پڑھتے ہیں مستقی و پیرہیز گار ہیں۔

قاری حافظ عبدالسلام اعظم گڑھی ۱۵۷۰ء والد کا نام مولوی عبدالقیوم۔ وطن فتح پور تال نرجا ضلع اعظم گڑھ۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ قاری ریاست علی صاحب

۱۰۴
 بحری آبادی سے مدرسہ دارالعلوم منو بھنجن ناتھ میں پہلے ایک روایت سے تجوید سیکھی۔ بعد ازاں بسو قرأت
 بھی سیکھتے رہے۔ فراغت حصول تعلیم کے بعد چار سال اسی مدرسہ میں تجوید سکھاتے رہے۔ پھر قصبہ خیر پور
 (ریاست بھاو پور) میں مدرسہ تجوید القرآن میں ایک سال کام کیا۔ ۱۳۴۷ھ میں وہاں سے چلے آئے۔
 فیض آباد یوسف پور (ضلع غازی پور) میں کام کرتے رہے۔ ایک سال دا بھیل کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ
 میں کام کیا۔ ۱۳۴۷ھ سے مرغاگرن کی مسجد واقع بمبئی میں امامت کرتے ہیں اور تجوید کا درس بھی دیتے ہیں
 خوش الحان قاری ہیں۔ ادائی صاف ہے۔ خوش گلو واقع ہوئے ہیں۔ حفظ کی تکمیل اپنے والد سے کی۔
 آپ کے دو چھوٹے بھائی بھی حافظ و قاری ہیں جو بمبئی کے مساجد میں امامت کرتے ہیں۔

قاری حافظ ابصار اللہ اعظم گڑھی | والد کا نام مولوی عبدالقیوم۔ وطن فتح پور تال نرجا
 ضلع اعظم گڑھ۔ ولادت ۱۳۲۲ھ قاری محمد مصطفیٰ صاحب جو
 قاری ریاست علی بحری آبادی کے شاگرد ہیں۔ اون سے مدرسہ دارالعلوم منو بھنجن ناتھ میں بروایت حفص
 تجوید سیکھی۔ ۱۳۷۰ھ میں فارغ ہوئے۔ کچھ روز وہیں دارالعلوم میں پڑھایا۔ ۱۳۷۱ھ میں بمبئی آگئے۔ کمائی پور
 کی مسجد کے امام ہیں۔ تجوید سے بچوں کو قرآن شریف سکھانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

قاری ولی اللہ اعظم گڑھی | والد کا نام مولوی عبدالقیوم وطن فتح پور تال نرجا ضلع اعظم گڑھ
 ولادت ۱۳۲۴ھ قاری محمد مصطفیٰ سے مدرسہ دارالعلوم منو بھنجن ناتھ میں
 تجوید سیکھی۔ یہ قاری عبدالسلام کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بنگالی پوسے کی مسجد میں (جو چارنل کے نیچے ہے)
 امامت کرتے ہیں۔

خطیب قاری غلام محمد کوکنی ایم اے | والد کا نام محمد ابراہیم۔ وطن کوکن۔ ولادت ۱۳۲۱ھ
 (د ۱۹۰۱ء) تعلیم جامع مسجد کی مکتب محمدیہ میں ہوئی۔ بمبئی ہی سے
 عربی سے ایم اے کیا۔ مدرس ہو کر مکہ معظمہ گئے۔ چار سال قیام کیا۔ وہاں بھی پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ چارج
 کئے۔ مدرسہ الفلاح میں بھی درس حاصل کیا۔ ۱۳۵۲ھ سے جامع مسجد متصل کرا فورڈ مارکٹ کے خطیب ہیں
 سڈنہم کالج میں ۱۵ سال تک اردو پڑھاتے رہے۔

قاری یار محمد فیض آبادی | والد کا نام عبدالشکور۔ وطن موضع بہناراج۔ ضلع فیض آباد (یوپی)
 ولادت ۱۳۲۶ھ قاری حافظ عبدالواحد صاحب بارہ بنگی والوں سے بمبئی میں
 تجوید سیکھی۔ ۹ سال سے دہم کی مسجد محلہ سورتی میں امام ہیں۔ بچوں کو قرآن مجید کا درس بھی دیتے ہیں۔

۱۵۴۵ء بمبئی میں ایک مسجد کے امام ہیں۔ مدرس مدرسہ تجوید القرآن ہیں۔

قاری عبدالواحد

۱۵۴۶ء تلمیذ قاری محب الدین صدیقی بمبئی میں بھیڑی

قاری محمد شفیع مبارک پوری

مسجد کے امام ہیں۔

پونہ

۱۵۴۷ء ولادت ۱۳۲۱ھ۔ شاگرد قاری حبیب اللہ ٹونکی ۱۳۵۲ھ

مولوی حافظ قاری عبدالحق صاحب

میں حج کیا۔ حرم میں قرآن شریف پڑھا۔ پھر تیس طواف میں ایک ختم کیا۔ گنج پیٹ کی مکہ مسجد کے پیش امام ہیں۔ خوش الحان قاری ہیں۔ تبلیغی جماعتوں میں حصہ لیتے ہیں۔ آپسے دو مرتبہ میں مل چکا ہوں۔ پہلی بار ٹونک میں اور دوسری بار مالینگاؤں میں۔

سورت

۱۵۴۸ء والد کا نام شیخ معشوق علی۔ یہ قاری نور الحق کے بڑے

قاری حافظ مولوی انوار الحق فاروقی

بھائی تھے۔ وطن لکھنؤ۔ پیدائش ۱۹۰۳ء۔ حافظ عبدالصمد صاحب حفظ کی تکمیل کی۔ پھر قاری ضیاء الدین صاحب سے تجوید سیکھی۔ پھر محمد صدیق صاحب مبین سنگھی سے پہلے بروایت حفص اور پھر قرأت سبعہ کی سند لی۔ اپنے زمانے میں مدرسہ کے بہترین قاری مانے جاتے تھے۔ ایک جلسہ میں پوری سورہ طہ پڑھی۔ آٹھ سال کی عمر میں حفظ کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں ابراہیم رشید مکی لکھنؤ میں اپنے خسر عبدالقادر سکندر کی فرمائش پر رمضان میں قرآن شریف سنا ہے تھے۔ انوار الحق بھی جا کر شریک ہو گئے اور گئی یار لقمہ دیا۔ عبدالقادر سکندر نے شاباشی دی اور زور روپے انعام دیئے۔ انوار الحق صاحب پہلے مراد آباد میں رہے۔ پھر رنگون چلے گئے وہاں چھ سات سال رہ کر بمبئی آ گئے اور مرعی محلہ کی مسجد کے امام ایک عرصے تک رہے۔ اوس کے بعد نظام آباد کے ایک مدرسہ میں درس دیتے رہے۔ وہاں سے برا چلے گئے۔ وہاں سے ڈابھیل کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں انور شاہ صاحب کے زمانے میں شیخ التجوید رہے ۵ سال وہاں گزار کر ۴ سال علی گڑھ میں رہے ۱۵ سال سورت کی جامع مسجد میں امام رہے۔ سنا ہے کہ انتقال ہو گیا۔

مدھیہ پردیش

۱۵۷۹ء مدھیہ پردیش کا اکثر علاقہ دینی مکاتیب و رتجوید سے خالی ہے۔
تاہم بعض بڑے شہروں میں باہر سے آکر جو قراء بس گئے ہیں ان کے حالات درج ذیل ہیں۔

مئو۔ مالوہ

۱۵۸۰ء مفتی مولانا قاری محمود احمد صاحب ابن شیخ محمد اسماعیل۔ وطن نانوتہ۔ ضلع
سہارن پور۔ پیدائش ۱۳۱۲ھ۔ دارالعلوم دیوبند سے عالم کی سند لی۔ تجوید قاری عبدالوحید صاحب
سے سیکھی۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ فارغ ہونے کے بعد بیادور (راجپوتانہ) کے مدرسے میں
درس دیا۔ وہاں سے مولانا معین الدین کی دعوت پر اجیر چلے گئے۔ مدرسہ معینیہ میں تجوید و دیگر علوم
کی تعلیم دی۔ اجمیر میں تین سال رہ کر اجین تشریف لائے۔ یہاں دس سال رہے۔ گوالیار
کے ہزاراجہ اور اوس کی ریاست کی مخالفت سے ریاست بدر ہو کر چھاؤنی مئو میں قیام کیا۔ وہاں
۱۳۵۲ھ سے قیام پذیر ہیں۔ قاضی۔ مفتی۔ عالم ہیں۔ دارالافتیٰ میں کام کرتے ہیں۔ اچھے سیسی لیدر
ہیں۔ اس علاقہ میں مرکزی شخصیت رکھتے ہیں۔ آپ کے دولہے ہیں۔ قاری مسعود احمد (۲) قاری حماد احمد
جن کا ذکر ذیل میں درج ہے۔

۱۵۸۱ء ابن مولانا مفتی محمود احمد۔ پیدائش ۱۳۳۹ھ۔ دارالعلوم دیوبند
مولانا قاری حماد احمد کے فاضل ۱۹۲۲ء ۱۳۶۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ قاری حفیظ الرحمن
سے تجوید سیکھی۔ کوئٹہ (بلوچستان) کے مدرسے میں تعلیم دی۔ وہاں سے بڑے بھائی کے پاس اجین آگئے
چند روز کھنڈوے میں رہے۔ پھر نائب قاضی ہو کر والد کے پاس مئو میں مقیم ہیں۔

اجین

۱۵۸۲ء ابن مولانا مفتی محمود احمد صاحب۔ یہ قاری حماد احمد صاحب
مولانا قاری مسعود احمد کے بڑے بھائی ہیں۔ وطن نانوتہ۔ پیدائش ۱۳۳۵ھ دیوبند کے
فارغ التحصیل۔ مولانا حفیظ الرحمن سے تجوید سیکھی۔ اب والد کی جگہ اجین میں کام کر رہے ہیں۔ عالم و

متقی ہیں۔ سیاسی لیڈر بھی ہیں آپ کے خلاف بھی راجہ گوالیار نے شہر بدر کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ انقلاب کے بعد اوس پر عمل نہوا۔ اجین میں آپ کی مرکزی شخصیت بنے۔ چوک کی بڑی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے ہیں گو دوسرے امام بھی مقرر ہیں۔ آپ بہت خوش اخلاق۔ خوش رو۔ صاحب فہم و مردت واقع ہوئے ہیں اسلامی طرز کی زندگی گزارتے ہیں۔

۱۵۸۳ ابن سید جبار میان وطن مردان (لاٹل پور) مولانا حاجی مولوی محمد ایوب میان
پیدائش ۱۳۳۲ھ۔ پشاور میں تعلیم ہوئی حضرت بادشاہ صاحب
افغانی سے ایک روایت سے ۱۳۵۳ھ م ۱۹۳۲ء میں تجوید حاصل کی۔ چہرہ الصوت۔ خوش الحان قاری
ہیں۔ ضاف گو۔ سمجھدار۔ صاحب مردت ہیں۔ ۲۵ سال سے زیادہ سے اجین کی جامع مسجد کی امامت کرتے ہیں
اہل محلہ آپ کے معقد ہیں آپ ہی سے آپ کے استاد کے حالات معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں۔

۱۵۸۴ ساکن قصبہ بان خیل سرحدی علاقہ ضلع مردان۔ بڑے عالم و
حضرت سید بادشاہ صاحب
فاضل مفسر و محدث و قاری تھے۔ قرأت سبعہ کے جاننے والے تھے۔ عمر بھر
درس و تدریس میں لگے رہے۔ (۲۲) سال کی عمر میں ۱۹۳۳ء میں انتقال کیا۔ آپ کے بہت سے شاگرد تھے۔
جن میں ممتاز قاری خلیل الرحمن تھے۔ جن سے مولانا ایوب میان نے قرأت سیکھی۔

۱۵۸۵ ابن حاجی مولانا محمد ایوب میان۔ وطن اجین۔ پیدائش ۱۳۶۰ھ
تجوید و علوم والد سے سیکھے۔ اجین کی جامع مسجد کے موزن ہیں۔
مولوی محمد صالح میان

۱۵۸۶ والد کا نام شیخ محمد قاسم۔ وطن ترورہ۔ ضلع اورنگ آباد۔ پیدائش
۱۳۴۰ھ۔ دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۸ء سے لیکر ۱۳۶۴ھ
تک رہے۔ تجوید قاری حفظ الرحمن صاحب سے سیکھی۔ متوکل۔ عالم و صوفی ہیں۔ تبلیغی جماعت کے سرگرم ممبر
ہیں۔ اصلاح المسلمین کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں۔ اجین میں خواجہ شکیب کی مسجد خراب حالت میں تھی۔ وہاں جا کر
آپ بیٹھ گئے۔ اوس کی مرمت کرائی۔ سات سال سے زیادہ سے امامت کر رہے ہیں۔ مسجد کی درستگی
اور محلہ کے مسلمانوں کی اصلاح میں کوشاں ہیں۔

۱۵۸۷ ابن خورشید علی۔ وطن قصبہ سہوان ضلع بدایون یوپی
حال مقیم عیوبی میر صاحب اجین۔ پیدائش ۱۳۲۵ھ چھتاری ضلع
بلند شہر میں حافظ عبدالرزاق صاحب مدرسہ قرآن ریاست چھتاری میں حفظ و تجوید کی تکمیل کی۔
۱۳۵۹ھ سے اجین میں مقیم ہیں۔ مختلف مساجد میں تراویح میں قرآن مجید سناتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے

مہرگرم ممبر ہیں۔

۱۵۸۸ | **قاری ابو احمد صاحب** ابن پیر سید رؤف احمد صاحب۔ وطن بھوپال۔ پیدائش ۱۳۲۱ھ
۲۵ سال سے زیادہ سے اجین میں کپڑے کی تجارت کرتے ہیں۔ مذہبی لگاؤ
ہونے کی وجہ سے اپنی طور پر عربی و قواعد سیکھے۔ پھر بھوپال میں تجوید سیکھی۔ جس محلہ میں رہتے ہیں وہیں
ایک چھوٹی سی مسجد آباد رکھنے کے خیال سے امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ تبلیغی جماعت سے بہرہ رسی
رکھتے ہیں۔ بامروت اور خوش اخلاق تاجر ہیں۔

۱۵۸۹ | **حافظ قاری عبدالرشید صاحب** وطن اجین۔ پیدائش ۱۳۰۷ھ بی۔ اے، ایل، ایل بی پاس
کرنے کے بعد شش ججی سے وظیفہ لیا۔ ایک دیانتدار منصف مزاج افسر رہ
چکے ہیں۔ آپ کی انصاف پسندی اور قابلیت کی اجین میں بڑی شہرت ہے۔ دودھ تلانی۔ متصل اسٹیشن میں
ایک بڑا مکان ہے جہاں آپ رہتے ہیں۔ ہمارا راجہ گوالیار آپ کی انصاف پسندی کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر کرتا تھا
وظیفہ لینے کے بعد آپ نے ذکر و فکر میں عمر گزارنا مناسب سمجھا۔ ساتھ ہی اصلاح المسلمین کا جذبہ رکھتے تھے۔
جمو کے روز و عطا کیا کرتے تھے اور محلہ کی تنظیم میں بڑی کوشش کی مگر جب آپ نے اپنی تلقین و وعظ کا اثر
نہ دیکھا تو پھر شہر سے دور ایک مزار پر جا کر دن بھر مراقبہ اور ذکر و فکر میں بسر کرنا شروع کیا۔ اب بہت کم
کسی سے ملتے ہیں۔ نوجوانوں کی بے حسی سے بہت نالان ہیں اور ان کی مذہب کی طرف سے لاپرواہی پر
شاک کی۔ مجھ سے شکایتا کہتے تھے کہ ”یہ نوجوان تنظیم کرتے نہیں۔ محنت سے جان چراتے ہیں۔ مذہب
سے لاپرواہ ہیں۔ پھر اصلاح ہو تو کیسے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب حالت بد سے بدتر ہی ہوتی جائیگی
مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایوس نہوتا چاہیے۔ وہ مرنے سے بھی زندگی پیدا کر سکتا ہے۔“

اندور

۱۵۹۰ | **حافظ قاری مفتی رضوان الرحمن فاروقی** وطن بریلی۔ پیدائش ۱۳۳۵ھ۔ مراد آباد سے
تجوید کی سند لی۔ جوپور میں کچھ دن رہے۔ اچھے واعظ ہیں
اندور کی جامع مسجد کے امام و خطیب ہیں۔ آپ نے ۱۳۷۴ھ میں ۱۹۵۰ء میں تجوید کا ایک مدرسہ جامع مسجد
میں کھولا تاکہ اندور میں تجوید کا چرچا ہو۔ اس مدرسے کیلئے قاری محمد حسن سنہلی (مراد آبادی) کو شیخ التجوید
مقرر کیا۔ یہ مدرسہ ۱۹۵۳ء تک چلا۔ مگر قاری صاحب ناراض ہو کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد کچھ روز
چل کر مدرسہ بند ہو گیا۔

۱۵۹۱ء ابن مولانا قاری حامد حسن سنہلی۔ وطن سنہلی (مراد آباد) پیدائش
 ۱۳۴۸ھ۔ مراد آباد میں تجوید کی تکمیل کی۔ خوش الحان قاری ہیں۔ مفتی صاحب
 کے بلانے پر ۱۹۵۰ء میں اندور آئے۔ تین سال تک مدرسہ میں تجوید کا درس دیا۔ ۱۹۵۳ء میں نارائن
 ہو کر واپس چلے گئے۔

۱۵۹۲ء ابن مولانا قاری حامد حسن۔ قاری محمد حسن صاحب کے چھوٹے
 حافظ قاری حبیب احمد سنہلی بھائی۔ پیدائش ۱۳۵۰ھ مراد آباد ہی میں تجوید کی سند ملی۔ خوش
 الحان قاری ہیں۔

۱۵۹۳ء وطن الہ آباد۔ پیدائش ۱۳۴۵ھ الہ آباد میں شیخ القراء
 محب الدین احمد الہ آبادی سے ایک روایت کی سند ملی۔ جامعہ عربیہ ناگپور
 میں ۱۹۵۲ء میں ایک سال شیخ التجوید کا کام انجام دیا۔ اوسکے بعد الہ آباد چلے گئے۔ اندور بھی آئے تھے۔

۱۵۹۴ء ابن حافظ عبدالقدیر خان ابن حافظ عبدالعزیز خان
 مرحوم۔ پیدائش ۱۹۳۳ء۔ وطن اندور۔ ۱۹۵۲ء میں جب حافظ محمد حسن
 سنہلی نے اندور میں خوش الحانی سے ایک رکوع سنایا تو آپ کے دل میں تجوید سیکھنے کا شوق ہوا۔ اونکی خدمت
 میں حاضر ہوتے رہے۔ حافظ محمد حسن صاحب کی واپسی کے بعد جامعہ عربیہ ناگپور جا کر حافظ قاری زین الدین صاحب
 سے ایک روایت کی تکمیل کی۔ درس نظامی کی مولوی فاضل کی سند مدرسہ منظر الاسلام بریلی سے حاصل کی۔
 میٹرک کا امتحان اندور ایجوکیشنل بورڈ سے پاس کیا۔ جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب و ادیب ماہر کی سندیں
 لیں۔ دو سال سے جامع اندور میں امام ثانی کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

اڑیسہ

۱۵۹۵ء اڑیسہ کے علاقے میں پہاڑیوں کا سلسلہ ہے جن کے درمیان وادیاں ہیں۔ جنگل کثرت سے
 ہے۔ تین ندیاں جنوب کی جانب بہہ کر خلیج بنگال میں گرتی ہیں۔ ان میں جنوبی ندی بہانندی ہے پہاڑیوں
 کے سلسلے نے۔ وادیوں کی بہتات نے۔ جنگل کے گھنے ہونے سے درندوں کی کثرت نے۔ تین ندیوں پر پختہ پل نہونے
 نے اس علاقہ کو بقیہ ہندوستان سے الگ رکھا اور آبادی بھی بہت مختصر رہی۔ علاقائی زبان اڑیہ ہے۔
 ۱۹۴۷ء میں الگ صوبہ قرار دیا گیا اور پانچ ریاستیں اوس میں ضم کر دی گئیں۔ سب میں بڑی ریاست وجیانگرم
 کی تھی۔ اڑیسہ کا پایہ تخت ایک زمانے تک کنگرہا ہے گراب بھونیشور کو پایہ تخت بنا کر از سر نو عمارات

کی تعمیر عمل میں آ رہی ہے۔ یہاں کے قدیم باشندے در اوڑی تھے جنکو بھیا۔ سوارہ۔ گونڈ اور کھونڈ کہا جاتا ہے آریوں کی آمد کے بعد بھی اس علاقہ میں در اوڑی سردار برسرِ اقتدار رہے اور اندرونی علاقے پر آریائی کلچر کا اثر نہ پڑا۔ اس لئے اونکی زبان۔ موسیقی۔ کلچر۔ یہ سب اپنی خصوصیات رکھتی ہیں۔

۱۵۹۶ء جب مسلمانوں کا تسلط بنگال پر ہوا تو فیروز شاہ تغلق نے ۱۳۶۱ء میں بذاتِ خود حملہ کر کے اس علاقہ پر قبضہ جمایا۔ ۱۵۶۸ء میں سلیمان کرانی کے جنرل کالا پہاڑ نے کنڈراؤ کو شکست دیکر اپنا قبضہ جمایا ۱۵۹۲ء میں اکبر نے راجہ مان سنگھ کو بھیج کر اس علاقہ کو سلطنتِ مغلیہ میں ضم کر لیا۔ اورنگ زیب کے زمانے میں دو صوبیدار اپنے عدل و انصاف اور رحمدلی کی وجہ سے مشہور رہے۔ اون میں سے ایک اکرام خان تھے جنھوں نے کنگ کی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ دوسرے شجاع الدین محمد خان تھے جنھوں نے کنگ میں مساجد تعمیر کرائیں اور آباد کاری میں حصہ لیا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد یہ علاقہ صوبہ بنگال کے تحت رہا۔ ۱۷۵۱ء میں علی وردی خان نے یہ علاقہ راجہ بھونسل کو دیدیا۔ ۱۸۰۴ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو مل گیا۔ ۱۸۶۵ء میں بہاندی کی نہر نکالی گئی جس کی وجہ سے یہ علاقہ شاداب ہو گیا۔

۱۵۹۷ء اڑیسہ میں تعلیمی حالت خراب رہی تاہم مساجد میں سلسلہ درس جاری رہا۔ اس وقت قراوت کے دو بڑے مرکز (۱) کنگ اور (۲) سنگھڑا ہیں۔

۱۵۹۸ء کنگ سے ۲۲ میل جنوب مشرق ایک قصبہ ہے جس کو سنگھڑا کہتے ہیں۔ یہ علاقہ بہاندی کی نہر سے سیراب ہونے کی وجہ سے زرخیز ہے۔ یہاں سادات کا خاندان ایک عرصہ دراز سے آباد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر کی والدہ مریم زبانی بیگم جب حج کے لئے گئی تھیں تو کربلائے معلیٰ کے ایک سادات کے خاندان کے تین بھائیوں کو ساتھ لائی تھیں۔ بڑے کا نام سید محمد۔ دوسرے کا نام سید قاسم۔ تیسرے کا نام سید ہاشم تھا۔ سید محمد کو دہلی کی جامع مسجد کا امام مقرر کیا۔ سید قاسم یوپی کی جانب نکل گئے۔ سید ہاشم بنگال ہوئے ہوئے اڑیسہ کی طرف آئے اور سنگھڑے میں قیام کیا۔ یہ اپنے ساتھ قدم رسول لائے تھے جو اب کنگ میں زیارت گاہ ہے۔ سید ہاشم کو سنگھڑے میں ۹۰۰ بانی زمین دی گئی (ایک بانی ۲۰۔ ایکڑ کی ہوتی ہے جس کی توثیق سید شجاع الدین محمد خان اور بعد ازاں لارڈ کارنوالس نے کی۔ نہر کی وجہ سے یہ خطہ زرخیز ہو گیا۔ سادات سنگھڑے کی آبادی ڈھائی ہزار اور مسلمانوں کی تعداد دس ہزار اور تقریباً اسی قدر ہندو بھی آباد ہیں مگر آپس کے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ نہر کی وجہ سے دسمان کی کاشت ہوتی ہے اس علاقہ میں علم کا بڑا چرچا رہا۔ ایک عرصہ تک فارسی اس علاقہ کی مقبول زبان رہی ہے جس کو مسلمان ہندو دونوں سیکھتے تھے ایک کہادت یہاں مشہور ہے کہ سنگھڑے کا کوئی بھی فارسی دان تھے

۱۵۹۹ء میں ایک عربی مکتب قائم کیا گیا۔ ۱۹۵۲ء میں مولانا محمد اسماعیل

صاحب نے اس مدرسہ میں دلچسپی لینی شروع کی۔ یہ صوبے کا واحد مدرسہ ہے جہاں عربی۔ فارسی اور اردو کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ تقریباً دو سو طالب علم یہاں پڑھتے ہیں اور ان میں سے ۳۰ طلباء دوسرے صوبوں کے ہیں۔ خور و نوش کا انتظام مدرسے کی جانب سے ہوتا ہے۔ خوش حال مسلمان مدد کرتے ہیں۔ سات اساتذہ ہیں جن میں سے کئی قاری ہیں۔ پانچ سو روپیے ماہانہ کا خرچ ہے۔ یہاں سے تکمیل کے بعد طلباء کو دارالعلوم دیوبند بھیجا جاتا ہے۔ اس علاقہ کو مدرسہ نظامیہ حیدرآباد سے بھی قریب کا ربط ہے اور اکثر یہاں کے علماء حیدرآباد ہی کے فارغ التحصیل ہیں۔ قصبہ سنگھڑا میں جو قرار ہوئے اور نئے نام یہ ہے (۱) قاری لاسید عبدالوحید ولادت ۱۲۵۰ھ وفات ۱۳۲۲ھ (۲) قاری سید احمد مدنی ولادت ۱۲۵۹ھ وفات ۱۳۲۱ھ (۳) قاری سید امین اللہ ولادت ۱۲۴۴ھ وفات ۱۳۱۲ھ (۴) قاری عبدالرؤف ولادت ۱۳۱۲ھ وفات ۱۳۳۹ھ (۵) قاری مولانا محمد عمر قاری عشرہ قرأت ولادت ۱۳۱۸ھ وفات ۱۳۲۸ھ (۶) قاری مولانا سید محمود النبی قاری عشرہ قرأت ولادت ۱۳۲۵ھ وفات ۱۳۵۴ھ (۷) قاری سخاوت حسین ولادت ۱۳۳۲ھ وفات ۱۳۴۲ھ (۸) قاری فضل الرحمن ولادت ۱۳۳۳ھ وفات ۱۳۵۴ھ موجودہ قرآن درج ذیل نام قابل ذکر ہیں۔

قاری مولانا محمد اسماعیل

والد کا نام سید محمد خلیل مرحوم وطن سنگھڑا۔ ولادت ۱۳۳۲ھ مراد آباد جا کر قاری محمد عبداللہ سے مدرسہ شاہی میں تجوید سیکھی۔ دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۵۰ھ میں سند ملی۔ قاری عبدالوحید دیوبندی سے بھی تلمذ رہا۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ نہایت مستعد۔ کارگذار۔ جفا شعار۔ ذہین و خوش بیان ہیں۔ قادیانیوں سے اکثر مناظرے کرتے رہے۔ دس سال سے ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ سنگھڑا ہیں۔ مجھ سے ۱۹۶۰ء میں کئی گھنٹے ملاقات رہی۔ بڑی دلچسپ گفتگو فرماتے ہیں۔ دیر تک گفتگو سنگھڑا کی آدمی سیر نہیں ہوتا۔ طبقہ علماء میں ایسے خلیوں و ایشار کے لوگوں کی بڑی ضرورت ہے۔ بڑی حسرت سے صاحب موصوف نے فرمایا کہ یہ سنگھڑے کی بد قسمتی تھی کہ اوس کے قاری کم عمری میں رخصت ہو گئے۔

قاری مولانا محمد اسحاق

والد کا نام سید غلام آملی عبا۔ وطن سنگھڑا۔ ولادت ۱۳۲۲ھ۔ تعلیم پہلے سنگھڑے میں پائی۔ قاری عبدالرؤف سے قرأت سیکھی۔ بعد ازاں مراد آباد جا کر شاہی مدرسے میں شریک ہوئے۔ قاری محمد عبداللہ صاحب سے تجوید سیکھی۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ مراد آباد میں فقہ۔ اصول۔ منطق کی تعلیم بھی پائی۔ اب سنگھڑے کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں فقہ۔ اصول و منطق کی تعلیم دیتے ہیں

۱۱۲
۱۶۰۲ و وطن سنگھڑا - ولادت ۱۳۲۷ھ - مراد آباد جا کر علوم کی تکمیل کی۔
قاری احمد النبی | قاری محمد عبداللہ صاحب سے تجوید کی سند لی۔ اب سنگھڑے میں درس دیتے ہیں۔

۱۶۰۳ و وطن سنگھڑا - ولادت ۱۳۳۵ھ - دیوبند جا کر علوم کی تکمیل کی۔
قاری عبدالماجد | قاری حفظ الرحمن سے تجوید سیکھی۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

۱۶۰۴ و والد کا نام محمد نیمن - وطن سردھا پور ضلع پری۔ دیوبند
قاری حافظ عبدالشکور | سے علوم کی تکمیل کی۔ حفظ و تجوید کی تکمیل قاری حفظ الرحمن سے کی
۱۳۷۶ھ میں منڈلی۔ قاری حفظ الرحمن کی سفارش پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ سنگھڑا میں ۱۳۷۸ھ میں
شیخ التجوید ہو کر آئے۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ طلباء کے سکھانے میں مستعدی کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۶۰۵ و اڑیسہ میں دو سہل مرکز تعلیمی کنگ رہا ہے۔ یہاں بابرکت اشخاص کی وجہ سے اسلامی
مدرسے قائم ہے۔ مولوی مکرم علی صاحب نے جو تاجر تھے۔ ایک مدرسہ مکرم العلوم کے نام سے جاری کیا
جس کا خرچ سات سو روپیے ماہانہ کا تھا یہاں اچھے عالم و قاری جمع تھے۔ مگر اب یہ مدرسہ بند ہو گیا
مولوی مکرم علی صاحب کے تین فرزند اچھے عالم و فاضل ہوئے۔ اون کا ذکر بعد ازین آئیگا۔ کنگ میں دو سہل
مدرسہ مدرسہ اسلامیہ ہے۔ جس میں قاری سید محسن علی درس دیتے ہیں۔ تیسرا مدرسہ۔ مدرسہ سلطانیہ ہے
جس میں قاری مولوی عبدالرشید درس دیتے ہیں۔ چوتھا مدرسہ مدینۃ العلم جامع مسجد سے ملحق ہے جس میں
یتیم خانہ بھی ہے۔ ان چاروں مدرسوں میں عربی و دینیات کی تعلیم ہوتی ہے۔ تجوید کا بھی اچھا انتظام ہے
علاوہ ازیں پانچ مسجدیں ہیں جہاں اچھے قاری امام ہیں۔ کنگ کے قراء کے حالات درج ذیل ہیں۔

۱۶۰۶ و والد کا نام محمد عبدالرحمن۔ وطن کنگ۔ ولادت ۱۳۰۱ھ۔ قاری
قاری محمد عبدالغفار | مولوی کلیم الدین سے پھر قاری محمد حسن سے تجوید سیکھی۔ اڑیسہ بازار کی مسجد میں
۱۶ سال امامت کی۔ پھر اجلے خان کی مسجد میں تیس سال تک امامت کی۔ اب سردار خان کی مسجد میں ۱۳۷۵ھ
سے امامت کرتے ہیں۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ ان کے فرزند عبدالمنان جامع مسجد بالو بازار میں امام ہیں۔

۱۶۰۷ و والد کا نام منشی عبدالغنی۔ ولادت ربیع الاول ۱۳۱۶ھ درسی
قاری حافظ عبدالرشید | علوم و تجوید کی تحصیل کے بعد ۳۸ سال سے یعنی ۱۹۲۱ء م ۱۳۴۱ھ سے کنگ
کے عربی مدرسہ مدرسہ سلطانیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۱۶۰۸ و والد کا نام مولوی سید مکرم علی۔ وطن کنگ۔ ولادت ۱۳۳۶ھ
قاری سید برکت اللہ

والد سے علوم سیکھے۔ الہ آباد جا کر قاری محمد حسین تلمیذ قاری عبدالرحمن مکی سے تجوید سیکھی پھر قاری محمد عبداللہ مراد آبادی سے عشرہ کی تکمیل کی۔ اب کلنگ میں درس و تدریس کا سلسلہ ہے۔

قاری حافظ محسن علی ۱۶۰۹ء والد کا نام سید مبارک علی۔ وطن کلنگ۔ ولادت ۱۳۲۷ھ مراد آباد کے مدرسہ شاہی میں حفظ و تجوید کی تکمیل بروایت حفص کی۔ قاری محمد عبداللہ صاحب استاد تجوید تھے۔ حافظ محمد نور صاحب حفظ کے استاد تھے۔ واپس کلنگ آنے کے بعد جامع مسجد کا امام مقرر ہوئے۔ ۲۴ سال امامت کی۔ ۱۳۷۵ھ سے مدرسہ اسلامیہ کلنگ میں حفظ و تجوید کا درس دیتے ہیں۔ شاگردوں میں ممتاز (۱) حافظ ممتاز علی (۲) حافظ محمد حسن (۳) حافظ عبدالمجید (۴) حافظ امام بخش مرحوم (۵) حافظ حبیب اللہ (۶) حافظ وسیم الدین ہیں۔

قاری عبدالرب نرکی قاری سبوح ۱۶۱۰ء وطن مراد آباد۔ ولادت ۱۳۲۹ھ۔ مراد آباد اور پھر الہ آباد میں درسیات کی تکمیل کی۔ سبوح کے قاری تھے۔ مختلف مقامات پر تجوید کا درس دیتے رہے۔ ۱۳۵۱ھ میں کلنگ آئے تھے۔ اس وقت قاری حافظ قمر الدین نے اون سے تجوید سیکھی۔ پھر جامع حبیب اللہ آباد چلے گئے۔ اب تک وہیں ہیں۔

قاری سید نعمت اللہ ۱۶۱۱ء والد کا نام سید مکرم علی۔ قاری سید برکت اللہ کے چھوٹے بھائی ولادت ۱۳۳۱ھ والد سے علوم سیکھے۔ مدرسہ نurm العلوم میں تجوید بھی سیکھی اب مختلف مساجد میں ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں۔

قاری ابرار الحق ۱۶۱۲ء وطن ہردوئی۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ مظاہر العلوم سہارن پور سے فاضل ہوئے۔ قاری عبدالخالق سہارن پوری سے تجوید سیکھی۔ مولانا اشرف علی صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ہردوئی میں ایک عربی مدرسہ کے ہتم ہیں۔ قاری سید معین الاسلام نے آپ سے تجوید کی تکمیل کی۔ ۱۶۱۳ء والد کا نام ڈاکٹر محمد صدیق۔ وطن منڈا۔ کلنگ۔ ولادت ۱۳۵۵ھ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ تجوید قاری محمد نعمان سے اور پھر قاری ابرار الحق سے سیکھی۔ ۱۳۷۷ھ سے کلنگ کے مدرسہ سلطانیہ میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔

قاری محمد معین الدین ۱۶۱۴ء والد کا نام محمد قطب الدین۔ وطن موضع دھام نگر ضلع تالیسر۔ اڑیسہ۔ ولادت ۱۳۲۳ھ۔ ابتدائی تعلیم الہ آباد۔ پانی پت۔ امبالہ۔ بہار شریف میں پائی۔ الہ آباد میں حافظ عبد الوحید سے تجوید سیکھی۔ عربی درسیات کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ بہار میں کی۔ ۱۳۶۹ھ سے پٹن کی مسجد میں امام ہیں۔

۱۶۱۵ء والد کا نام کمال الدین - وطن موضع دینگر پور ضلع مراد آباد۔ ولادت ۱۳۲۷ھ ابتدائی تعلیم کے ساتھ تجوید و حفظ کی تکمیل جامع نعیمیہ مراد آباد۔ جامعہ

جیبیہ آباد مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں ہوئی۔ قاری عبدالرب صاحب سے الہ آباد میں قرأت سبعہ کی تکمیل کی۔ آپ قرآن شریف پر اختلافات سبعہ حاشیہ پر اور بین السطور لکھ رہے ہیں۔ ۱۳۷۹ھ سے جامع مسجد کنگ کے یتیم خانہ مدرسہ مدنیۃ العلم میں تجوید و حفظ سکھلاتے ہیں۔ طالب علم بھی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ جوان صالح بنکر المزاج ہیں

۱۶۱۶ء والد کا نام سید سراج الدین - وطن بھدرک - ضلع بالیسر

اڑیسہ۔ ولادت ۱۳۳۹ھ قاری مولوی عبدالرب ترکی جب کنگ آئے تھے تو اولن سے تجوید ۱۳۵۲ھ میں بروایت حفص سکھی ۱۳۵۳ھ میں کنگ میں قدم شریف کی مسجد میں امام مقرر ہوئے۔ ۱۳۵۴ھ سے جامع مسجد کے یتیم خانہ میں قرأت و حفظ کا درس دیتے ہیں۔

۱۶۱۷ء والد کا نام مولوی امانت اللہ - قاری برکت اللہ کے برادر زادہ۔ وطن کنگ۔ ولادت ۱۳۶۱ھ۔ مکتبہ میں مدرسہ عظمتیہ میں تجوید کی تعلیم ہوئی۔ قاری

حافظ عبدالقوی صاحب استاد تھے۔

۱۶۱۸ء وطن کنڈاپارہ - کنگ۔ ولادت ۱۳۳۰ھ نابینا ہیں۔ بہارنپور

قاری حافظ عبدالسلام جاکر حفظ و علوم کی تکمیل کی۔ قاری عبدالخالق صاحب سے عشرہ کی سند لی تکمیل کے بعد پانچ سال میرٹھ میں تجوید و حفظ پڑھاتے رہے اور اس کے بعد وطن کنڈاپارہ آگئے اب وہیں درس دیتے ہیں۔

۱۶۱۹ء اڑیسہ جانے سے پہلے مجھے بالکل توقع نہ تھی کہ ایک پس ماندہ صوبہ میں اتنے عربی کے

مدارس ہونگے اور تجوید کے اتنے ماہر نظر آئیں گے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اوس نے اپنے کلام کے خدمت گزار ہر جگہ بڑی تعداد میں چھوڑ رکھے ہیں جو صرف خوشنودی باری تعالیٰ کی خاطر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس سے بالکل مستغنی ہیں کہ اون کو معاوضہ کیا ملتا ہے۔ **اللّٰهُمَّ اَوْسِعْ رِزْقَكَ لَهَا۔**

اورنگ آباد

۱۶۲۰ء (الف) یہ علاقہ حیدرآباد کے زیر اثر رہنے سے یہاں قرأت و تجوید کا اچھا شوق

رہا۔ قاری عبدالولی صاحب اور اونکے شاگرد قاری نظام الدین صاحب۔ سید اصغر علی بہتم پوٹیس مرحوم و قاری فیض محمد صاحب کا ذکر قبل ازین جلد دوم میں آچکا ہے مگر اوس کے بعد آہستہ آہستہ ذوق کم ہونگا

۱۶۲۰ (ج) والد کا نام سید برہان بادشاہ قادری۔ وطن حیدرآباد دکن
مقرب سید کلیم اللہ قادری

ولادت ۱۲ شوال ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۰۸ء ذہین و فرسید
۱۹۲۸ء میں نظام کالج سے بی۔ ایس۔ سی پاس کیا۔ سائنس کے طالب علم ہونے کے باوجود ذوق سخن بہت
ستھرا ہے۔ حیدرآباد سیول سروس کھیلے منتخب ہوئے۔ تعلق قادری سے ترقی کر کے صوبیدار ہوئے۔ پھر ناظم عطیات
و بعد از ان ریونیوٹر میونسپل کے جج بنا کر اورنگ آباد بھیجے گئے وہاں ساڑھے سات سال کام کرنے کے بعد وظیفہ پر
علحدہ ہوئے۔ آپ اپنی دیانتداری۔ پابندی شرع اور بے لاگ انصاف کھیلے ہمیشہ مشہور رہے۔

(ج) آپ کو قرآن مجید سے ہمیشہ شغف رہا۔ تجوید۔ تفسیر و حدیث کو ہمیشہ سیکھتے و سکھلاتے رہے
تجوید میں آپ مقرب محمد تاج الدین کے شاگرد ہیں۔ شیخ القراء میر روشن علی صاحب کو بھی سنایا ہے اور اکثر
اوقات اونکی مجالس میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ شیخ القراء آپ کی تحقیق و فراست کی تعریف فرماتے تھے ۱۳۶۸ھ
میں آپ نے ایک ادارہ قرآن خوانی و قرآن فہمی کا قائم کیا جو قرآن ہاؤس سوسائٹی کے نام سے موسوم ہے۔
تقریباً بیس سال مابعد شاپ کی مسجد کے کتب خانے میں اس کے جلسے ہوتے رہے۔ اس سوسائٹی نے بھی تجوید
سکھلانے اور قاری بنانے میں بڑا حصہ لیا ہے۔

(د) جب آپ اورنگ آباد تشریف لے گئے اوس وقت وہاں تجوید کی طرف بے رخی تھی۔ قدیم جاننے والے
بھی کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ آپ نے بڑی مستعدی سے تجوید کا ماحول بنایا۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی خواتین
میں مذہبی شغف پھیلانے میں حصہ لیتی رہیں۔ جن شاگردوں نے آپ سے تجوید سیکھی اون میں سے چند نام
درج ذیل ہیں :-

(۱) قاری حبیب الرحمن (۲) قاری ڈاکٹر عبدالحق (۳) قاری ابوطالب پرنسپل اورنگ آباد کالج
(۴) قاری حافظ عبدالستار (۵) قاریہ ممتاز فاطمہ وغیرہ
(۵) آپ نے اپنی بیگم اور سب لڑکوں و لڑکیوں کو تجوید سکھلائی۔ آپ کے سب لڑکے بہت اچھا پڑھتے ہیں
میں نے بھی سنا ہے۔ قاریان بالا کے علاوہ اصحاب ذیل بھی قابل ذکر ہیں :-

۱۶۲۱ (ج) والد کا نام محمد عبداللہ شاہ۔ فاغ تحصیل جام زہر
مولانا حکیم قاری ابوالخیر محمد صاحب رصنا
وطن گولکنڈہ۔ پیدائش ۱۳۰۱ھ وفات ۱۳۸۵ھ۔ قاری
محمد سلیمان بھوپالی اور قاری فضل علی سے تلمذ رہا۔ پھر قاری عبدالحق مکی سے ایک روایت کی تکمیل کی۔
بہت اچھے عالم و مونی تھے۔ ایک عرصے تک اورنگ آباد کالج میں فارسی کے پروفیسر رہے۔ مطب بھی کرتے رہے
قاری عبدالحق فرخی محلی سے استفادہ کیا ہے۔ طالب علموں کا ذہن بنانے کھیلے موثر تقریر فرماتے تھے۔ ایک

عرصے تک مالیکاؤں اور حیدرآباد میں بھی رہے ہیں۔

۱۶۲۲ء حافظ فیض محمد صاحب کے فرزند ان حسب ذیل تھے۔ (۱) حافظ قاری فیض احمد

(۲) حافظ قاری فیض مصطفیٰ (۳) قاری فیض حامد (۴) حافظ فیض جلیل۔

۱۶۲۳ء والد کا نام ابو محمد خلد آبادی۔ ولادت ۱۳۲۰ھ۔

حاجی قاری حافظ محمد حسن

والد سے تجوید سیکھ کر ۳۰ سال سے شاہ گنج کی مسجد میں امامت کر رہے ہیں۔ منکر المزاج اور خلیق آدمی ہیں۔ قاری کلیم اللہ صاحب سے بھی استفادہ کیا۔

۱۶۲۴ء والد کا نام قاری شیخ احمد اورنگ آبادی۔ ولادت ۱۳۳۳ھ

قاری حافظ عبد الستار

قاری فیض محمد کے شاگرد تھے۔ بروایت حفص تجوید سے پڑھا۔ قاری کلیم اللہ صاحب سے بھی استفادہ کیا۔

۱۶۲۵ء والد کا نام فیض محمد۔ وطن اورنگ آباد ولادت ۱۳۲۶ھ

قاری حافظ فیض محمود

والد سے تجوید سیکھی۔

۱۶۲۶ء والد کا نام محمد علی خان۔ وطن اورنگ آباد۔ ولادت ۱۳۱۷ھ

قاری لہجد علی خان

قاری منیر علی صاحب نیر آبادی سے تجوید سیکھی۔ اورنگ آباد میں مدرس لہے اب وظیفہ پاتے ہیں۔ درس و تدریس جاری ہے۔

۱۶۲۷ء والد کا نام محمد علی خان۔ وطن اورنگ آباد۔ ولادت ۱۳۲۷ھ

قاری جنیر علی

مقبری احمد اللہ مدرس وظیفہ یاب ساکن مغل پورہ حیدرآباد سے تجوید سیکھی۔ مقبری قاری تونسوی صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ اورنگ آباد سے مالیکاؤں منتقل ہو گئے۔ وہاں ایک تجوید کا مدرسہ قائم کیا جس میں آپ کی صاحبزادی بھی عورتوں میں درس دیتی ہیں۔

۱۶۲۸ء والد کا نام فیض محمد۔ وطن اورنگ آباد۔ ولادت ۱۳۱۷ھ

قاری حافظ فیض احمد

سلسلہ قرأت قاری ذاکر صاحب اور عبد الحق مکی سے ملتا ہے۔

۱۶۲۹ء وطن خلد آباد۔ ولادت ۱۳۱۵ھ

قاری حافظ غلام محمد

صاحب سے بقراءت حاصم تجوید سیکھی۔ خلد آباد کے مدرسہ حفاظ و تجوید میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

۱۶۳۰ء وطن خلد آباد۔ والد کا نام شیخ امیر۔ ولادت ۱۳۲۵ھ

قاری حافظ جہان محمد

آپ نے تجوید قاری حافظ غلام محمد سے سیکھی۔ خلد آباد ہی میں مدرس لہے

۱۱۷
۱۶۳۱ والد کا نام سید جلال الدین۔ وطن اورنگ آباد۔ ولادت
 سید نظام الدین اورنگ آبادی | ۱۳۹۲ھ۔ قاری عبدالولی کے شاگرد۔ اپنے استاد اور دیگر قرآنی
 اورنگ آباد کے تفصیلی حالات سے واقف ہیں۔

۱۶۳۲ وطن شاہ جہاں پور رامپور میں بھی
 قاری مولانا ریاست علی خاں شاہ جہاں پوری | رہ چکے ہیں۔ قاری عبدالولی کے بھتیجے تھے اورنگ آباد
 میں بھی قیام کیا تھا۔ تجوید کا درس دیتے رہے۔

برودہ

۱۶۳۳ والد کا نام حاجی سید محمد جاپان والے۔ وطن برودہ
 اگرزات۔ ولادت ۱۳۰۷ھ دارالعلوم حیدرآباد دکن سے فاضل کی
 سند لی۔ ندوۃ العلماء میں تین سال گزار کر وہاں سے بھی فاضل کی سند لی اور تجوید سیکھتے رہے۔ پھر
 حیدرآباد آ کر مولانا حمید الدین فراہی۔ مولانا عبدالواسع۔ علامہ سید اشرف شمسی۔ مولانا عبدالقادر صدیقی
 قاری سید ابراہیم و قاری محمد حسین سے تفسیر و حدیث و تجوید کے حصوں میں استفادہ کیا۔ اوسکے بعد سیام میں
 تین سال گزارے۔ جاپان میں ۱۳ سال تک قیام کیا۔ بسنی میں تجارت کے سلسلے میں پندرہ سال۔ کلکتے میں دو
 سال گزارے۔ اس عرصے میں اسلامی خدمت بھی کرتے رہے۔ کوئٹہ (جاپان) میں دیرھ لاکھ کے چندے سے
 ایک مسجد تعمیر کرائی۔ علوم قرآنی کی تحصیل میں مولانا شاہ فتح اللہ صاحب و شاہ غلام حسین صاحب سے استفادہ کیا
 تحصیل عربی کیلئے یمن گئے۔ وہاں چھ ماہ رہے۔ بخران اور بدر میں ۶ ماہ گزارے۔ دینیات و عربی کی عرب
 میں تکمیل کی۔ برودے میں چھ سال سے مقیم ہیں۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ لکھنؤ میں سید
 غلام مصطفیٰ رشید بنیرہ (نواسے) انیس سے شاعری میں تلمذ رہا۔ وہی رنگ غالب ہے حضور اکرم سے
 دلی محبت رکھتے ہیں۔ نعتیہ اشعار میں قرآن پاک کا ترجمہ خوبی سے فرماتے ہیں۔ ۱۳۷۵ھ میں مولانا
 سید محمد اسحاق صاحب کے جانشین ہوئے۔ برودے ہی میں قیام ہے۔ پر خلوص بامروت اور ہمدرد
 سادگی پسند انسان ہیں۔ ۱۷

۱۷ چند اشعار نمونہ پیش ہیں۔ (۱) بہت چاہا کہ باز آؤں میں نظم شعر سے لکن : کھارنا ہو جب مجبور ہو جاتا ہوں فطرت سے
 (۲) پڑا شہ جو کلام ہوتا ہے : جاذب خاص عام ہوتا ہے (۳) جس کے قبضے میں جام ہوتا ہے : وہ کہیں تشنہ کام ہوتا ہے

۱۶۳۴ ولادت ۱۳۰۸ھ - جامع مسجد بروہے کے خطیب امام ہیں
قاری حافظ محمد صدیق تجوید کے اچھے جاننے والے۔ دیوبند کے فارغ التحصیل۔ حفظ و قرأت کی تکمیل
 بھی دیوبند سے کی۔ رنگون میں ایک عرصے تک رہے۔ بروہے میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔ خوش الحانی سے
 پڑھتے ہیں جامع مسجد کے خطیب امام ہیں۔

۱۶۳۵ ولادت ۱۳۲۵ھ چنا پٹنا۔ میسور۔ ابن مولوی محمد تضرع صاحب
قاری مولوی نجم الدین صاحب زہین باپ کے ذہین بیٹے۔ حیدرآباد میں عثمانیہ یونیورسٹی میں بی اے تک
 تعلیم پائی۔ عربی و فارسی و تجوید میں علامہ سید اشرف شمس کے شاگرد رہے۔ پھر والد کے ساتھ بروہہ
 چلے گئے وہاں تعلیم و تلقین کا کام ۲۵ سال سے کر رہے ہیں۔

ڈھبوی

۱۶۳۶ بروہے کے علاقہ میں ایک مقام ڈھبوی ہے۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی اچھی ہے
 یہاں کے تاجر پیشہ اصحاب نے ایک دینی مدرسہ قائم کر رکھا ہے۔ جس میں بچوں کو قرآن شریف اور ضروری
 مسائل کے ساتھ مڈل اسکول تک کی پڑھائی ہوتی ہے۔ اصحاب خیر اس مدرسہ کو چلاتے ہیں نعمت اللہ خان
 صوفی نے اس مدرسے کو بہت رونق بخشی اور انھیں کی کوشش سے یہاں تجوید کا درس بھی شروع ہوا۔
 جن لوگوں نے ایک روایت کی سند لی اونکے نام درج ذیل ہیں :-

(۱) مولانا سید شہاب الدین صاحب (۲) مولانا اچھے میاں صاحب (۳) قاری مولوی سید علی المعروف

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۱۷)

(۴) ہے حالت بھی وہ بلا کی سے :- لطف جس کا دام ہوتا ہے (۵) بادہ حباقی کو شر بہ ناخلف پر حرام ہوتا ہے
 (۶) دین فطرت میں دہیت کا :- غیر فانی نظام ہوتا ہے (۷) سنگدل کو بھی ہم نے دیکھا ہے :- نرم باتوں سے رام ہوتا ہے
 (۸) کہہ چکے آپ ناز کی باتیں :- سینے کچھ اب نیاز کی باتیں (۹) تلخ ہوں پھر بھی میں مجھے شیرین :- آپ سے دلنوازی کی باتیں
 (۱۰) ہے ضیاء عاشق شہ شیر :- اوس سے سنئے حجاز کی باتیں۔

ریا عیات

احکام شریعت میں لچک ہے نایاب :- کلزار طریقت میں بہک نایاب :- جب چشم بوسیر میں ضیاء اور برصی :- دیکھا کہ حقیقت میں جھلک آیا
 خود کی جو جہاں میں بے خبر ہیں :- برائے نام وہ انسان بشر ہیں۔ شرافت کے بجائے شرافت :- بیشتر تو میں مگر مائل بہ شر ہیں
 خواب غفلت میں جمع ہے سویا ہوا :- درات دارین ہے کھویا ہوا :- یہ دنیا کشت زار عاقبت :- پائیں گے جو کچھ بھی ہے بویا ہوا

۱۱۹
 یہ روشن میان (۴) قاری مولوی سید علی المعروف بہ بڑے میان (۵) قاری میاں محمد خوں بھائی
 (۶) قاری میاں محمد لعل بھائی (۷) قاری امیر الدین ماسٹر (۸) قاری حسن بھائی (۹) قاری پیر بھائی
 (۱۰) قاری حکیم سید قطب الدین (۱۱) قاری عالم قمر الدین (۱۲) قاری میاں محمد پیر بھائی کوکنی (۱۳)
 ابراہیم بھائی یعقوب بھائی (۱۴) قاری حسن بھائی چاند بھائی (۱۵) کالو بھائی حسن بھائی
 (۱۶) ابراہیم بھائی تلج بھائی (۱۷) نور بھائی چاند بھائی (۱۸) اسمعیل بھائی عبد و بھائی (۱۹)
 علی بھائی پیر بھائی (۲۰) فتح محمد چاند بھائی (۲۱) ملا خوں بھائی پیر بھائی (۲۲) راجے بھائی
 کالو بھائی (۲۳) اسمعیل بھائی راجے بھائی (۲۴) اسمعیل بھائی عبد و بھائی (۲۵) عبد الکریم نور بھائی

باب پنجم (مدارس)

مدارس

۱۶۳۷ قراء مدارس کا ذکر قبل ازین جلد دوم میں آچکا ہے۔ مفتی قاری محمد محمود کے بعد کچھ کام
 قاری حافظ محمد ترضی ابن حافظ عبد الحکیم نے کیا۔ ان کے بعد قاری حافظ عبد الغفور صاحب نے ۱۳۵ھ تک
 سنبھالا ان کے شاگردوں میں قابل ذکر قاری غلام رسول تاجر پارچہ (۲) حافظ قاری عبد القادر
 (۳) قاری عبد الخالق (۴) سید محی الدین پیران اور عبد الغفور صاحب کے فرزند عبد الرحمن ہیں۔
 (ج) مدارس میں بڑی میٹ کی مسجد میں جمیل احمد امانت کرتے ہیں یہاں چھ قاری ہیں

ویلوور

۱۶۳۸ علاقہ مدارس میں دینی تعلیم کا ماحول ویلوور میں بھی اچھا ہے۔ یہاں دو مدرسے عرصہ دراز
 سے کام کر رہے ہیں (۱) مدرسہ لطیفیہ میں قاضی بشیر الدین پیارم پیٹی کام کرتے ہیں۔ ان کے فرزند جمیل احمد
 بڑی میٹ کی مسجد میں امام ہیں۔
 ۱۶۳۹ ویلوور میں دوسرا مدرسہ باقیات الصالحات ہے جہاں قاری محمد محمود کام کرتے ہیں۔

۱۶۴۰ء علاقہ مدراس میں ایک دینی مدرسہ امر آباد میں ہے۔ جہاں تجوید کی تعلیم بھی دیکھائی ہے یہاں قاری عبید اللہ نابینا جو قاری محی الاسلام پانی پتی کے شاگرد ہیں تجوید سکھلاتے ہیں ان کے والد کا نام حکیم عبدالرحیم ہے۔ ولادت ۱۳۱۶ھ ہے۔

۱۶۴۱ء علاقہ مدراس میں وانم باڑی میں بھی دو دینی مدرسے ہیں جہاں تجوید کی تعلیم ہوتی ہے یہاں کے تجار بہت فراخ دلی سے ان مدرسوں کی مدد کرتے آتے ہیں اور ان دونوں مدرسوں کی شہرت پورے جنوبی ہند میں ہے۔ ایک مدرسہ نسوان بھی بہت سلیقہ سے چل رہا ہے۔ مولانا عبدالباری صاحب عالم و فاضل تجوید کے اچھے جاننے والے مدرسہ ذکور کے استاد ہیں۔

بجواڑہ

۱۶۴۲ء ضلع مظفرنگریو۔ پی کے ایک قصبے بگھرہ میں ایک خاندان سادات فروکش تھا۔ خاندان کے بزرگ سید الطاف حسین ایک نمبر دار تھے۔ پچاس سال کی عمر میں حیدرآباد دکن آکر بس گئے پندرہ سال کی عمر میں ۱۳۳۹ھ میں انتقال ہوا۔ مرزا سردار بیگ صاحب کے احاطے میں مدفون ہیں۔ اونکے پانچ بیٹے تھے ۱) جنیم یعزت حسین (۲) حافظ سید عسرت حسین (۳) حافظ سید جعفر حسین (۴) حافظ سید عشرت حسین (۵) حافظ سید حشمت حسین۔ یہ پانچوں جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے فارغ التحصیل اور قاری تھے اول میں سے چار حافظ تھے۔

(الف) حکیم سید عزت حسین حیدرآباد کے محکمہ طبابت میں ناظر الاطباء تھے۔ گلبرگہ سے وظیفہ پر علیحدہ ہوئے فی الوقت بگھرہ میں طبابت کرتے ہیں۔

(ب) حافظ سید عشرت حسین کاکی ناڈا کی جامع مسجد میں ایک عرصے تک امامت کر کے وہیں انتقال کیا۔ وہیں مدفون ہیں۔

(ج) حافظ سید جعفر حسین بجواڑہ کی جامع مسجد میں امامت کرتے رہے وہیں انتقال ہوا غالب شہید کے قبرستان میں دفن ہیں۔

(د) حافظ سید عشرت حسین بھی بجواڑہ۔ کاکی ناڈا وغیرہ میں امامت کرتے رہے۔ فی الوقت کرٹپہ کے قصبے میں امامت کرتے ہیں۔

(ه) حافظ سید حشمت حسین حیدرآباد کے محکمہ مال میں ملازم تھے۔ وظیفہ پر علیحدہ ہونے کے بعد کاکی ناڈا کی جامع مسجد میں امامت کرتے ہیں۔

ان میں سے صرف قاری حافظ سید جعفر حسین کے دولہ کے قاری شوکت حسین اور شاہ حسین ہیں جو فی الوقت بجوڑے کی مساجد میں امامت کرتے ہیں۔

۱۲۱
۱۶۴۳ ولادت ۲۶ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ - ابتدائی تعلیم والد کی نگرانی میں قاری سید شوکت حسین ہوئی۔ بعد ازاں حیدرآباد میں ادارہ شرقیہ کالی کمان میں تعلیم پائی۔ بجوڑے میں پانیس سال سے مقیم ہیں۔ مختلف مقامات میں بچوں اور بڑوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیتے ہیں۔ قرآن مجید کا شوق دلانے کا خاص ملکہ ہے۔ تجوید کی سند کرنل مرزا بسم اللہ بیگ سے لی۔ مسجد دینیات جامع مسجد میں ۱۴ سال سے درس قرآن دیتے ہیں۔ تقریباً ایک سو اشخاص نے آپ سے ختم قرآن کیا ہے۔ خوش الحان قاری ہیں۔ ادائی پر قدرت ہے۔

۱۶۴۴ والد کا نام محمد غوث مرحوم۔ ولادت ۱۹۳۲ء۔ وطن بجوڑہ۔ ابتدائی تعلیم بجوڑے میں ہوئی۔ بعد ازاں گنتور اور اسحاق پٹن جا کر بی اے بی ایل پاس کیا۔ بجوڑے میں ایڈوکیٹ ہیں۔ آپ کا تعلق ایک مشہور مستحق خاندان سے ہے جو بلا بلڈنگ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو دینیات اور عربی کا شوق ہونے سے آپ نے اپنی طور پر عربی سیکھی اور تجوید سے پورا قرآن شریف سنا کر سند حاصل کی۔ بہت سہرہ روم ہیں۔

۱۶۴۵ والد کا نام محمد زین العابدین۔ ولادت ۱۹۴۱ء ستمبر سات سال کی عمر میں ۱۹۴۷ء میں حجاز کا سفر کیا۔ بعد ازاں تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۶۵ء میں ایم بی بی ایس پاس کر کے سرکاری ملازمت میں منسلک ہو گئے۔ مذہب سے قدرتی لگاؤ تھا اس لئے عربی و تجوید کی تکمیل دوران ملازمت ہی میں کی۔ اسلامی جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلمان بچوں کو مذہب سے قریب لانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ طلباء کو تجوید سکھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

۱۶۴۶ وطن بجوڑہ۔ ولادت ۱۹۲۵ء۔ بجوڑے کے متمول خاندان سے تعلق ہے۔ کپڑے کی دوکان ہے۔ مذہب سے لگاؤ رکھنے کی وجہ سے حفظ و قراءت کا شوق ہوا۔ اپنے طور پر دونوں کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۹ء میں حج کیا۔ تعلیمی اداروں اور مسجدوں کی دامت دہے۔ سخن مدد کرتے رہتے ہیں۔

۱۶۴۷ والد کا نام محی الدین۔ ولادت ستمبر ۱۹۲۲ء۔ وطن بھٹکل۔ ابتدائی تعلیم وطن ہی میں ہوئی۔ نہایت ذہین و معلومات رکھنے والے۔ مذہب سے غیر معمولی دلچسپی اور اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ کسی مسجد و مکاتب چلاتے ہیں۔ بجوڑے میں النفا ہوٹل کے مالک ہیں۔ تجوید سے

قرآن شریف پڑھ کر سند حاصل کی۔ اب کئی مساجد میں درس دیتے ہیں۔ تبلیغی جماعتوں میں مختلف مقامات میں جلتے رہتے ہیں۔ توقع ہے کہ تجوید کی اشاعت میں بہت کام کریں گے۔

۱۶۴۸ء والد کا نام عبدالرحمن۔ وطن بجاوڑہ۔ ولادت ۱۹۵۰ء۔ ذہین و طباع قاری علاء الدین اپنے شوق سے تجوید و عربی و فارسی سیکھی اور ایک روایت کی سند حاصل کی۔

۱۶۴۹ء والد کا نام عبدالرشید۔ وطن بجاوڑہ۔ پیدائش جولائی ۱۹۵۲ء قاری محمد ادریس ۱۹۶۸ء میں میٹرک پاس کیا۔ ذہین و طباع۔ اپنے شوق سے تجوید و عربی و فارسی سیکھی۔ ایک روایت سے سند حاصل کی۔ ہونہار جوان صالح ہے۔

۱۶۵۰ء وطن گنتور۔ ولادت ۱۹۱۰ء۔ ایم اے پاس کیا۔ ایم ایڈ ہوئے قاری حسین خان ایم اے تعلیمات میں ملازم ہو گئے۔ پہلے ہیڈ ماسٹر اور پھر ڈوٹیرنل ایجوکیشنل انسپکٹر ہوئے۔ وظیفہ پر علیحدہ ہونے کے بعد نمبرور کے مدرسہ دینیات کے آنریری ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ اپنی طور پر عربی سیکھی۔ تجوید سے ہمیشہ شغف رہا۔ قرأت عشرہ کی تکمیل مقرر کرنل مرزا بسم اللہ بیگ سے بجاوڑے میں کی بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ منضبطہ اوقات ہیں۔ دینی جذبہ رکھتے ہیں۔ مذہبی تعلیم کی اشاعت میں سرگرم حصہ لیتے ہیں۔ ایسے بزرگوں سے توقع ہے کہ گنتور اور بجاوڑے میں تجوید اور قرأت عشرہ کی اشاعت خوب ہوگی اور جو فقدان فی الوقت ہے وہ جاتا رہے گا۔

۱۶۵۱ء وطن بجاوڑہ۔ ولادت ۱۹۲۰ء۔ ابتدائی تعلیم بجاوڑے میں قاری عمر شریف ایم اے ہوئی پھر علیگڑھ چلے گئے۔ ایم اے۔ ایم ایڈ کے بعد سرکاری ملازمت میں منسک ہو گئے۔ انسپکٹر آف اسکول کے عہدے پر فائز ہیں۔ دینی تعلیم کا شوق ہونے سے اپنے طور پر عربی و فارسی سیکھی۔ پھر تجوید کا درس لیتے رہے۔ بہت بااخلاق۔ فہیم و ملنسار ہیں۔

۱۶۵۲ء وطن بجاوڑہ۔ ولادت ۱۹۲۳ء۔ ابتدائی تعلیم بجاوڑے میں قاری رحمت اللہ شریف بی اے میں ہوئی۔ پھر بی اے پاس کر کے ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ مذہبی ذوق ہونے سے اپنی طور پر عربی اور تجوید بڑی محنت سے سیکھی۔ فی الوقت منہار میں سکونت رکھتے ہیں

بیجاپور

۱۶۵۳ء والد کا نام محمد فرید الدین۔ وطن حیدرآباد۔ دکن۔ پیدائش قاری محمد مصمم الدین ۱۹۲۵ء۔ اپنے بڑے بھائی قاری محمد حبیب الدین سے تجوید سیکھی

۱۲۳
 قاری محمد حبیب الدین کا ذکر ذیل میں فقرہ (۱۶۵۴) میں کر دیا گیا ہے (بیجا پور میں آپ ایک ہوٹل کے مالک ہیں۔ صبح و شام بچوں کو قرآن شریف و تجوید کا درس دیتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے بیجا پور میں تجوید کا اچھا ماحول بن گیا ہے۔ آپ نے دارالقرات والدینیات الکلیمیہ کی ایک شاخ کھول دی ہے۔ ہر سال ۲۰-۲۵ طلباء کو حیدرآباد کے امتحانات میں شریک کر کر کامیاب کراتے ہیں۔)

۱۶۵۴ و والد کا نام محمد فرید الدین۔ وطن حیدرآباد۔ پیدائش ۱۹۱۰ء
 قاری محمد حبیب الدین | آپ قاری محمد مصمص الدین کے بڑے بھائی ہیں۔ ابتداً قرآن مجید حافظ محمد قاسم صاحب سے سیکھا۔ پھر قاری منیر علی صاحب سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں قاری قریب اللہ صاحب کو سنایا۔ بعد ازاں مرقی ڈاکٹر کلیم اللہ حسینی کو منا کر سند لی۔ بعد ازاں عنبر پٹھہ کی مسجد میں دارالقرات والدینیات کی ایک شاخ کھول کر بچوں کو تجوید۔ حدیث اور دینی علوم سکھلانے میں مصروف ہیں اب تک ۸ بچے فارغ ہو کر سند لے چکے ہیں۔ آپ کی وجہ سے اس علاقے میں دینی ماحول اچھا بن گیا ہے۔

(ب) آپ کے بھتیجے محمد رؤف الدین ابن محمد معز الدین مرحوم نے بھی ایک روایت سے تجوید سیکھی علوم دینیہ کے پھیلانے میں سرگرم حصہ لیتے ہیں۔ جوان صلح ہیں۔
 (ج) آپ نے بچوں کی سہولت کیئے تجوید کے ابتدائی قواعد جمع کر کے اوس کا نام "بچوں کی تجوید رکھنے اوسی پر بچوں کو تجوید کے قواعد سکھلاتے ہیں۔"

ورنگل - آندھرا

۱۶۵۵ و وطن حیدرآباد۔ دکن۔ والد کا نام محمد عبدالرحمن قریشی۔ ولادت
 قاری عبدالجبار قریشی | ۲۶ رجب ۱۳۰۵ھ۔ والد اور دیگر افراد خاندان فوج میں ملازم رہے۔ بعد ازاں ورنگل میں منتقل ہو گئے۔ عبدالجبار صاحب کی ابتدائی تعلیم اسکول میں ہوئی۔ حافظ سید شاہ صاحب جو کتہ گوڑہ کی مسجد کے امام ہیں اون سے تلمذ رہا۔ بعد ازاں کچھ روز حیدرآباد میں تجوید سیکھتے رہے جب قاری عبدالخالق خان صاحب معتمد دیہی ہو کر ورنگل آئے تو عبدالجبار صاحب اون کی خدمت میں حاضر ہو کر اون کو پورا قرآن شریف سنایا۔ ۱۹۶۱ء میں ختم کر کے سند لی۔ ۱۹۶۳ء میں ورنگل میں دارالقرات القریشیہ کی بنا ڈالی۔ اوس وقت سے کام اچھا چل رہا ہے۔ ہر عمر کے طالب علم آ کر مستفید ہوتے ہیں۔ عبدالجبار صاحب نے سب سے قرأت بھی سیکھیں۔ خوش گلو واقع ہوئے ہیں۔ ہنگنڈہ میں اچھا ماحول بنا رکھا ہے۔
 حافظ قاری شمیم احمد صاحب والد کا نام عبدالحمی۔ وطن نلگنڈہ۔ بنجور۔ پیدائش ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۷ء

ابتدائی تعلیم نگینہ میں ہوئی۔ وہاں ایک اچھے قاری احمد حسن کی زیر نگرانی حفظ و تجوید کی تکمیل ۱۳۴۵ھ میں کی بعد ازاں مظفر نگر جا کر درس قرآنی میں مصروف رہے۔ وہاں سے کچھ روز کے لئے پاکستان جا کر آئے۔ مختلف مقامات پر قرآنی تعلیم دیتے رہے۔ ۱۳۶۶ھ سے گنتور میں تجوید کے ساتھ قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ آواز پختہ ہے۔ مخارج و صفات کی ادائیگی عمدہ ہے۔ خوش گلو واقع ہوئے ہیں۔ تبلیغی کاموں سے بڑا شغف ہے۔ اسلامی درد رکھتے ہیں۔ منکسر المزاج واقع ہوئے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں قابل ذکر یہ حضرات ہیں (۱) حافظ قاری عبدالرشید (۲) حافظ قاری کفایت اللہ (۳) حافظ قاری عاشق حسین۔

۱۶۵۵ء وطن نگینہ۔ ضلع بجنور۔ پیدائش ۱۳۲۰ھ۔ نگینہ ہی میں ابتدائی تعلیم ہوئی
حافظ قاری احمد حسن (ج)
 پھر مظاہر العلوم سہارنپور جا کر تعلیم کی تکمیل کی۔ حفظ و قراءت قاری محمد سلیمان سے حاصل کیا۔ اب نگینہ میں پچاس سال سے تعلیمی کام انجام دے رہے ہیں۔ قاری محمد سلیمان صاحب نے شاطبی کا ترجمہ بھی شاگردوں کی سہولت کیلئے کیا تھا مگر طبع نہ ہو سکا۔ قاری محمد سلیمان صاحب کا انتقال ۱۳۸۵ھ میں ہو گیا۔

۱۶۵۶ء والد کا نام محمد قاسم۔ ولادت ۱۳ مئی ۱۹۲۴ء وطن سندھ یال
قاری محمد سرور سلطان
 بی۔ اے۔ ایل۔ بی۔
 ضلع کرنول۔ آسندھ پرنسپل۔ ابتدائی تعلیم شہر نیلور میں ہوئی۔ ائی۔ اے۔ اول اور انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کے بعد نظام کالج سے معاشیات و سیاسیات کے مضامین لیکر ۱۹۵۱ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں عثمانیہ یونیورسٹی سے ایل۔ ایل۔ بی پاس کیا۔ کچھ روز ملازمت کا سلسلہ رہا۔ ۱۹۶۱ء میں بمبئی بار کونسل سے اجازت حاصل کر کے بمبئی میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۶۰ء سے تبلیغی جماعتوں سے تعلق رہا۔ بزمانہ وکالت بھی یہ سلسلہ جاری رکھا اور چلے دیتے رہے۔ ۱۹۶۲ء میں وکالت کے پیشے سے ہتیزار ہو کر تجارت کی طرف مائل ہوئے۔ سندھ یال میں کام شروع کیا۔ قاری محمد جمیل احمد دیوبندی سے تجوید سیکھنا شروع کیا۔ بعد ازاں قاری عبدالغنی سے سیکھتے رہے۔ پھر پروفیسر سید نور اللہ قادری سے (جو شیخ القراء میر روشن علی مرحوم کے نامی شاگردوں میں ہیں اور جن کا قبل ازین ذکر آچکا ہے) تجوید کی تکمیل ایک روایت سے کی۔ اب بھی تبلیغی کاموں میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں۔ بہت بافیض بزرگ ہیں۔ آپ کی وجہ سے آسندھ کے اکثر علاقوں میں دینی حوال بن رہا ہے۔

۱۶۵۷ء وطن حیدرآباد۔ دکن پیدائش سن ۱۹۲۱ء۔ نظام کالج
الحاج قاری کرنل تاج احمد خان
 میں بی۔ اے تک تعلیم پا کر ۱۹۲۱ء میں فورج میں افسری کی خدمت پر لئے گئے۔ ترقی کرتے ہوئے کرنل تک پہنچے۔ تین حج کئے۔ ایک حج پیدل بھی کیا۔ قاری زکریا عباسی بھی آپ کے

۱۲۵
 ہمسفر تھے۔ دو سہری جنگ عظیم میں ملایا اور سنگاپور کے محاذ پر تھے۔ واپسی پر نواب اعظم جاہ و معظم جاہ کے
 سکرٹری رہے۔ تجوید کا شوق ہوا تو پہلے قاری فضل علی صاحب سے تجوید سیکھی۔ قاری محمد اسحاق مکی کو
 قرآن شریف سنایا۔ مولانا محمد اسحاق شیخ القراء عبدالحق مکی کے داماد تھے۔ اور دوسرے حیدرآباد آکر گئے
 بعد ازاں شیخ القراء میر روشن علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقاعدہ سند بروایت حفصہ حاصل کی
 تکمیل کے بعد تجوید کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ اپنے مکان ہی پر درس شروع کر دیا۔ صبح و شام پابندی
 سے بلا معاوضہ درس دیا کرتے۔ اکثر تجوید کے جلسے کبھی اپنے مکان پر کرتے۔ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی
 تجوید سکھلائی۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ کو بعارضہ قلب انتقال ہوا۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ
 اَلْيَدَ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اَلْيَدَ مَنْ يَّكْتُمُ -

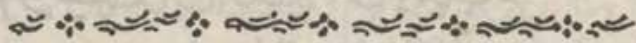
۱۶۵۸ شیخ القراء حضرت سید نور اللہ قادری کا ذکر قبل ازین آگیا ہے آپ کی ممتاز
 شخصیت نے کرنل اور اطراف کو تجوید کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ آپ کے فرزند سید عبداللہ قادری، حافظ
 و قاری و عالم ہیں۔ پروفیسر عبدالحکیم صاحب بی ایس سی۔ عبدالرزاق فاروقی ایم اے ایم ایڈ۔ سید محمود پیران
 صاحب شاعر بے بدل و دیگر اصحاب نے سند لی ہے۔ آپ کی چھوٹی بیٹی منی میمونہ بھی قاریہ ہے۔ میں اپنی کتاب
 کو منی میمونہ کی تمنا پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ کے یہہ تمنا ہر مسلمان لڑکی کی دلی پکار ہو اور اس پر عمل ہوتا ہے
 کیوں نہ ہو بڑے باپ کی بیٹی ہے۔ اونچی تمنائیں نہ رکھیں تو اور کیا ہوگا۔ اس تمنا کا ذکر منی میمونہ نے
 اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے خط میں کیا ہے۔

منی میمونہ کی تمنا

روحانی آبا! میری یہہ تمنا ہے کہ بڑا تخت سجھا ہو اور اس پر سفید چادر پڑی ہو۔ مسند درس مزین ہو
 منی میمونہ اس پر ادب سے قبل رو بیٹھی ہو۔ سامنے قرآن شریف ایک رحل پر دھرا ہو۔ منی اس وقت
 چھوٹی نہیں بڑی ہوگی۔ خوش الحان ہوگی۔ عشرہ قرات کی قاریہ ہوگی۔ خوش الحانی سے جھوم جھوم کر پڑھتی ہوگی
 فرشتے سننے جمع ہو جائیں گے۔ منی کے سامنے چھوٹی بڑی طالبات ایک حلقہ میں مودب بیٹھی ہونگی خوش الحانی
 سے باری باری سے قرآن پاک سناتی ہونگی۔ ایک شمع ہوگا اطراف میں پروانے۔ ایک گل ہوگا اور اطراف میں
 بلبل ہزار داستان۔ منی اونکی غلطیاں بتاتی ہوگی۔ فرشتے مسکراتے ہونگے۔ یہہ کام روز ہوگا۔ صبح و شام ہوگا
 بلا ناغہ ہوگا۔ کوئی چٹھی نہیں۔ یوں دن رات گذاریں گے۔ نشہ قرآنی کے متوالے یوں زور سے چنیں گے

پھر سیکدہ ہو ہم ہوں اور سامنے ساتی ہو ••• وہ وقت خدائے پھر دور میں جا آئے

نوٹ :- کیوں نہ ہو قرآن مجید سے والہانہ شغف رکھنے والے کو چھٹی سے کیا سہر و کار۔ وہ اسکول و کالج کے طالب علم تو نہیں ہیں جو سال میں چھ مہینے کی چھٹی یہہ کچتے ہوئے مناتے ہیں کہ سہ طالب علم نہیں طالب تعطیل ہیں ہم ••• لطف جنت کا ملا ہم کو جو اتوار آیا۔ کاش یہ تنا ہر مسلمان لڑکی کی ہو۔ این دعا از من و از جسدہ جهان آین باد۔



تشریح

یہاں پر تشریح لکھی ہے کہ قرآن مجید سے والہانہ شغف رکھنے والے کو چھٹی سے کیا سہر و کار۔ وہ اسکول و کالج کے طالب علم تو نہیں ہیں جو سال میں چھ مہینے کی چھٹی یہہ کچتے ہوئے مناتے ہیں کہ سہ طالب علم نہیں طالب تعطیل ہیں ہم ••• لطف جنت کا ملا ہم کو جو اتوار آیا۔ کاش یہ تنا ہر مسلمان لڑکی کی ہو۔ این دعا از من و از جسدہ جهان آین باد۔

اختتام

(تیسری جلد ناتمام ہے۔ اس میں ضلے کی گنجائش ہے۔)

میں نے قراء کے حالات جمع کرنے میں بڑی کدوکاوش کی مگر کس حد تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ تو ناظرین کرام ہی فرما سکیں گے۔ تالیف کے تعلق سے ایک بات عرض کر دوں کہ بعض نکات سمجھانے کیلئے مباحث سے ہٹنا بھی پڑا۔ مگر اہمیت کو ذہن نشین کرنے یہہ طریقہ کار مجھے پسندیدہ تھا۔ میرے استاد مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی کا بھی یہی اسٹائل تھا جس کو میں نے اختیار کیا۔ انگریز مصنفین میں ہیولاک اس کا بھی یہی طریقہ تھا۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی اسی کو پسند کیا تھا۔ کسی قاری کی پوری شخصیت کو واضح کرنے کیلئے ناگزیر تھا کہ اس کے کارنامے نہ چھوڑ دیئے جائیں۔ سبق آموز حصہ تو یہی ہوتا ہے اور کسی کتاب کے پڑھنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم کو کونسی نئی بات بزرگوں سے معلوم ہوتی ہے تاکہ اونکے تجربے اور ارشادات کی روشنی میں زندگی کا چہرہ چلتا رہے۔

(۲) بعض قراء کے حالات طباعت کے بعد معلوم ہوئے جو انشاء اللہ بار دوم کی طباعت میں شریک ہو سکیں گے۔ ناظرین کرام سے استدعا ہے کہ قراء کے جو حالات اون کو معلوم ہوں اون سے اس خاکسار کو مطلع فرماتے رہیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کو شریک کر لیا جاسکے۔ جو لغزشیں یا غلطیاں محسوس ہوں اون سے مطلع فرمایا جائے ممنون ہوں گا۔

(۳) ان قراء کے حالات پڑھنے سے یہہ سمجھ میں آتا ہے کہ قرآن مجید سے وابستگی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مشعل محمدی دست بدست چلتی رہی اور اصحاب برگزیدہ کی زندگیاں شمع ہدایت کا کام انجام دیتی رہیں۔

گرچہ از نیکان نیم خود را بہ نیکان بستہ ام
در بیاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

خاکستہ

مرزا بسم اللہ بیگ مکان نمبر ۵۷۰-۵-۱۱
نامپلی۔ حیدرآباد۔ دکن۔ ۴

قطعہ تیلخ

----- انہ -----

کلک گھر بار فیض آثار فضیلت آب معالی القاب ضعیاء الدین شکر مجسم
شیرین رقم قاری مولانا شکر شاگر اخلص بہ ضیاء ندوی کھنڑی تم حیدر آبادی تم برو دوی

اعداد نام
۱۷۲۶

پیش نظر ہے تذکرہ قاریان ہند
 $\frac{59}{59} + \frac{362}{362} + \frac{1325}{1325}$

کچھ شک نہیں کہ یہ ہے درجے بہا کتاب
 $\frac{222}{222}$

۲۲۲
۶۱۹۷۰

تاریخ عیسوی ہے عیان نام و وصف سے
جی چاہے جس کا گن لے زروے جمل حساب

قطعہ دیگر

لکھ کر کتاب تذکرہ قاریان ہند

مرحوم قاریوں کو حیات دوام دی

بسم اللہ بیگ ضنا تصنیف کے دلیل

اس کام میں خدا نے مدد بالتمام دی

ہم کیوں کہیں نہ آپ کو بھی عیسوی نفس

قرآن کو تازہ جان بصد اہتمام دی

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی